وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُسۡلِمُوۡنَ

مُسلمان کا عقیدہ

شیخ ابنِ باز نجدی کی کتاب "عقیدۃ المسلم" کا تعاقب

تالیفِ لطیف

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی

(ایم اے)

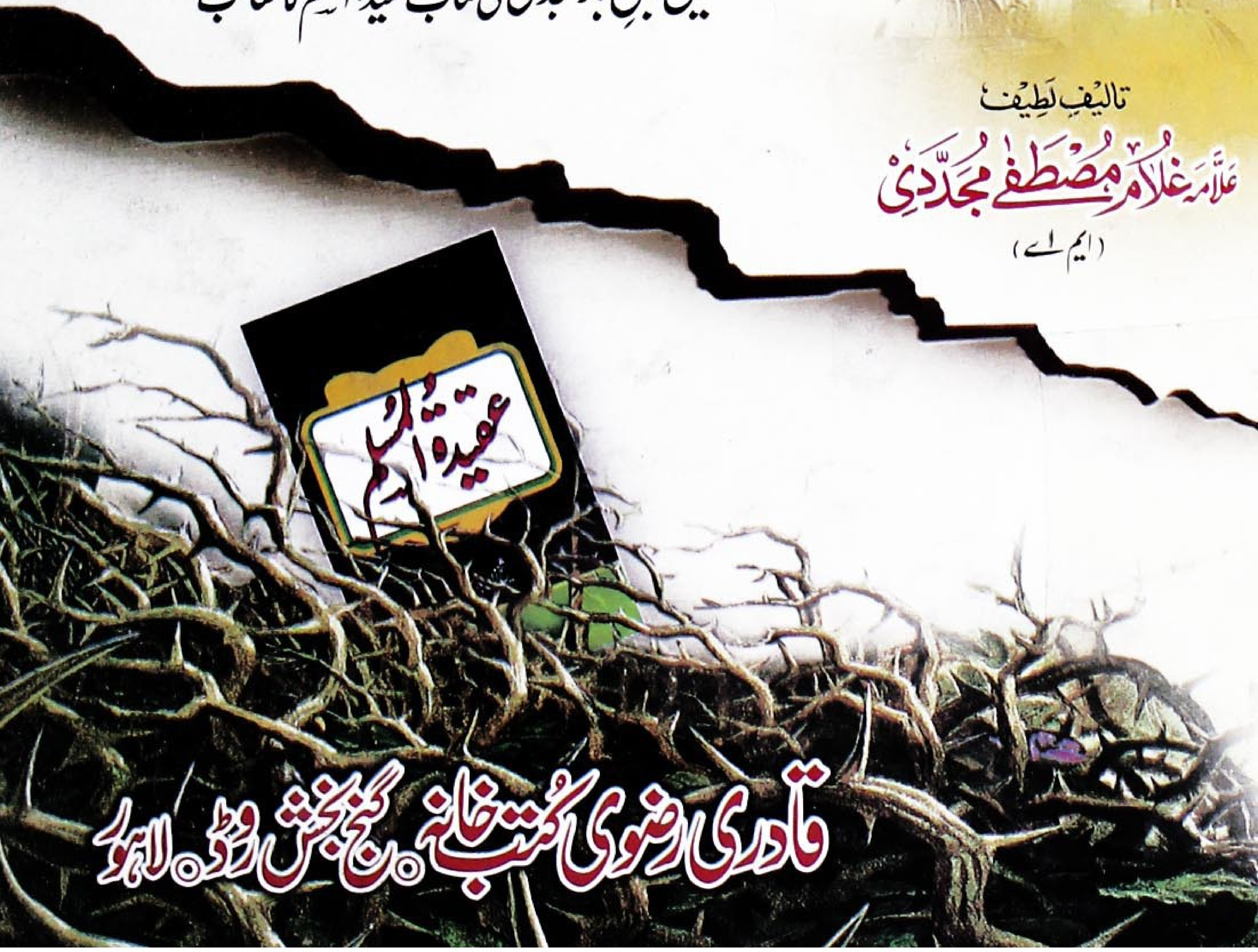

قادری رضوی کُتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

فیضانِ رحمت

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

نام کتاب	ـــــــ	مسلمان کا عقیدہ
نام مؤلف	ـــــــ	علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
نام کمپوزر	ـــــــ	محمد اکرام مجددی
پروف ریڈنگ	ـــــــ	غلام دستگیر احمد
تاریخ اشاعت	ـــــــ	جنوری 2005ء
صفحات	ـــــــ	388
تحریک	ـــــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ـــــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
قیمت	ـــــــ	150 روپے

81663

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

(۲) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

(۳) شبیر برادرز اردو بازار لاہور

(۴) اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

آئینہ کتاب

عنوانات	صفحہ نمبر
ابتدائیہ	6
باب اول :	33
انبیاء کا عقیدہ توحید	
ایک سوال کا جواب	
اشکال کہاں ہے	
مفسرین کرام کی توجیہات	
ایک اشکال کا جواب	
شیخ ابن باز کا سوئے ظن	
مذکورہ صدر ایک آیت کا مفہوم	
باب دوم :	77
صحیح اسلامی عقیدہ اور اس کے منافی امور	
احترام و تعظیم میں غلو کرنا	
انبیا اور اولیا سے دعائیں کرنا	
نبیا اور اولیا سے مدد طلب کرنا	
چند آیات کی درست تفسیر	
شیخ ابن باز کی ایک اور ناانصافی	
آج کے مشرک	

Marfat.com

استغاثہ، پناہ، مراد..

چند آیات کا افہام..

باب سوم : 181

کلمہ لا الہ الا اللہ کے مفہوم کی وضاحت

باب چھارم : 199

نواقض اسلام

باب پنجم : 208

قرآن اور رسول کا مقام

باب ششم : 212

نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے کا حکم

چند ایمان افروز واقعات..

اسمائے مصطفیٰ کا تقاضا..

استعانت کا ثبوت..

چند آیات کا افہام..

غلو فی الدین..

باب ھفتم : 286

بدعت سے اجتناب

Marfat.com

۞ میلاد اور قرآن ....
۞ میلاد اور حدیث ....
۞ میلاد اور علما ....
۞ ایک ہمارا بھی سوال ....
۞ محفل میلاد میں قیام ....
۞ حضور ﷺ کی تشریف آوری ....
۞ علما کے فیصلے اور واقعے ....
۞ شب معراج کی تخصیص ....
۞ نصف شعبان کی رات ....

باب ہشتم: 335

۞ **حیات برزخی کا اثبات**
۞ قرآن پاک کا فیصلہ ....
۞ رسول پاک ﷺ کا فیصلہ ....
۞ صحابہ کرام کا فیصلہ ....
۞ دیگر صالحین امت کا فیصلہ ....
۞ ائمہ ملت کا فیصلہ ....

ذخیرہ

Marfat.com

ابتدائیہ

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں فتنہ خارجیت کی تاریخ بہت ہولناک ہے۔حضور نبی غیب آشنا، محبوب کبریا، شہنشاہ ہر دوسرا، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں اس کی نشاندہی فرمادی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

''ایک روز نبی کریم ﷺ مال تقسیم فرمانے لگے تو ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا، جو بنی تمیم سے تھا کہ یارسول اللہ، انصاف کیجئے، فرمایا، تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ اس کی گردن اڑادوں، فرمایا کہ نہیں، کیونکہ اس کے ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے، اوران کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، وہ دین سے ایسے نکلے ہوئے

Marfat.com

ہوں گے، جیسے کمان سے تیر، پھر اس کے پیکان پر کچھ نظر نہیں آتا، اس کے پٹھے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا، اس کی لکڑی پر بھی کچھ نظر نہیں آتا، اور نہ اس کے پروں پر کچھ نظر آئے کہ وہ لید اور خون کو چھوڑ کر نکل گیا، وہ لوگوں کی تفرقہ بازی کے وقت نکلیں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی کا ہاتھ عورت کے پستان یا انڈے کی طرح ہوگا، جو ہلتا ہوگا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب ان لوگوں سے قتال کیا گیا تو اس کی مقتولین میں تلاش کی گئی پھر اس نشانی کا آدمی مل گیا جو نبی کریم ﷺ نے بتائی تھی، (بخاری کتاب الادب)

تاریخ شاہد ہے کہ حضور پیغمبر برحق ﷺ کا فرمان پورا ہوا، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبداللہ بن وہب راسبی کی قیادت میں ایک قوم نے جنم لیا جسے صحابہ کرام کے ساتھ مسئلہ تحکیم میں اختلاف تھا، اُن کے نزدیک خُدا کے علاوہ کسی انسان کو حاکم نہیں بنایا جا سکتا۔ الاخبار الطّوال میں ہے کہ اس قوم کے دو آدمی زرعہ بن برح الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو توبہ کرنے لیے کہا تو آپ نے فرمایا، تحکیم کا عہد نامہ لکھا جا چکا ہے، میں اس کو توڑ نہیں سکتا۔ انہوں نے بہت مجبور کیا لیکن آپ آمادہ نہ ہوئے۔ آخر انہوں نے دھمکی دی کہ اگر آپ نے تحکیم کو تسلیم کر لیا تو ہم خدا کے لیے آپ سے جنگ کریں گے، آپ نے فرمایا، تمہاری لاشیں خاک وخون میں تڑپیں گی، یہی واقعہ علامہ ابن اثیر نے بھی رقم کیا ہے، اس واقعہ سے خارجی فرقہ کی بنیاد پڑ گئی، خارجیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کی تکفیر شروع کر دی اور ان کے خلاف "جہاد کرنا فرض" قرار دیا، یہ لوگ اپنے عقیدے میں بہت زیادہ متعصب اور متشدد تھے، ان کی جماعت اکٹھی ہوگئی تو ہر مسلمان سے پوچھتے،

Marfat.com

تیرا تحکیم کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اگر وہ برأت ظاہر کرتا تو چھوڑ دیتے، ورنہ قتل کر دیتے، (الاخبار الطوال ص ۲۱۶) خود حضرت شیر خدا، علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، کے ساتھ ان کا باغیانہ انداز ملاحظہ کیجئے،

> ”تم کو اس فیصلہ پر خدا کے لئے نہیں، اپنے نفس کی خاطر برہمی ہے، اگر تم تحکیم کے ماننے کی غلطی پر اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کرو تو ہم تمہارے ”سوال اتحاد“ پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں، اور اگر توبہ نہیں کرتے تو ہم تم سے لڑیں گے، خدا خیانت کرنے والوں کی چال کی ہدایت نہیں کرتا“ (ایضاً ص ۲۲۰)

ذرا تصور کیجئے، جن لوگوں کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم انسان مسلمان نہیں، ان کی نظر میں کسی اور مسلمان کی کیا حیثیت ہوسکتی تھی، چنانچہ انہوں نے سارے عالم اسلام کے خلاف ایک زہریلا محاذ کھول دیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا کیونکہ ان کی فتنہ انگیزی حد سے بڑھ چکی تھی، جو شخص اُن کے خیالات باطلہ کی تائید نہ کرتا، اُس کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیتے، ایک صحابی حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ، کو اس ”جرم“ میں شہید کر دیا اور ان کی حاملہ بیوی کا پیٹ چاک کر کے بے دریغ قتل کر دیا، قبیلہ طے کی متعدد عورتوں کو مار ڈالا، (ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۳۶) آخر نہروان کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ، کی قیادت میں اہل اسلام فتح یاب ہوئے۔

خارجی کیا تھے، ایک طوفان بلا خیز تھے، جس نے عالم اسلام میں فکر گستاخ کو فروغ دیا۔ یہ لوگ توحید پرستی کی آڑ میں محبوبان خُدا کے کمالات وفیوضات کے منکر ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مرقوم ہے،

Marfat.com

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ و قال انھم انطلقوا الیٰ ایات نزلت فی الکفار فجعلوا ھا علی المومنین وہ خارجیوں کو ساری مخلوق خدا سے زیادہ شرارتی قرار دیتے تھے، اور فرماتے تھے، خارجی، کافروں کے رد میں نازل ہونے والی آیات کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں، (بخاری ۲/۱۰۲۴)

خارجیوں کے اس فکر گستاخ کو شیخ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ تا ۷۲۸) نے اپنے زور علم سے پروان چڑھایا۔ چونکہ خارجی، حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے شدید دشمن تھے، اس لیے اُن کا "روحانی وارث" بھی دشمن ثابت ہوا، حضرت علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اُسکا عقیدہ لکھا ہے، ان علیاً اخطاء فی اکثر من ثلاث مائۃ مکانِ، یعنی حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مقامات پر غلطی کھائی ہے، (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۰) بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ اُنہوں نے کئی مسائل میں غلط فتوے دیئے، علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے الدرر الکامنہ میں لکھا ہے کہ ابن مطر محلی نے اپنی کتاب منہاج الکرامتہ میں ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے، اُس نے اپنی کتاب الامامۃ میں قصداً جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے بہت سی احادیث شریفہ کو چھوڑ دیا ہے۔ (غیث الغمام ص ۵۷)

حضرت علامہ سید غلام مصطفےٰ شاہ علیہ الرحمہ کا نہایت جامع تجزیہ پڑھیے،

"ابن تیمیہ خُدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا ﷺ کو حرام، اور تحقیر و توہین بعض خلفائے راشدہ اور ائمہ مجتہدین، طریقہ اس کا تھا، اور کتاب صراط مستقیم اُس کی اس باب میں موجود ہے، آخر علمائے عصر شیخ داود سمان و شیخ کمال الدین سبکی نے اس کے

Marfat.com

عقیدہ باطل کورد کیا، اور اُسے گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر میں لے گئے، مجلس منعقد ہوئی، قاضی و مفتی تمام جمع ہوئے اور اُس کو قائل کیا، اور حکم سلطان تمام بلاد میں جاری ہوا کہ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے، جو کوئی اس کی پیروی کرے گا، سزایاب ہوگا، پھر تحقیر اُولیاء اللہ و مشائخ وعلما کفر ہے، اور توسل نبی الرحمہ متفق علیہ علمائے اُمت ہے، اور منکر اس کا گمراہ ہے، چنانچہ زمانہ دولت ناصریہ میں ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ جب شام میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے قید خانہ دمشق میں قید ہوا، اور حکم عام بادشاہی جاری ہوئے کہ جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہوگا، اس کا خون و مال حلال ہے۔ اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا، (تحفۃ الناظرین ص ۶۸)

شیخ ابن تیمیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، کے متعلق کہا کرتا تھا کہ انہوں نے بچپن میں اسلام قبول کیا تھا، اور بچے کا بچپن میں اسلام قبول کرنا صحیح اور معتبر نہیں (الدرر الکامنہ ۱/ ۱۵۵) بلکہ شفاعتِ مصطفیٰ کا منکر تھا، اُن کے توسل اور استعانت کا انکاری تھا، حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "ان عقائد کا انکار ابن تیمیہ کے سوا اور کسی نے نہیں کیا۔ اس نے ہی ایسا راستہ اختیار کیا ہے کہ کسی (مسلمان) نے کسی زمانے میں بھی اختیار نہیں کیا" (شفاء السقام ص ۱۱۹) شیخ ابن تیمیہ کے تلامذہ بھی اُس کی طرح بہت متشدد واقع ہوئے،

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے ایک واقعہ لکھا ہے،

Marfat.com

"بادشاہ کے مرنے کے بعد ابن تیمیہ کے شاگرد احمد بن محمد نے جامعہ امیر حسن اور جامعہ عمر بن عاص میں ابن تیمیہ کے مسلک کی تقریر کی، احمد بن محمد نے منبر پر کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ اور مقربان خدا کی شان اقدس میں گستاخانہ الفاظ کہے تو اس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا۔ اس نے عدالت ہی میں احمد بن محمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں چکر لگوایا، اور اعلان کر دیا کہ یہ وہ آدمی ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی توہین میں تقریر کی، پھر اس کو قید کر دیا گیا، (الدرر الکامنہ ۲/۳۰۲)

یہ تو ایک شاگرد کا حال ہے، ابن قیم الجوزیہ، ابن رجب اور آگے چل کر قاضی شوکانی وغیرہ کا کیا حال ہوگا، جنھوں نے ساری عمر اسی فکر گستاخ کی نشر و اشاعت میں بسر کر دی، اس لیے اہل اسلام کے نامور علما کرام نے اس جماعت کی کتابوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، اسی سلسلہ میں حضرت امام یوسف نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"اے شافی، حنفی، مالکی اور حنبلی صالح موفق مسلمان، جب تم نے ابن تیمیہ کے عقائد و مسائل باطلہ جان لیے، اب اس بات کا یقین رکھو کہ یہ تمھیں واجب ہے کہ تم ابن تیمیہ اور اس کی جماعت کی کتابوں سے مکمل پرہیز کرو تاکہ تم گمراہی کے گڑھے میں نہ گر پڑو، اور بعد میں ندامت تمھیں کوئی نفع نہ دے گی، (شواہد الحق ص ۲۰۵)

یہ خارجیت جاری رہی، یہاں تک کہ شیخ ابن عبد الوہاب نجدی نے اسے نکتہ عروج پر پہنچا دیا۔ حضرت علامہ ابو الحامد بن مرزوق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے،

"ہم محمد بن عبد الوہاب اور ان کے مقلدین کے چار بنیادی

Marfat.com

عقائد بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کو مخلوق خدا کے ساتھ تشبیہ دینا، (صرف) ربوبیت اور الوہیت کے لحاظ سے یکتا ماننا، نبی کریم ﷺ کی توقیر نہ کرنا، مسلمان کی تکفیر کرنا، اور وہ ان تمام عقائد میں شیخ ابن تیمیہ کا مقلد تھا، (التوسل بالنبی ص ۲۰۱)

مولانا عبیداللہ سندھی نے لکھا ہے،

''شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ماننے والوں میں سے سرزمین نجد میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے، دراصل محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کسی ایسے اُستاد سے علم حاصل نہ کیا تھا، جو انہیں صحیح ہدایت کی راہ پر لگاتا، اور نفع مند علوم کی طرف رہنمائی کرتا، اور دین کے معاملات میں ان میں تفقہ کی سمجھ پیدا کرتا، طلب علم کے سلسلہ میں محمد بن عبدالوہاب نے صرف اتنا کہا کہ شیخ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد کی بعض کتابیں پڑھ لیں اور ان کی تقلید کی،، (شاہ ولی اللہ اور اُن کی سیاسی تحریک ص ۲۳۰)

مولانا عبدالرحمٰن سلہٹی نے لکھا ہے،

''سلطان محمود خان ثانی کے زمانہ میں ایک شخص محمد بن عبدالوہاب نامی ظاہر ہوا، ابن تیمیہ کے مرجانیکے بعد اس نے اس کے مٹے ہوئے عقائد فاسدہ کو ظاہر کیا اور اہل سنت کے خلاف ایک گروہ بنالیا'' (سیف الابرار ص ۱۱)

سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار نے لکھا ہے،

''وہابی ابن تیمیہ، ابن القیم الجوزیہ اور ان کے متبعین کے

Marfat.com

مسلک پر چلتے ہیں تو اسمیں راہ صواب سے کچھ بعد نہیں، بلکہ اصح یہی ہے کہ وہابی انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں، اور شیخ الاسلام نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے، (محمد بن عبدالوہاب ص ۱۷۴)

اس حقیقت ثابتہ کیلئے لمبے چوڑے حوالوں کی ضرورت نہیں، موجودہ سعودی خاندان شیخ نجدی کا پروانہ ہے اور شیخ حرانی کا دیوانہ ہے۔ ان دونوں شخصیتوں کے نام پر ادارے کام کر رہے ہیں، اور ان کے عقائد ونظریات کی خوب ترویج ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں اس فکر گستاخ کے بانی مبانی جناب مولانا اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۵ھ اور ان کے شیخ گرامی جناب سید احمد شہید کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، ان کے علاوہ نواب صدیق حسن بھوپالی، نواب وحید الزمان اور نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے بھی شیخ ابن تیمیہ کی وراثت کا حق ادا کر دیا۔ ملکہ بھوپال کی دولت وثروت اور حکومت انگریزی کی تائید ونصرت نے خارجیت ووہابیت کو چار چاند لگا دیئے۔

مولانا خلیل احمد لکھنوی نے ان ''غیر مقلدین'' سے استفسار کیا ہے،

''دنیا کے تختے میں سوائے انگریزی سلطنت کے اور کہیں آپ کا پتہ نہیں چلتا، پھر انگریزی سلطنت سے باہر جا کر بندگان خدا کو بچانے کی بھرپور کوشش نہیں کرتے، مگر تم جانتے ہو، اگر تم کسی اسلامی سلطنت میں گئے تو جو قادیانیوں کا حال کابل میں ہوا یا کسی مرتد کی گت اسلامی سلطنت میں ہونی چاہئے، وہی تمہاری ہوئی۔ اس لئے انگریزی سلطنت سے باہر نہیں جاتے، دنیا کے کسی گوشے میں، اور غدر سے پہلے ہندوستان کے کسی شہر میں تمہارا کوئی مذہبی مدرسہ ہے یا تھا، تو بتاؤ، غدر سے پہلے اور انگریزی

Marfat.com

سلطنت سے باہر تمہاری کوئی مسجد ہے تو بتاؤ'' (صاعقۃ التقلید ص ۲۳)

بلاد عرب میں بھی خارجیت کی تحریک انگریزی تائید کی بدولت غالب ہوئی۔ اس تلخ حقیقت کیلئے ''ہمفرے کے اعترافات'' نامی کتاب کا مطالعہ ضروری ہوگا، الغرض شیخ ابن عبدالوہاب فرات سے لے کر شام، بغداد، بصرہ تک شہروں میں گھومتا رہا، وہاں سے بلاد عرب کی طرف لوٹ آیا، امیر ابن سعود کی مدد کی وجہ سے اس نے شہر کے بڑے بڑے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا، وہ اپنے سردار محمد بن عبدالوہاب کے نام پر وہابیہ کے نام سے پکارے گئے، (سیف الابرار ص ۱۱)

جناب سردار حسنی بی اے لکھتے ہیں،

''شیخ نے اس سے حلف لیا کہ وہ ان مزاروں اوران کے متعلقات کو تلف کرنے میں امداد دے گا، ابن معمر نے قبول کیا، دونوں ہم مشورہ ہو کر جلیلہ گئے، یہاں چند صحابیان رسول ﷺ کے مزارات تھے، دونوں نے مزارات مسمار کردیئے'' (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص ۴۱)

اس طرح یکے بعد دیگرے عرب کے بہت سے قبائل اس کی اطاعت کرنے لگے، یہاں تک کہ اس کو قوت نصیب ہوگئی تو جنگلی خوف کھانے لگے، وہ بدو بالکل جاہل تھے، امور دین سے قطعی نابلد تھے، انہوں نے اس کی غلامی اختیار کرلی، حکومت آل سعود کی برقرار ہوگئی اور مذہبی معاملات آل عبدالوہاب کے قبضے میں چلے گئے۔ پھر کیا ہوا، تاریخ کا وحشت ناک دور شروع ہوگیا، مسلمانوں کو کفر وشرک کے فتووں سے آزردہ کیا گیا، روضہ رسول کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے والوں کی داڑھیاں مونڈھ کر گدوں پر اُلٹا سوار کیا گیا (الفجر الصادق ص ۲۰)

دلائل الخیرات جیسی ایمان افروز کتابوں کو شرک آلود سمجھ کر جلا دیا گیا، مزارات

Marfat.com

کی جگہ پر بیت الخلا تعمیر کیے گئے، جنت البقیع اور جنت المعلیٰ جیسے قبرستانوں کو مسمار کر دیا گیا، جہاں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار اور اُمت کے جلیل القدر علما کبار کے مزارات مرجع اسلام تھے۔ میلاد مصطفیٰ کی تقریبات پر پابندی عائد کر دی گئی، میناروں پر پڑھا جانے والا درود بند کر دیا گیا، اولیا کرام سے توسل کرنے والوں کو کافر قرار دیا گیا، مسلمانوں کے علما اور خواص کو قتل کر کے خون کی ندیاں بہائی گئیں، ان کے مال و اسباب کو لوٹنا حلال تصور کیا گیا۔ توحید کی آڑ میں وہ ظلم برپا ہوئے کہ خود توحید لعنت برسانے لگی، اپنی لاٹھی کو حضور خیر الانام ﷺ سے بہتر سمجھا جانے لگا، اجماع اُمت کے خلاف آپ کی حیات برزخی کا انکار عام ہو گیا، روضہ انور کی توقیر پر حملے کیے گئے، کوئی آج بھی جا کر دیکھ لے، اُن فکر گستاخ کے پروردہ انسانوں کا کیا رویہ ہے،

حضرت علامہ آفندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

> ”محمد بن عبدالوہاب نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں، علی الاطلاق مشرک ہیں اور جو مشرک کو قتل کرے گا، اس کے لیے جنت لازم ہے۔ وہ ان لوگوں میں نبی کی طرح تھا، وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے، اور نہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام سرانجام دیتے تھے، اس کی از حد تعظیم کرتے تھے، (الفجر الصادق ص ۲۰)

ذرا اندازہ کیجئے، اپنے رہبر کی از حد تعظیم کرنے والے، ساری کائنات کے رہبر اعظم ﷺ کی بے ادبی کو اپنے خود ساختہ ایمان کی جان سمجھتے ہیں، قاضی شوکانی کے شاگرد محمد بن ناصر حازمی نے بھی ان صریح زیادتیوں کو محسوس کرتے ہوئے اعتراف کیا ہے، ”شیخ ابن عبدالوہاب کی دو باتیں ہیں جو پسند نہیں کی جاتیں، ایک تو یہ ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے چند بے اساس امور کی بنا پر تمام دنیا کو کافر قرار دیا ہے، اور دوسری زیادتی یہ تھی کہ بلا کسی دلیل و حجت کے انہوں نے بے گناہوں کو قتل کرنے کی اجازت دی، چنانچہ شیخ موصوف یہ اعلان کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کی یا کسی نبی، بادشاہ اور عالم کو اس نے وسیلہ بنایا تو وہ مشرک ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے روئے زمین کے سب مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنا دیا، چنانچہ جو مسلمان اولیا سے دعا کرتے ہیں، ان کو موصوف نے کافر قرار دیا۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے، شیخ موصوف نے ان شک کرنے والوں کو بھی کافر ثابت کیا، اس طرح دنیا جہان کے مسلمانوں کو زمرہ کفار میں داخل کر دیا'' (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۲۲۹)

ان لوگوں کے تشدد پر ایک اور گواہی پیش کی جاتی ہے، علامہ سید احمد بن زینی مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

'' اسلام میں یہ بہت بڑا فتنہ نمودار ہوا، جس سے عقلیں پرواز کر گئیں اور عقلمند حیران ہو گئے، وہ لوگوں کے جان و مال کو حلال سمجھتے تھے، اور طرح طرح سے حضور انور ﷺ اور آپ کے محبان کرام کی تحقیر کرتے تھے، جب کوئی شخص طوعاً و کرہاً ان کے دین کی اطاعت کرنا چاہتا تو اول اُسے کلمہ پڑھنے کا حکم صادر کرتے تھے، اور پھر اُسے کہتے کہ تو اپنے آپ پر گواہ ہو جا کہ تو پہلے کافر تھا، اپنے والدین اور فلاں فلاں اکابر علما پر گواہ ہو جا کہ وہ حالت کفر میں فوت ہوئے، اگر وہ اس کی گواہی دے دیتا تو اسے قبول کر لیتے وگرنہ اس کے قتل کا حکم دے دیتے تھے، جب کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہو جاتا، اگر اس نے پہلے کوئی حج کیا ہوتا تو اسے دوبارہ

Marfat.com

حج کرنے کا حکم دیتے کہ پہلا حج اس نے شرک کی حالت میں کیا تھا، لہذا وہ ادا نہیں ہوا، باہر کے متبع لوگوں کو مہاجر اور شہر کے لوگوں کو انصار کہتے ۔ (الدرر السنیہ ص ۴۶)

شیخ ابن عبدالوہاب نے کفار و مشرکین اور ان کے معبودان باطلہ کی تردید میں نازل ہونے والی آیات کو اہل اسلام پر چسپاں کیا، علامہ آفندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں،

''لوگوں کو کافر بنانے میں محمد ابن عبدالوہاب نے ان آیات سے دلیل حاصل کی جو مشرکین کے حق میں نازل ہوئی تھیں، اس نے ان آیات کو ہر موحد مسلمان پر جڑ دیا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خوارج کی علامات والی روایت حاصل کی ہے کہ وہ کفار کے رد میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا کرتے تھے۔ اور دوسری روایت بھی انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اخوف ما اخاف علی امتی رجل متاول للقرآن یضعه فی غیر موضعه، یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اس شخص سے خوف ہے، جو قرآن کی بے محل تاویل کرتا ہے، آپ ﷺ کا یہ ارشاد اور اس سے پہلا ارشاد شیخ محمد بن عبدالوہاب اور اس کے متبعین پر صادق آتا ہے، اس کے کاموں اور باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دین جدید کا مدعی تھا، اور اسی مقصد کیلئے اس نے نبی اکرم ﷺ کے دین کو قبول نہیں کیا۔ اس نے کثیر علما کرام، صالحین عظام اور مسلمانوں کے عوام کو قتل کیا کہ انہوں نے اس کی اس بدعت میں کوئی موافقت نہیں

Marfat.com

کی، (الفجر الصادق ص ۱۸)

ان لوگوں کی شدت پسندی اور اسلام دشمنی کا ذکر مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں،

"ہمارے بعض متاخرین (شیخ نجدی اور اسماعیل دہلوی) نے شرک کے معاملہ میں بہت تشدد کیا ہے۔ اور اسلام کے دائرہ کو بہت تنگ کر دیا ہے کہ امور مکروہہ یا محرمہ کو بھی شرک قرار دیا ہے" (ہدیۃ المہدی ص ۲۶)

اس فتنے کو روکنے کیلئے علما اسلام نے بہت محنت کی، کتابیں رقم کیں، مناظرے کئے اور ان کا خوب رد بلیغ کیا۔ ان علما اسلام میں حضرت علامہ ابراہیم سمنودی، حضرت علامہ سلامہ الغرامی، حضرت علامہ سید علوی الحداد، حضرت علامہ ابراہیم رفاعی، حضرت علامہ عبدالرحمٰن سلہٹی، حضرت علامہ احمد بن زینی مکی، حضرت علامہ مصطفیٰ کریمی، حضرت علامہ جمیل آفندی، حضرت علامہ ابو الحامد بن مرزوق، حضرت علامہ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی، حضرت علامہ مصطفیٰ بن احمد شطیٰ، حضرت علامہ طاہر سنبلی، حضرت علامہ عیدا بن الحاج، حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، حضرت علامہ احمد رضا خان بریلوی، حضرت شیخ الطریقہ احمد سعید دہلوی قابل ذکر ہیں اور دیگر عظیم القدر علما نے بھی اپنا فرض منصبی ادا کیا، مولا کریم ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ خود شیخ ابن عبدالوہاب کے برادر مکرم جناب علامہ سلیمان ابن عبدالوہاب نے ان سے مباحثہ کیا، انہوں نے پوچھا، اسلام کے کتنے ارکان ہیں، اس نے کہا پانچ، انہوں نے فرمایا انت جعلتها ستة، لیکن تو نے تو چھ کر دیئے، چھٹا یہ کہ جو تیری اتباع نہ کرے وہ مسلمان نہیں رہتا، (نور الیقین فی مبحث التلقین ص ۴) اس کے استاذ گرامی علامہ شیخ محمد سلیمان کردی علیہ الرحمہ نے فرمایا، اے

Marfat.com

محمد بن عبدالوہاب، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی زبان کو مسلمانوں کے متعلق روک لے،(فتنہ وہابیہ ص ۶۹) علما کرام نے جس طرح ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاروں کے رسائل اور عقائد سے بچنے کی وصیت فرمائی، اسی طرح ابن عبدالوہاب اور اس کے جان نثاروں سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ اسے خارجیت کا ایک تسلسل قرار دیا۔ علامہ سید علوی بن احمد علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ''یہ مغرور ابن عبدالوہاب قبیلہ تمیم سے ہے، تو احتمال ہے کہ وہ ذوی الخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو، جس کے متعلق بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اصنام کو چھوڑ دیں گے، اگر میں ان کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کر ڈالوں، چنانچہ یہ خارجی اہل اسلام کو قتل کرتا تھا اور اہل اصنام کو چھوڑ دیتا تھا۔ (جلاء الظلام)

اس تحریک کے ایک ایک پہلو سے یزیدیت کی جھلک نمایاں ہوتی تھی، نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ ''عبدالعزیز نجدی نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کر کے طائف بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل وقمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کی طرح وہاں بھی قتل عام کیا، ان کے اموال لوٹ لئے، اپنے بیٹے سعود کو مکہ معظمہ روانہ کیا، اسی نے اہل مکہ کو زیروزبر کر کے تین مہینے تک محاصرہ کیا، ان کا توشہ تمام ہوا تو ناچار انہوں نے اطاعت اختیار کی۔ سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور لوگوں کو وہابیت کی دعوت پر مجبور کیا، (ملخصا، ترجمان وہابیہ ص ۳۴) حدیث پاک میں ایک قوم کی نشانی سر منڈوائے رکھنا ہے، سو وہ ان پر پوری ہوتی ہے، انہوں نے مرد تو مرد عورتوں کے بھی سر منڈوا دیئے، ابن عبدالوہاب نے ایک عورت کو سر منڈوانے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر تو مردوں کو داڑھی مونڈنے کا حکم دیتا تو عورتوں کے سر مونڈنے کا حکم ٹھیک تھا کیونکہ عورت کے سر کے بال مردوں کی داڑھی کی طرح ہیں، اس پر وہ مبہوت ہو گیا اور جواب

Marfat.com

نہ دے سکا، (الفجر الصادق ص ۲۱) اس لشکر تحریک نے مقدس مزارات توڑ پھوڑ دیئے، زیارت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی، حرم کعبہ کے غلاف پھاڑ دیئے گئے، (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص ۴۸) انہیں اصرار تھا کہ مکہ کے مشرکین کی جانیں بچ جائیں تو بچ جائیں، لیکن مقابر و مزارات ضرور منہدم کر دیئے جائیں گے، اور مساجد کی آرائشیں ضائع کر دی جائیں گی، کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق ان چیزوں کے وجود میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے، چنانچہ حرم کے تمام مقدس مزارات جو صدیوں سے زائرین کے مرجع رہے تھے، آن کی آن میں تباہ و برباد کر دیئے گئے، اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عالم اسلام میں غصہ و اضطراب کی لہر اٹھی، (ایضاً ص ۱۵۵) مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ منورہ کی باری بھی آ گئی، انہوں نے یزیدی لشکر کی طرح اس شہر خوباں کی رونقوں کو بھی اجاڑ دیا، مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں ''سعود ابن عبد العزیز ۱۸۰۳ء کے آخر میں مدینہ منورہ پر قابض ہوا، تو اس نے مدینہ منورہ کے اور مقبروں سے گزر کر خود حضور نبی کریم ﷺ کے مزار شریف کو بھی سلامت نہ چھوڑا، آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا اور اس کی چادر کو اٹھا دیا جو آپ ﷺ کی قبر انور پر پڑی رہتی تھی'' (حیات طیبہ ص ۳۸۵) ان لوگوں نے روضہ مصطفیٰ ﷺ پر گولہ باری بھی کی، جس سے تمام عالم اسلام نے احتجاج کیا، ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیق حالات کی غرض سے بھیجا، ۱۹۲۵ء کے آواخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی حضور اکرم ﷺ کے روضے کے گنبد میں پانچ گولیاں لگی ہیں، (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص ۱۵۷) اس طرح، نجف، کربلا اور دیگر مقدس مقامات کی توہین و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، دراصل یہ لوگ انگریزی استعمار کے آلہ کار تھے، چنانچہ آل سعود نے تمام فتوحات حاصل کر کے انگریزوں سے بہت شرمناک معاہدہ کیا کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا، اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد مفاد کے خلاف

Marfat.com

ہو یا موافق، (نجدی تحریک پر ایک نظر ص ۱۵) مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمہ نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ شریف اور ابن سعود دونوں پہلے بھی انگریزوں کے زیر اثر تھے اور اب بھی ہیں، ترکوں کے خلاف دونوں لڑے اور انگریزوں کے وظیفہ خوار رہے۔ آج کل ابن سعود کی ساری کوشش اس باب میں صرف ہو رہی ہے کہ انگریز میری سیادت کو جزیرۃ العرب کے اکثر حصوں پر تسلیم کرلیں گے، اس کے معاوضہ میں وہ انگریزوں کی جملہ شرائط ماننے کو تیار ہیں، (خطبہ صدارت ص ۱۱) تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے، آج کی نجدی حکومت نے امریکہ اور برطانیہ کی افواج کو اس مقدس ملک پر قابض کر رکھا ہے، تمام عالم اسلام کی عقیدت ومحبت کے مرکز شدید خطرے سے دوچار ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، اس نازک موقع پر بھی ان لوگوں کے مذہبی جنون میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، تمام عالم اسلام کے کروڑوں مسلمانوں کو کافر ومشرک بنانے کی مشینیں آج بھی اسی طرح کام کر رہی ہیں، میڈیا زمیں تیزی پیدا ہونے کی بدولت زیادہ موثر طریقے سے کام ہو رہا ہے۔ حج وزیارت کے لیے جانے والے مسلمانوں کو ایسا دیدہ زیب لٹریچر ''فی سبیل اللہ'' فراہم کیا جاتا ہے، جنھیں پڑھ کر ان کے ایمان کی دنیا متزلزل ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں ان کے ایجنٹ بھی ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، ان کی لکھی ہوئی کتابوں کے ترجمے کر کے انہی کی فراہم کردہ دولت کے بل بوتے پر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ بلکہ پاکستان اور ہندوستان کے مزارات پر ہونے والی ''بدعات'' اور مسلمانوں کی عقیدت کے مناظر کچھ زیادہ ہی بڑھا چڑھا کر بیان کر کے انہیں کتابیں لکھنے پر اکسا رہے ہیں، پھر ان کتابوں کی اشاعت کی آڑ میں نجانے کیا کچھ کما رہے ہیں، ہمارے ان سلفیوں اور اثریوں کی مساجد اور مدارس چند مہینوں میں پروان چڑھ جاتے ہیں تو اس میں سعودی شیوخ کی خصوصی اعانت کارفرما ہوتی ہے۔ یہ کتابیں، یہ مساجد، اور یہ مدارس

Marfat.com

کیا ہیں، مسلمانوں پر نجدی اقتدار کو مسلط کرنے کے عملی پروگرام ہیں، اب تو ان لوگوں کے پاس جدید ترین اسلحہ کے انبار نکل رہے ہیں، جن کا شاید مسلمانوں کو تھوڑا بہت احساس ہونے لگا ہے، دجل وفریب سے فضا اس قدر مکدر ہو چکی ہے کہ زبوں حال اہل سنت ان کی کس کتاب کا جواب دیں اور کس کا جواب نہ دیں، کس مدرسے کا ناطقہ بند کریں اور کس کا نہ کریں، یہی افراتفری اور مذہبی انارکی پیدا کرنا ان کا مشن تھا، پاکستان میں لشکر طیبہ جیسی تنظیموں کا ''جہاد'' بھی اسی خارجی تحریک کا جدید روپ ہے، جہاد کے نام اور اسلام کے نام پر، اہل اسلام کا سرمایہ اکٹھا کرنا اور توحید کے نام پر بزرگان دین کے خلاف استعمال کرنا ان کی زندگی کا اہم کردار ہے۔ یہ تنظیمیں اسی ''خارجی جہاد'' کی تصویر ہیں، جو ابن عبدالوہاب نے دیار عرب میں شروع کیا اور مولوی اسماعیل دہلوی نے سرحد کے مسلمانوں کے ساتھ ٹکر لے کر جاری کیا۔ ان دونوں شخصیات کے طرز فکر، انداز جہاد اور باقی کردار حیات میں ایک ہی ''خارجی نظریہ'' لہر لہر انگڑائیاں لے رہا تھا کہ مسلمانوں کے اندر پھیلے ہوئے ''شرک'' کو ختم کر دیا جائے۔ اب یہ تنظیمیں بھی اسی نظریے پر عمل پیرا ہیں، کسی نوجوان کو جہاد کے فضائل بتا کر ٹریننگ کیمپوں میں لے جاتی ہیں اور وہاں اس کی عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ فکری تربیت کا خاص اہتمام کرتی ہیں، بے روزگار نوجوان ان کی چمک کے ہاتھوں اپنا دین ایمان گنوا بیٹھتا ہے، وہ مجاہد کامل بن کر اپنے گاؤں میں آتا ہے تو لوگوں کو بخاری شریف اور مسلم شریف دکھا دکھا کر رفع یدین پر اکساتا ہے، امین بالجہر اور سورت فاتحہ خلف امام اور اس طرح کے فقہی مسائل پر الجھاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنے آباؤ اجداد کے سنی حنفی طریقے کا نام لے تو کافروں کے رد میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر سناتا ہے، جن میں آباؤ اجداد کی نسبت دین کے روشن نظریات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علم دین سے کورے اور

81663

Marfat.com

علمائے دین سے بیزار سیدھے سادھے دیہاتی مسلمان اس خارجی طریق تبلیغ سے متاثر ہو جاتے ہیں، ہم نے کئی دیہاتوں میں ایسی صورت حال کا سامنا کیا ہے۔ مناظروں تک نوبت آ پہنچی۔ لوگ سوال کرتے ہیں کہ آخر ہمیں بتایا جائے کہ کون سچا ہے۔ یہ مجاہد کامل بھی تو قرآن ہی پڑھتا ہے، حدیث ہی پیش کرتا ہے، ہمارے مولوی تو ساری عمر ہیر رانجھے کی کتاب سناتے رہے۔ ہمیں کچھ خبر نہیں، ہم کیا کریں، بلکہ اس مجاہد کامل کے مقابلے میں ہمارے کئی نام کے مولوی بری طرح مات کھا جاتے ہیں تو عوام کا اس کی ''سچائی'' پر یقین اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے، پھر اس کے لگاتار ''خارجی جہاد'' کے اثرات رنگ دکھاتے ہیں، چند جذباتی نوجوان اس کی ''دعوت وتحریک'' کے ''انصار'' بن جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے گاؤں سے باہر ایک ''مسجد ضرار'' معرض وجود میں آجاتی ہے، جس میں درس ہی یہی دیا جاتا ہے کہ کیا ہیں نبی، کیا ہیں ولی، کیا ہے ختم درود، قبر کیا دیتی ہے، اللہ کے سوا کسی کو نہیں ماننا چاہئے، ہمارے ایسے ہی کئی نوجوانوں سے اچھی خاصی منہ ماری ہو چکی ہے، مثلاً ایک دفعہ قریبی گاؤں میں جلسہ ہوا تو ایک نوجوان جلسے کے دوران کھسر پھسر کرتا رہا، یہ بھی ان کی تربیت کا اثر ہے کہ مسلمانوں کے جلسوں اور محفلوں میں جاؤ اور وہاں کے ماحول کو خراب کرو، تاکہ کسی محفل کے فیوضات عام نہ ہو سکیں، آدھے لوگ تقریر سن رہے تھے اور آدھے اس نوجوان کی حرکتوں کی طرف متوجہ تھے، ہم نے کہا، اس نوجوان کو کیا تکلیف ہے، لوگ کہنے لگے، جی یہ نوجوان کالج میں پڑھتا ہے، آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہے، پھر اس نے کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ ہی غوث ہے، اللہ تعالیٰ ہی داتا ہے، تم لوگ ولیوں کو غوث اور داتا مان کر شرک کر رہے ہو، ہم نے کہا، اللہ تعالیٰ ہی ''مولانا'' ہے، تم لوگ اپنے مولویوں کو ''مولانا'' مان کر شرک کر رہے ہو، ہمارے اس برجستہ جملے سے نوجوان کو دھچکا لگا اور وہ خشک لبوں

Marfat.com

پر زبان پھیرنے لگا، اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے، اس کی اسی کشمکش نے اس کے دجل وفریب کو آشکار کر دیا تو سیدھے سادھے دیہاتی لوگ کھلکھلا کر ہنسنے لگے، پھر ہم نے اپنا اصلاح اعمال پر مبنی موضوع ایک طرف رکھتے ہوئے اصلاح عقائد پر گفتگو شروع کی اور لوگوں کو بتایا کہ ہم ولیوں کو کسی معنیٰ میں غوث اور داتا مانتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس نوجوان کی ''دعوت وتحریک'' نے ہمیں ڈگمگا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور اقدس ﷺ کی نظر رحمت سے ہم بچ گئے ہیں، ایسے مجاہدین اب جگہ جگہ نظر آتے ہیں، ٹرینوں میں، بسوں میں، تانگوں میں ایک ایک سواری پر محنت کر رہے ہیں اور ''خارجی دعوت'' کو عام کر رہے ہیں۔ اسی طرح ایک رکشے میں ایک نوجوان سے ہماری ملاقات ہوگئی، اس نے کہا، آپ ''مولوی صاحب'' ہیں، احقر نے کہا، مولویوں کا خادم ہوں، وہ کہنے لگا، پھر آپ نے مولانا عبدالوہاب صاحب کا نام تو سنا ہوگا، ہزاروں لوگ ان کے پیچھے جمعہ ادا کرتے ہیں، لاہور میں فلاں جگہ ان کی بڑی عالیشان مسجد اور مدرسہ ہے، وہ قرآن وحدیث سے باہر نہیں نکلتے، آپ ان سے ضرور ملا کریں، احقر نے کہا، میں ایسے اوصاف وکمالات والی شخصیت کو نہیں جانتا، مجھے افسوس ہے، موقع ملا تو ان کی زیارت کروں گا، احقر خاموش ہوگیا تو وہ پھر گویا ہوا، اصل میں ناوہ توحید پر بڑا زور دیتے ہیں، احقر پھر اس کی طرف دیکھنے لگا، وہ کہتا جا رہا تھا، وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ اللہ ہی خالق ورازق ہے، وسیلہ کچھ نہیں، نبی اور ولی کا توسل حاصل کرنا مسلمان کو مشرک بنا دیتا ہے، احقر نے کہا، پھر تو آپ کے مولانا صاحب عجیب آدمی ہیں، کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ عالم اسباب ہے، عالم وسائل ہے، یہاں جس طرح ہمارے جسم کو منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے ٹرین، بس اور رکشے کی ضرورت ہے، اسطرح ہماری روح کو منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے اہل اللہ کے وسیلے اور ذریعے کی

Marfat.com

ضرورت ہے، کیا آپ کے مولانا صاحب یا آپ، والدین کے وسیلے کے بغیر ہی دنیا میں تشریف لائے تھے، کیا آپ لوگ عالم ارواح سے عالم اسباب میں اندھی چھلانگ لگا کر اترے ہیں، یہاں پاکستان ہی کیا، پورے عالم اسلام کے مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کو خالق و رازق تسلیم کرتے ہیں، جس طرح اس خالق و رازق نے ہمارے جسم کے لئے وسیلے پیدا کئے ہیں، اس طرح ہماری روح کے لئے بھی وسیلے پیدا کئے ہیں، ان وسیلوں سے رابطہ کرنا اور ان سے استفادہ کرنا اس خالق و رازق ہی کا فرمان ہے، آپ اگر اس رکشے پر نہ بیٹھتے تو نجانے کب منزل مقصود پر پہنچتے، وہ نوجوان احقر کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگا، یہ تمام باتیں اس کے لئے بالکل نئی تھیں، اس کو "خارجی مجاہدوں" نے صرف ایک ہی پٹی پڑھائی تھی، انبیا کرام اور اولیا کرام کا وسیلہ شرک ہے، احقر نے کہا، یار آپ اس مولانا صاحب کے پاس ہدایت لینے جاتے ہیں، کیا وہ آپ کی اس ہدایت کا وسیلہ نہیں، آپ نے ان کی اتنی تعریف کی ہے، تو کیا وہ پیغمبر برحق، جس کا آپ کلمہ پڑھتے ہیں، اس کا آپ پر کوئی حق نہیں، وہ مولانا کیسے ہیں، جو آپ کو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے دور کر کے اپنی محبت میں گرفتار کر رہے ہیں، ہم تو کبھی ان سے نہیں ملیں گے ؎

تیری نماز بے سرور، تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

ایسی کتنی ہی مثالیں ہیں، جو ہمارے محبت شعار معاشرے کو نفرتوں سے آلودہ کر رہی ہیں۔ اسی طرح احقر دربار داتا کی طرف جانے والی ویگن پر بیٹھا تو آگے ایک بستر بردار جماعت بھی جلوہ افروز تھی، ان کے امیر نے مجھے بیٹھتے ہی تاڑ لیا۔ وہ میرے قریب بیٹھ کر فرمانے لگے، ماشاء اللہ! آپ کوئی مولانا لگتے ہیں، آئیں نا ہمارے ساتھ چلیں، احقر نے کہا، کہاں، وہ کہنے لگے رائیونڈ اور کہاں، احقر نے کہا، آپ بھی بڑے

Marfat.com

باشعور لگتے ہیں، آئیں نا ہمارے ساتھ چلیں، وہ حیرت سے پوچھنے لگے، کہاں، احقر نے کہا، دربار داتا اور کہاں، وہ کہنے لگے وہاں کیا رکھا ہے، احقر نے کہا، تو وہاں کیا رکھا ہے، وہ کہنے لگے، افسوس آپ نہیں سمجھیں گے، احقر نے کہا، افسوس آپ بھی نہیں سمجھیں گے، اب امیر صاحب لاجواب ہو کر ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگے تو اُن کی اس دلچسپ حالت پر باقی سواریاں بہت محظوظ ہوئیں، یہاں ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اب ہمیں اپنی ''اسی فیصدی'' پر نازاں ہونے کی بجائے کوئی کام کرنا پڑے گا، سرحد کی صورت حال آپ کے سامنے ہے، وہاں کے سادہ دل پٹھانوں کو ان لوگوں کی ''دعوت و تحریک'' نے بہت متاثر کر دیا ہے۔ دور دور تک ان کی مساجد اور مدارس کا جال بچھا ہوا ہے۔ بلوچستان بھی آپ کے سامنے ہے۔ دونوں صوبوں کی اسمبلیوں میں وہ لوگ کتنی تعداد میں قابض ہو چکے ہیں اور ''اسی فیصدی'' لوگوں کے پاس باتوں کے سوا اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے بلکہ توڑنے کے سوا کیا رکھا ہے۔ اس دور میں ''خارجی دعوت اور تحریک'' کے مراکز پر اقوام عالم کا اپنے مذموم منصوبوں کے تحت ہی سہی، ایک عذاب نازل ہوا تو ہماری حکومت نے بہتی گنگا میں چھلانگ لگا دی، ہر حکومت کو علم تھا کہ ان ''خارجی علمبرداروں'' کے پاس کتنا اسلحہ جمع ہو چکا ہے، ان کے مراکز کتنے مضبوط ہو چکے ہیں، ان کے افراد کتنے ہٹ دھرم، ضدی، جوشیلے اور کھل کر سامنے آ چکے ہیں، جہاد کی آڑ میں کس قدر فساد برپا ہو رہا ہے، ایک واقعہ سنئے، ایک بس لاہور جا رہی تھی، احقر بھی اس میں سوار تھا، اس میں تین مجاہد سوار ہوئے تو ان کے وحشی چہروں اور بالوں کو سب مسافر حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے، ڈرائیور نے گانا لگا دیا، ایک مجاہد نے نہایت ننگی گالیاں دیتے ہوئے ٹیپ کا سپیکر اپنے آہنی مکوں سے توڑ دیا۔ سب لوگ خوفزدہ ہو گئے، پھر انہوں نے ''توحید'' کی تبلیغ شروع کر دی۔ احقر نے خدا تعالیٰ پر بھروسا کر

Marfat.com

کے کہا، یہ گانا بری بات تھی، آپ نے اس کے مخرج کو مکوں سے توڑ دیا، بالکل اسی طرح مسلمان کو گالیاں دینا بھی بہت بری بات ہے، آپ اس کے مخرج یعنی اپنی زبان کو کاٹ کر باہر پھینک دیں، ہمیں تو آپ کی تربیت پر حیرت ہوتی ہے کہ آپ ایک غلط کام کو ختم کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ غلط کام کا ارتکاب کر رہے ہیں، احقر کی ان باتوں سے لوگوں کا خوف کچھ دور ہوا وہ بھی احقر کے ہمنوا بن گئے۔ اتنے میں ان کا سٹاپ آ گیا تو وہ بڑبڑ کرتے ہوئے اتر گئے۔ اتنا متشدد رویہ پاکستان جیسا ''نازک مزاج'' ملک کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ان افراد کی سرگرمیوں سے حکومت کے ادارے بے خبر ہیں، حکومت نے عالمی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو دہشتگرد نامزد کر دیا ہے اور ان کی تنظیموں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں تو اس میں عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کا فائدہ ہے۔ اگر زبانی جمع خرچ نہ ہوگا تو نتائج عوام المسلمین کے لئے سود مند ثابت ہوں گے، ان حالات میں سواد اعظم پاکستان کا کردار بڑا جاندار ہونا چاہیئے تھا۔ ہمارے مشائخ، ہمارے علما، ہمارے خطبا، ہمارے نعت خوان، ہمارے قُراء، خدا خیر کرے، کس شعبے پر تبصرہ کیا جائے۔ صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ ان حالات میں بھی نہ سنبھل سکے تو شاید بہت زیادہ دیر ہو جائے گی، پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی نکل چکا ہے، بہت سا پانی نکل جائیگا، سانپ گزر جائے تو لکیر پیٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، وقت گزر جائے تو محنت بھی رنگ نہیں لاتی، خدارا اپنے اس فرض منصبی کو پہچاننا چاہیئے، جو ہمارے بزرگوں نے ہمارے ذمے عائد کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے ہر ''بزرگ'' کی اپنی ترجیحات ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ جو ہم کر رہے ہیں، کوئی اور نہیں کر سکتا، اپنے حلقہ اثر میں بیٹھنے والے افراد کو صرف اور صرف اپنے انفرادی مشن کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ ہمارے کتنے ہی اداروں اور شخصیتوں کو دوسروں سے نجانے

Marfat.com

کتنے شکوے ہیں، اس رویے سے مسلمانوں کی اکثریت میں اجتماعیت کا جذبہ پروان نہیں چڑھ رہا، لوگ ایک خودساختہ دائرے میں بند ہیں، جبس آلود ماحول میں ان کے فکر ونظر کی نشوونما رک گئی ہے۔ کاش انہیں کوئی بتا دیتا ؎

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

ہم اور ہمارے اکثر بزرگ ہر روز تقریر وتحریر میں امریکہ، برطانیہ، اسرائیل، انڈیا اور ان جیسے عالمی بدمعاشوں کو خوب کوستے ہیں، لیکن ان سے مقابلے کے لئے اپنی نوجوان نسل میں کونسا ولولہ بیدار کر رہے ہیں، اگر ہمارے شاگرد ہو یا ہمارے مرید ہو تو خبردار فلاں کی شکل وصورت بھی نہ دیکھنا اگرچہ وہ بیچارہ بھی حضور رحمت دو عالم ﷺ کا محتاج نظر ہو، وہ بیچارہ بھی ''یارسول اللہ'' پکار کر اپنے سچے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہو، حضور سراپا نور ﷺ ہی جان مرکزیت ہیں، لیکن ایسی حرکات کرنے والوں نے لاشعوری طور پر شاید اپنی ذات کو جان مرکزیت سمجھ رکھا ہے۔ اگر نہیں تو ہمیں بتایا جائے کہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے ناراض رہنے کا کیا شرعی جواز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے ایک کمال کا واقعہ لکھا ہے، پڑھیے اور عمل کی کوشش کیجئے،

''وہ شیخ اکبر فرماتے تھے کہ مجھے ایک شخص سے اس لئے عداوت تھی کہ وہ شیخ ابو مدین مغربی پر طعن کرتا تھا، جبکہ مجھے شیخ مغربی کی بزرگی کا یقین تھا، ایک روز پیغمبر ﷺ کی خواب میں، میں نے زیارت کی، گویا آپ ﷺ فرماتے ہیں، کہ تم فلاں شخص سے کیوں بغض رکھتے ہو، میں نے عرض کیا، کیونکہ وہ ابو مدین سے دشمنی رکھتا ہے، اور میں انہیں بزرگ سمجھتا ہوں، آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا، کیا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست نہیں رکھتا، میں نے عرض کیا، ہاں رکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، تو ابومدین کے ساتھ بغض کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتا ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ دوستی کیوں نہیں رکھتا، شیخ اکبر نے کہا، میں نے اس کے بعد اس دشمنی سے اللہ کے حضور توبہ کی، اور اس کے گھر گیا، اس سے معذرت کی اور قصہ بیان کیا، قیمتی کپڑا تحفہ پیش کر کے اسے راضی کیا، پھر میں نے ابومدین کے متعلق ناراضگی کا سبب پوچھا تو اس نے جو وجہ بتائی، وہ ایسی نہ تھی، جس کی وجہ سے ابومدین کے ساتھ دشمنی رکھی جائے۔

میں نے اسے حقیقت سمجھائی، بس اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی اور طعن و تشنیع سے رجوع کر لیا اور ہم سب میں رسول اللہ ﷺ کی برکت جاری ہو گئی، والحمد للہ۔ (انفاس العارفین ص ۲۹۳)

اللہ، اللہ، وہ تو شیخ اکبر تھے، جنھوں نے اصل معیار محبت اور جان مرکزیت کا شعور حاصل کر لیا، لیکن ہمارے ہاں کئی شیخ اصغر ایسے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے عاشق زار بھی کہلاتے ہیں، لیکن اہل سنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں دن رات مصروف ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ ایک مسلمان کے ساتھ بائیکاٹ کرنا دین اسلام کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہے، ٹھیک ہے یہ لوگ بڑے پارسا ہیں، شب زندہ دار ہیں، فکر عظیم کے حامل ہیں، لیکن کسی گنہگار سے نفرت نہ کریں کیونکہ قیامت کے دن حضور شفیع اعظم ﷺ کی نگاہ شفاعت گنہگاروں کو تلاش کر رہی ہوگی۔

بات بہت دور نکل گئی، بیگانوں کا ذکر کرتے کرتے یگانوں کا ذکر بھی ہونے لگا،

Marfat.com

ہمارے ایک دوست سعودی عرب گئے تو وہاں سے بڑی دیدہ زیب کتابیں لے کر آئے۔ ان کتابوں میں ایک بہت زہر آلود کتاب تھی، ''عقیدۃ المسلم''، جس کا اردو میں ''مسلمان کا عقیدہ'' کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ کتاب شیخ حرم جناب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے چند رسائل پر مشتمل ہے۔ جسے دارالداعی للنشر والتوزیع ریاض اور مرکز علامہ عبد العزیز بن باز للدراسات الاسلامیہ، جامعہ ابن تیمیہ مدینۃ الاسلام بہار ہند، نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے، نظر ثانی کا فریضہ جناب ڈاکٹر محمد لقمان السلفی نے ادا فرمایا۔ ٹائیٹل کے اوپر لکھا ہے ''ہماری دعوت اتباع قرآن وسنت، اسلامی عقیدہ سے متعلق شیخ الاسلام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کے بے حد مفید اور اہم ترین رسائل وفتاویٰ'' اس جلی عبارت پر زیادہ تبصرہ نہ بھی کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ بھی اسی ''خارجی دعوت'' کا ایک شاخسانہ ہے جس کو قرآن وسنت کی دعوت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ اکبر، ژولیدہ فکری کا کیا عالم ہے کہ ان کے شیخ الاسلام کے رسائل اور فتاویٰ ''بے حد مفید'' ہیں، یعنی بے حد نفع اور بے شمار فائدہ عطا کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے محبان کرام اور محبوبان عظام سے کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچتا، پھر اللہ تعالی کا بڑے سے بڑا محبوب بھی فرد عام ہے، جبکہ ان کا شیخ، شیخ الاسلام ہے۔ پھر اگر نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی کہلانا تو بدعت ہے، سلفی کہلانا کیوں بدعت نہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تمہارا نام سلفی رکھا ہے، اثری رکھا ہے، اہل حدیث رکھا ہے، اہل قرآن رکھا ہے، افسوس! اپنی آنکھ کا شہتیر کسی کو نظر نہیں آتا۔ پھر کیا حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند، حضرت شیخ معین الدین چشتی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہم الرحمہ عالم اسلام کے اسلاف نہیں، اگر ان کی سلفی نسبت عین قرآن وسنت کے مطابق ہے تو ہماری یہ نسبتیں کیوں مطابق نہیں، پھر اشاعتی اداروں کا نام شیخ عبدالعزیز ابن باز اور شیخ ابن تیمیہ کے نام پر رکھا

Marfat.com

گیا ہے، ہمارے مسلمان کسی مدرسے کا نام جامعہ نقشبندیہ یا ادارہ قادریہ وغیرہ رکھ لیں تو مشرک ہو جاتے ہیں، اب خود کیا کیا ہے؟ کیا غیر اللہ کے ساتھ منسوب یہ ادارے حرام ہیں یا حلال؟ اس کا فیصلہ شاید ابن باز کا فکر گستاخ بھی نہ کر سکے، یہ تھی اس کتاب کے ٹائیٹل کی داستان، اندر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں کو باطل معبودوں کی صف میں شامل کر کے کافروں اور مشرکوں کی تردید میں اترنے والی آیات کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ پیش لفظ میں عیاری کا یہ کمال دکھایا گیا ہے، کہ ''شیخ موصوف کے انتقال پر پوری امت اسلامیہ'' سوگوار ہوگئی، جبکہ کتاب کے اندر شیخ موصوف نے پوری امت اسلامیہ کی اکثریت کو کلمہ توحید کی حقیقت سے نا آشنا قرار دیا ہے، اور اس کو دور جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بڑا مشرک ثابت کیا ہے، عجیب بات ہے ایک طرف تو یہ لوگ ساری امت کے لیڈر بنتے ہیں اور دوسری طرف ساری امت کو کلمے سے نابلد تصور کرتے ہیں، اس نجدی اونٹ کا کیا جائے، نجانے اس کی کونسی کل سیدھی ہے۔ بہرحال ہمارے اس دوست نے فرمایا کہ یہ کتاب بہت زہر آلود ہے، ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کی جا رہی ہے، لوگ اصل حقیقت سے بیگانہ ہیں، ان کی راہنمائی کے لئے کچھ نہ کچھ لکھنا چاہئے، اس راقم عاجز نے اللہ تعالی کے فضل وکرم اور محبوب خدا ﷺ کی رحمت و عنایت پر تکیہ کرتے ہوئے ہاں کہہ دی، مذکورہ کتاب کے رسائل وفتاویٰ کے عنوانات یہ ہیں۔

۱: انبیا کا عقیدہ توحید

۲: صحیح اسلامی عقیدہ اور اس کے منافی امور

۳: کلمہ لا الہ الا اللہ کے مفہوم کی وضاحت

۴: نواقض اسلام

۵: قرآنی آیات کو متعارض اور مجموعہ خرافات کہنے والا اور رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کی شان میں گستاخی کرنے والا اسلام کی نظر میں،

٦: اہل بدعت کے خلاف اتمام حجت

i نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے کا حکم

ii جنوں اور شیاطین سے مدد مانگنے کا حکم

iii بدعتیوں کے ایجاد کردہ غیر مسنون اور شرکیہ اوراد و وظائف کا حکم

٧: بدعت سے اجتناب

i عید میلاد النبی ﷺ

ii شب معراج میں قیام لیل

iii پندرھویں شعبان کی رات کی تعظیم،

راقم عاجز نے اس کتاب کے جواب میں جو کچھ رقم کیا ہے، اسکا عنوان بھی ''مسلمان کا عقیدہ'' ہے، جو آپ کی خدمت میں اس دعا کے ساتھ پیش کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ''شیطانی توحید'' کے اثرات سے محفوظ فرمائے اور ''رحمانی توحید'' پر قائم رکھے، جس میں محبوبان خدا کو عزت و عظمت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ربنا توفنا مع الابرار یاعزیز یا غفار یارب العالمین

بحرمة سید الا نبیاء و المر سلین

علیه و علیهم الصلوٰة و السلام

الی یوم الدین

غلام مصطفیٰ مجددی

ایم اے شکرگڑھ

Marfat.com

باب اوّل

انبیا کا عقیدۂ توحید

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید کیا ہے، اس کو سمجھنے کیلئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا فرمان دیکھئے،

۞...... ''اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ وجود میں اور نہ الوہیت میں، اور نہ استحقاق عبادت میں، کیونکہ شریک کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافی اور مستقل نہ ہو اور یہ نقص کی علامت ہے جو وجوب اور الوہیت کے منافی ہے، اور جب وہ کافی اور مستقل ہے تو شریک بے کار ٹھہرے گا (مکتوب ۱۷، دفتر ۳)

۞......لا الہ الا اللہ، کوئی بھی ایسا نہیں جو الوہیت و معبودیت کا استحقاق رکھتا ہو، مگر خداوند تعالیٰ، جو بے مثل ہے، واجب الوجود ہے، حدوث و نقص سے پاک اور بری ہے، عبادت کی مستحق وہی ذات ہوسکتی ہے جس کے پاس تمام کمالات ہوں، کیونکہ عبادت کمال تذلل اور خضوع و انکسار کا نام ہے، اور خدا تعالیٰ کے سوا تمام

Marfat.com

چیزیں اپنے وجود اور اس کے توابعات میں خدا تعالیٰ کی محتاج ہیں، جبکہ وہ کسی کا محتاج نہیں، اور حقیقی نافع و ضار وہی ہے، اور کوئی چیز بھی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو نفع یا ضرر نہیں پہنچا سکتی، ایسی صفات کاملہ والا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا، (مکتوب ۳ دفتر ۳)

۞......اللہ تعالیٰ اپنی ذات قدیم کے ساتھ موجود ہے، اور تمام اشیاء اس کی ایجاد سے وجود میں آئی ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے انہوں نے عدم سے وجود کے میدان میں قدم رکھا ہے، پس اللہ تعالیٰ قدیم و ازلی ہے اور باقی تمام چیزیں حادث اور نوپید ہیں، جو قدیم و ازلی ہو وہ باقی و ابدی ہے، اور جو حادث و ناپید ہے، وہ فانی اور زوال کے میدان میں ہے، (مکتوب ۶۷ دفتر ۲)

۞......حق تعالیٰ قدیم و ازلی ہے، اس کے سوا کسی کا قدم اور ازلیت ثابت نہیں، تمام مسلمانوں کا اس عقیدے پر اجماع ہے اور جو کوئی حق تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے قدیم اور ازلی ہونے کا قائل ہے، وہ کافر ہے، امام غزالی علیہ الرحمہ نے ابن سینا اور فارابی کی اسی وجہ سے تکفیر کی تھی کہ وہ عقول اور نفوس کے قدیم ہونے کے قائل ہیں، نیز صورت اور ہیولیٰ کے قدیم ہونے کا گمان رکھتے ہیں، اور آسمانوں کو بھی ان اشیاء سمیت جو ان میں ہیں، قدیم سمجھتے ہیں، (مکتوب ۵۷ دفتر ۳)

۞......اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی نہیں ہے، جوہر اور عرض نہیں ہے، محدود اور متناہی نہیں ہے، طویل اور عریض نہیں ہے، دراز

Marfat.com

اور کوتاہ نہیں ہے، فراخ اور تنگ نہیں ہے، وہ فراخی والا ہے، لیکن ایسی فراخی کے ساتھ نہیں جو ہمارے فہم میں آسکے، وہ محیط ہے لیکن اس کا احاطہ ایسا نہیں جس کا ادراک کیا جاسکے، وہ قریب ہے لیکن ایسے قرب کے ساتھ نہیں جو ہماری سمجھ میں آتا ہے...... اللہ تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں اور کوئی چیز اس سے متحد نہیں، وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا، اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کے اجزا اور حصص ہونے محال ہیں، ترکیب اور تحلیل اس کی بارگاہ میں ممنوع ہے، اس کا کوئی مثل اور کفو نہیں، اس کے بیوی بچے نہیں، .... جس کا ہم تصور کرسکتے ہیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور بلند ہے، (مکتوب ۶۷ دفتر ۳)

......واضح ہو کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ توحید یہ ہے کہ اس ذات پاک کو واجب الوجود اور معبود برحق تسلیم کرلیں، اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اسی نتیجے پر آخرت کی نجات اور غیر فانی سعادت کا دارومدار ہے، اور انبیا کرام علیہم السلام نے مخلوق خدا کو اسی امر کی دعوت دی تھی، صوفیہ کرام جو خدا پرست، صاحب کشف اور شمع نبوت سے نور حاصل کرتے ہیں، زمین ان کے سہارے قائم ہے، اور انہی کے فیوض و برکات سے اہل زمین پر نزول رحمت ہوتا ہے، انہی کی وجہ سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے، اور انہی کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے، اور ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدنصیب نہیں رہتا، ان کے نزدیک توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں ، اس لئے وہ وجود میں اسکا کوئی شریک نہیں مانتے ، یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ موجود مطلق تھا، اور اس وقت نہ کسی کی تخلیق تھی اور نہ کوئی قید لگی ہوئی تھی، بالکل اسی طرح وہ اب بھی موجود ہے، اور جس چیز کو دنیا، غیر، مقید اور سوا سے موسوم کیا جاتا ہے وہ محض دیکھنے کی چیزیں اور قدرت کے کرشمے ہیں، (رسالہ تہلیلیہ ص ۲۹)

۞......اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے، اُس کی ہستی بذات خود قائم ہے، اور جس طرح وہ اب ہے، ہمیشہ اسی طرح ہے، اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا، عدم سابق اور عدم لاحق کی اس کی ذاتِ مقدس تک رسائی نہیں ۔ کیونکہ وجوب وجود اس کی بارگاہ عالی کا ادنیٰ خادم ہے، اور سلب عدم اس کی مقدس بارگاہ کا کمترین خاکروب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے جسے ہم عالم کہتے ہیں، خواہ وہ عناصر و افلاک ہوں، خواہ عقول ونفوس اور خواہ بساط و مرکبات، تمام خداوند تعالیٰ کی ایجاد سے موجد ہوئے ہیں، اور عدم سے وجود میں آئے ہیں، ذاتی وزمانی قدم صرف اسی کے لئے ثابت ہے، اس کے ماسوا کے لئے ذاتی اور زمانی حدث ثابت ہے، (مکتوب ۵۷ دفتر ۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ صوفیہ اور علما میں یکساں مقبول [1] ہیں،

---

[1] بلکہ تمام فرقے ان کی شخصیت کو عزت وعظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں، غیر مقلد حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے، حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات میں توحید وسنت کی ترغیب اور شرک و بدعت کی تردید اور اعمال شرکیہ اور بدعیہ کی جس عمدگی سے نشاندہی فرمائی ہے، یہ انہی کا حصہ ہے، اور ایمان اور اعتقاد کی سلامتی کے لئے صحابہ کرام اور علما سلف کے تعامل کا سنہری اصول پیش فرمایا ہے، یہ ہر قسم کے الحاد اور گمراہی کی شناخت کے لئے راہنما بھی ہے، اور اس سے بچنے کے لئے تریاق بھی ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام ص ۳، ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء)

Marfat.com

انہوں نے تمام اہل اسلام کا عقیدہ توحید نہایت واضح انداز میں بیان کر دیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ خالقیت، معبودیت اور وجوبیت میں واحد و یکتا ہے، جو اس کے سوا کسی اور کو خالق مطلق، معبود برحق اور واجب الوجود تسلیم کرے گا، وہ کافر و مشرک ہے۔ اسی توحید کی تعلیم انبیا کرام اور مرسلین عظام نے عطا فرمائی۔ چند آیات ربانی کی تلاوت کیجئے،

۞......ولقد بعثنا فی کل امۃٍ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت، ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور طاغوت (یعنی باطل معبودوں) سے بچ جاؤ، (نحل آیت ۳۶)

۞......واذقال ابراھیم لابیہ و قومہ اننی براءٌ مما تعبدون ○الا الذی فطرنی فانہ سیھدین ○اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا، میں تو تمہارے ان معبودوں سے بیزار ہوں، مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے ہدایت دینے والا ہے، (زخرف آیت ۲۶، ۲۷)

۞......وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون○ ہم نے تم سے پہلے بھی جس رسول کو بھیجا، اسکی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری ہی عبادت کرو، (انبیا:۲۵)

قرآن پاک کی یہ آیات مبارکہ اعلان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، تمام انبیا کرام اسی اعلان کے لئے مبعوث کئے گئے، ان آیات مبارکہ کی تشریح اب شیخ عبدالعزیز بن باز کی زبان سے سنئے، فرماتے ہیں!

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں جو عبادت کا مستحق ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو یہی حکم دیا کہ صرف اسی ایک ذات کی عبادت کرو، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ

Marfat.com

جتنے بھی معبود ہیں، خواہ وہ انبیا ہوں یا اولیا بت کی شکل میں ہوں، یا شجر و حجر کی شکل میں، جن ہوں یا ملائکہ، سب کے سب معبودان باطلہ ہیں"۔ (عقیدۃ المسلم ص ۱۳)

حضرت شیخ کا انداز دیکھئے، انبیا کرام، اولیا عظام اور ملائکہ فخام کو بھی کفار و مشرکین کے معبودوں میں شامل کرلیا۔ یہی خارجی اور نجدی فکر ہے [۱]۔ حالانکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کوئی مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان مقدس بندوں کو معبود نہیں مانتا، باقی رہی یہودیوں اور عیسائیوں کی بات، کہ وہ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی عبادت کرتے ہیں تو مسلمانوں کو ان کے زمرے میں شامل نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی انبیا کرام کو باطل معبودوں کی صف میں کھڑا کیا جا سکتا ہے، کیونکہ باطل معبود وہ ہے جو اپنی عبادت سے خوش ہوتا ہے، جبکہ انبیا کرام اور اولیا کرام کے بارے میں ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا، وہ قیامت کے دن اپنی بیزاری کا اظہار کریں گے، یہودی اور عیسائی تو انبیا کرام کو خدا کی اولاد سمجھتے ہیں، کیا اس میں بھی انبیا کرام کا قصور ہے، ان تمام باطل عقائد کی سزا ان باطل قوموں اور باغی امتوں کو ملے گی یا ساتھ ساتھ انبیا کرام کو بھی ملے گی، کیا قرآن پاک میں کوئی ایسی آیت موجود ہے، جس میں یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت اور نظریہ عبادت کی تردید کرتے ہوئے معصوم انبیا کرام کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہو، ہاں کتنی ہی آیات میں ان کے کمالات و فیوضات کا تذکرہ چھیڑا گیا ہے۔

ایک سوال کا جواب دیجئے: اگر آپ کا یہ عقیدہ درست ہے کہ انبیا کرام علیہم

---

[۱] شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتنے وحشتناک انداز میں لکھا ہے، اما السابقون فاللات والعزیٰ والسواع واما للاحقون فمحمد و علی و عبدالقادر والکل سواء" یعنی پہلے معبود لات، عزیٰ اور سواع ہیں اور بعد والے معبود محمد ﷺ علی اور عبدالقادر ہیں، اور سب برابر ہیں (کتاب التوحید).

Marfat.com

السلام، اولیا عظام اور ملائکہ فخام بھی باطل معبودوں میں شامل ہیں تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا، انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم یعنی اے کافرو، تم اور تمہارے سب معبود دوزخ کا ایندھن ہیں، ہمارا سوال ہے کہ کیا انبیا، اولیا اور ملائکہ دوزخ میں پھینکے جائیں گے، (معاذ اللہ) اسی طرح ایک اور آیت ہے، افٍ لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون یعنی اے کافرو، تف ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے، یہاں بھی یہی سوال ہے کہ کیا انبیا، اولیا اور ملائکہ پر بھی تف ہوگی، (معاذ اللہ) اس سوال سے بچنے کے لئے تمام مفسرین امت نے کہا ہے ''من دون اللہ'' سے مراد کافروں کے اصنام اور اوثان ہیں، جن کی وہ عبادت کرتے تھے، جن کو قرب الٰہی کا وسیلہ تصور کرتے تھے، جن کو خدا تعالیٰ کی خدائی میں حصہ دار تصور کرتے تھے، یا نمرود، فرعون جیسے بدمعاش انسان ہیں جو اپنی عبادت پر خوش ہوتے تھے بلکہ مخلوق خدا کو جبراً اس پر مائل کرتے تھے، پھر یاد رہے کہ خالق کائنات اور رسولان موجودات نے جہاں باطل معبودوں کی مذمت بیان کی ہے وہاں محبوبوں کی عظمت بھی بیان کی ہے، تاکہ عقل انسانی ان دونوں گروہوں میں بنیادی فرق کا خیال رکھے۔ افسوس ''فکر خارجی'' نے تو ہر امتیاز ہی ختم کر دیا ہے۔ قرآن پاک نے ایسے لوگوں کو جھنجھوڑا ہے۔

''ہرگز برابر نہیں ہوسکتے دوزخی اور جنتی، بے شک جنتی لوگ ہی کامیاب ہیں''

اشکال کہاں ہے: شیخ عبدالعزیز بن باز نے انبیا کرام اور اولیا عظام کو معبودان باطلہ کی صف میں کیوں شامل کیا ہے، اُن کے پیش نظر یہ آیت مبارکہ ہے،

ذالك بان الله هو الحق وان مايدعون من دونه هو الباطل، یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے، اس کے سوا جسے

Marfat.com

بھی یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ باطل ہے، (عقیدۃ المسلم ص ۱۴۳)

گویا شیخ کے نزدیک انبیا کرام اور اولیا عظام کو بھی پکارا جاتا ہے اس لیے وہ بھی باطل ہو گئے، حالانکہ تمام مفسرین امت نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہاں پکار سے مراد عبادت ہے، یعنی یدعون کا مطلب یعبدون ہے، تو اب پوری آیت کا ترجمہ یہ بنا کہ " یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے، وہ باطل ہے اس کے سوا جسے بھی یہ لوگ پوجتے ہیں، یا جسکی بھی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں، وہ باطل ہے، الحمد للہ کوئی مسلمان کسی نبی اور کسی ولی اور کسی فرشتے کی عبادت نہیں کرتا لہذا اس آیت کریمہ کی زد سے مسلمان بھی خارج ہو گے اور انبیا، اولیا بھی خارج ہو گئے، یہ تو کافروں اور ان کے باطل معبودوں کی تردید میں نازل ہوئی ہے، خدارا اسے اہل اسلام پر تو چسپاں نہ کریں، اگر آپ کو اصرار ہے کہ پکارنا بھی دراصل عبادت کرنا ہے، تو ہم کہیں گے کہ پھر بھی فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑے گا، یعنی اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھ کر، مستعان حقیقی سمجھ کر، یا اللہ کے سوا کسی کو مشکل کشا سمجھ کر پکارنا شرک ہے، کوئی مسلمان کسی نبی اور کسی ولی اور کسی فرشتے کو اللہ کے سوا معبود سمجھ کر یا اللہ کا مقابلہ کرنے کے لیے نہیں پکارتا، ہم ان کو رسول اللہ، ولی اللہ، نجی اللہ، صفی اللہ، خلیفۃ اللہ، ذبیح اللہ، روح اللہ، کلیم اللہ، خلیل اللہ اور حبیب اللہ سمجھ کر پکارتے ہیں، حضرت شیخ کو کیا ہو گیا ہے، اللہ رءوف و رحیم ہے تو کیا اس نے اپنے محبوب اعظم ﷺ کو رء وف و رحیم نہیں کہا، کیا اللہ نے ان کو اپنے مقابلے میں رءوف و رحیم کہا ہے، یا اپنے سوا معبود بنا کر پیش کیا ہے، اب مسلمان انہیں رء وف و رحیم سمجھتے ہیں تو کیا برا کرتے ہیں، کیا حضرت شیخ کو اس میں بھی شرک کی آمیزش نظر آتی ہے، ہاں ہر خارجی سوچ والے انسان کو نظر آتی ہے، جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے لکھا ہے،

Marfat.com

''نجدی وہابی سرکار دو عالم ﷺ سے محبت نہیں کرتے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ۱۹۴۶ء میں راقم الحروف کو گنبد خضرا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے اسما مبارکہ میں سے رءوف اور رحیم مٹے ہوئے ہیں، میں نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نجدیوں کو ان ناموں سے شرک کی بو آتی ہے، اس پر میں نے کہا، بات تو جب ہے، قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ان دونوں لفظوں کو خارج کر دیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و بالمومنین رءوف رحیم (شرح ارمغان حجاز)

مفسرین کرام کی توجیہات: یاد رہے کہ بہت سی آیات قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے تدعون، یدعون کا لفظ استعمال فرمایا ہے، اس کا معنی سب کے نزدیک تعبدون، یعبدون ہے۔ یعنی عبادت کرتے ہیں۔ علامہ جمیل افندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بے شک دعا جو ان آیات میں مستعمل ہے، تو اس کا معنی عبادت ہے، اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے سو کسی کی عبادت نہیں کرتے، اور وہ نہ انبیا و اولیا کو الٰہ بناتے ہیں اور نہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ عبادت کے مستحق ہیں، وہ اللہ کے بندے ہیں اور مخلوق ہیں، اور وہ قبروں کی زیارت اور توسل سے ان کے تبرک کا ارادہ کرتے ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب ہیں، (الفجر الصادق ص ۴۸) اب یہاں چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں ایک آیت ہے، قل ارءیتم شرکاء کم الذین تدعون من دون اللہ، یعنی فرمادے، اپنے ان شریکوں کو دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، تفسیر جلالین میں ہے، تعبدون ای غیرہ وھم الاصنام، یعنی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، اور وہ بت ہیں، یہی

Marfat.com

بات تفسیر روح البیان، تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر معالم التنزیل میں موجود ہے، حضرت امام قرطبی فرماتے ہیں، و کان ھذا رد علی من عبد غیر اللہ عزوجل لا نھم یجدون فی کتاب من الکتب ان اللہ عزوجل امر ان یعبد غیرہٗ اس آیت میں اس آدمی کا رد ہے جس نے اللہ کے سوا کسی کی عبادت کی، کیونکہ اس کا اللہ نے کسی کتاب میں بھی حکم نہیں دیا، (تفسیر قرطبی ۷/ ۶۲۷)

ایک اور آیت ہے، و من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ و ھم عن دعاءِ ھم غفلون و اذا حشر الناس کانوا لھم اعداءً و کانوا بعبادتھم کافرین ۝ اور اس سے بڑا گمراہ اور کون ہوگا، جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارے (یعنی ایسوں کی عبادت کرے) جو قیامت تک ان کی کوئی بات نہیں سن سکتے، اور وہ ان کی پکار (عبادت) سے غافل ہیں، اور جب لوگوں کا حشر قائم ہوگا، وہ ان کے دشمن ہوں گے، اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے (سورۃ الاحقاف آیت ۵، ۶)

یہاں بھی یدعوا کا معنی یعبد ہے، اور معبود سے مراد اصنام ہیں، تفسیر ابن عباس میں ہے، "اس سے بڑا گمراہ کون ہے، جو عبادت کرتا ہے، اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی کہ وہ بت قیامت تک ان کی نہیں سن سکتے، بت ان کی عبادت سے غافل ہیں اور جب قیامت آئے گی تو وہ بت اپنے پجاریوں کے دشمن ہوں گے، اور ان کی عبادت سے بیزار ہوں گے" تفسیر ابن جریر میں ہے، "قیامت تک وہ بت ان کی نہیں سن سکتے، اس لئے کہ وہ پتھر اور لکڑی کے ہی تو بنائے گئے ہیں" تفسیر معالم التنزیل میں ہے، "لا نھا جماد لا تسمع و لا تفھم، کیونکہ وہ پتھر ہی ہیں، جو نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں" تفسیر قرطبی میں ہے، وھی الاوثان، اور مراد بت ہیں، تفسیر ابن کثیر میں ہے "لانھا جماد حجارۃ صم، "کیونکہ وہ بت پتھر ہیں، کچھ نہیں سن سکتے" تفسیر روح البیان میں ہے،

Marfat.com

"ای الاصنام عن دعا الداعین المشرکین و عبادتم یعنی وہ بت ہیں جو پکارنے والے مشرکوں کی عبادت سے غافل ہیں" یہی تفسیر جلالین، تفسیر خازن، تفسیر مظہری اور باقی تفاسیر اسلاف میں موجود ہے۔ حیرت ہے کہ ایسی آیات میں انبیا و اولیا کا ذکر تک نہیں، لیکن ان کے بغض سے مالا مال لوگ کس طرح جرأت کے ساتھ قرآن کی تحریف معنوی میں مصروف ہیں، پھر اس آیت کریمہ پر ہی غور کرلیا جائے تو معاملہ صاف ہوجاتا ہے، فرمایا و کانو بعبادتھم کافرین، یعنی ان کے معبودان کی عبادت سے کافر ہوں گے، یعنی انکار کریں گے، معلوم ہوا کہ پیچھے مذکور لفظ "یدعوا" سے مراد عبادت کرنا ہی ہے، یا ان کو معبود سمجھ کر پکارنا ہے، پھر اگر انبیا اور اولیا ان معبودان باطلہ کی صف میں شامل ہیں تو کیا وہ بھی غافلون اور کافرین کے الفاظ کے حقدار ہیں، کیونکہ معبودان باطلہ کو ان الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ کو خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے کہ ایسی آیات کو محبوبان خدا پر چسپاں کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

ایک اور آیت ہے، ان المساجد لله فلا تدعو مع الله احداً، بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں، تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو یعنی کسی کی عبادت نہ کرو، یا کسی کو خدا سمجھ کر نہ پکارو، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے، فلا تدعوا، فلا تعبدوا نہ پکارو، یعنی نہ عبادت کرو، یہی مفہوم تفسیر روح البیان، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اس آیت کو ایک اور آیت کی روشنی میں سمجھا جائے، فرمایا و لا تدع مع الله الهاً اخر، اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الہ کو نہ پکارو، معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو الـہ سمجھ کر پکارنا یا اسکی عبادت کرنا شرک ہے اور اس سے روکا گیا ہے۔ یہاں تک انبیا اور اولیا کو پکارنے کا تعلق ہے تو انہیں الہ سمجھ کر یا اللہ کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں پکارا جاتا، ایک غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان نے سارا

Marfat.com

مسئلہ حل کر دیا ہے، لکھتے ہیں،

"دعائے شرعی کا معنیٰ ہے عبادت، صلوٰۃ کی طرح، لہذا اللہ کے علاوہ یہ کسی اور کے لئے جائز ہی نہیں، اور یہی مراد ہے ان آیات کی جن میں یہ لفظ "دعا" بیان ہوا ہے، اور دعا کا لغوی معنیٰ ہے آواز دینا، یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی جائز ہے، یہ آواز زندہ اور فوت شدہ کو دینا ثابت ہے، اس حدیث کی رو سے جسمیں نابینے صحابی کو "یا محمد انی اتوجه بك الی ربی" کے الفاظ سے دعا سکھائی گئی ہے، اور ایک دوسری حدیث میں ہے، یا عباد اللہ اعینونی، اے اللہ کے بندو، میری مدد کرو، سے ثابت ہے، بادشاہ روم کی قید میں شہید ہونے والے مجاہدوں نے بھی "یا محمداہ" پکارا، حضرت عبداللہ بن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے "وامحمداہ" پکارا، ہمارے اصحاب میں حضرت ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر فاروق کی وفات پر یوں آواز بلند کی، یاعمراہ، یا عمراہ، یا عمراہ، (ہدیۃ المھدی ص ۲۳)

ایک اشکال کا جواب: قرآن پاک میں ہے،

والذین اتخذوا من دونه اولیا ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ان اللہ یحکم بینھم فی ما ھم فیه یختلفون ان اللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ "یہ بزرگ" اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری

Marfat.com

رسائی کرادیں گے، بے شک یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر
رہے ہیں، اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا، جھوٹے اور ناشکرے
لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا (زمر:۳)

یہ ترجمہ: سلفیوں نے فرمایا ہے، نجانے ''یہ بزرگ'' آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے، تاکہ لوگ بزرگوں اور ولیوں کا رد قرآن پاک میں دیکھ لیں، لا حول ولا قوة الا بالله، اب ذرا تشریح بھی ملاحظہ فرمائیے۔

''ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ بیان کردیا ہے کہ وہ مشرکین جن کی طرف محمد ﷺ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، انہوں نے بتوں اور انبیاء صالحین کی عبادت اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ وہ نفع نقصان کا اختیار رکھتے ہیں، پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یا روزی دیتے ہیں، بلکہ ان مشرکین نے ان چیزوں کی عبادت اس وجہ سے کی کہ وہ اللہ کے پاس شفاعت اور اللہ کی قربت کے مرتبے تک ان کی رسائی کی اُمید کرسکیں، ان مشرکین کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر یہ حکم لگایا کہ وہ جھوٹے اور ناشکرے ہیں، (عقیدۃ المسلم ص ۲۵)

پھر آگے مزید آیات بیان کی گئی ہیں جن میں ہے کہ ''من دون اللہ'' کے پاس کھجور کی گھٹلی جتنا بھی اختیار نہیں، جو ان کی پکار سنتے ہی نہیں، اگر سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ وہ ان کے شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، خدا کی پناہ، یہ آیات بھی بتوں اور باطل معبودوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں، لیکن حضرت شیخ نے اپنی دست درازی سے کام لیتے ہوئے انبیاء و صالحین کو بھی شامل کرلیا ہے۔ کوئی مسلمان کسی نبی اور

Marfat.com

ولی کی عبادت نہیں کرتا، یہاں مشرکین کا بتوں اور مصنوعی خداؤں کو قربت وشفاعت کے لیے منتخب کرنا باطلِ محض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کب شفیع بنایا تھا، جبکہ مسلمان انبیا اور اولیا کو شفیع مانتے ہیں تو اس لیے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے شفیع بنایا ہے، اس عقیدے پر کتنی ہی آیات اور احادیث بیان کی جاسکتی ہیں، جن سے حضرت شیخ بھی آگاہ ہیں اور اُن کے پیروکار بھی آشنا ہیں، پھر مشرکین بتوں اور خود ساختہ خداؤں کی عبادت کر کے سچے خدا کا قرب تلاش کرتے تھے، جیسا کہ "ما نعبدھم" کے الفاظ سے ثابت ہے، جبکہ مسلمان نبیوں اور ولیوں کی اطاعت کر کے خدا کا قرب چاہتے ہیں، جیسا کہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك سے ثابت ہے، کونوا مع الصدقین سے ثابت ہے، ان رحمة الله قریب من المحسنین سے ثابت ہے، وابتغوا الیه الوسیله سے ثابت ہے، مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ہر طرح کی عبادت کا حقدار صرف اللہ وحدہ ہے۔ کسی نبی ولی اور اس کی قبر کو سجدہ کرنا، حرام محض ہے۔ لہذا مشرکین اور مسلمین میں فرق کرنا چاہئے۔ اگر انبیا کرام کے پاس جا کر دعا کرنا حرام ہوتا تو صحابہ کرام کبھی حضور اکرم ﷺ کے پاس جا کر دعا کی التجا نہ کرتے اور اپنی ہر مشکل میں اُن کو وسیلہ نہ بناتے، بتوں کے پاس جانے سے خدا نے روکا ہے تو ان کے پاس جانا حرام ہے، شرک ہے، انبیا کے پاس جانے کا خدا نے حکم دیا ہے تو ان کے پاس نہ جانا بغاوت ہے، عداوت ہے، پھر بتوں اور دیگر جھوٹے خداؤں کے پاس تو کھجور کی گٹھلی جتنا بھی اختیار نہیں، وہ سارے مل جائیں تو مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے، کیونکہ وہ اللہ کے مقابلے میں نکل آئے ہیں۔ جبکہ انبیا کرام اور اولیا عظام اور ملائکہ فخام نے ہمیشہ اللہ کی بندگی کی ہے، اللہ کی اطاعت کی ہے، اللہ کی خلافت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں، لہذا ان کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی وراثت کا مالک ومختار بنا دیا ہے، فرمایا،

Marfat.com

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون، بے شک ہم نے زبور میں اپنے ذکر کے بعد لکھا کہ زمین میرے نیک بندوں کی وراثت ہے، (سورۃ الانبیاء)

اس اشکال کو نہایت سادہ انداز میں سمجھنے کی کوشش بھی کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی بت کے سامنے کھڑے ہو کر پکارے، تو روف ہے، تو رحیم ہے، تو کریم ہے، تو سمیع ہے، تو بصیر ہے، تو جواد ہے، تو ولی ہے، تو مولا ہے، تو سید ہے، تو عزیز ہے، تو امین ہے، تو حفیظ ہے، تو اولیٰ ہے، تو محمود ہے، تو حاکم ہے، تو وارث ہے، وغیرہ، تو وہ مشرک ہے، کافر ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ القاب واسماء استعمال کرے تو وہ مشرک نہیں، کافر نہیں، کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ القاب واسماء عطا فرمائے ہیں، اور مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ان شانوں کا مالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی عطا سے ان شانوں کے مالک ہیں، ذاتی کا اقرار کرنا اور عطائی کا انکار کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ جسے کچھ نہیں دیا گیا، اس کے لئے کچھ ماننا کفر ہے اور جسے کچھ دیا گیا ہے، اس کے لئے کچھ نہ ماننا کفر ہے۔

ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے
دیکھ سرکار کا انکار نہ ہونا پائے

خدارا سوچئے، اصنام اور اوثان کیا مکھی کا پر بنائیں گے، وہ کیا کسی کو نفع و نقصان پہنچائیں گے، وہ کیا کسی کی حاجت براری کریں گے، جبکہ انبیا و اولیا کرام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے مالا مال ہیں، وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دیتے ہیں، وہ سوکھی کھجوروں کو ہاتھ لگائیں تو تازہ کر دیتے ہیں، وہ اندھوں کو آنکھیں دیتے ہیں، وہ کوڑھیوں کو شفا بانٹتے ہیں، وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، وہ چھپی ہوئی چیزوں کی خبر

Marfat.com

دیتے ہیں، وہ خزائن الٰہی کے وارث ہیں، وہ ہواؤں میں پرواز کرتے ہوئے چیونٹی کی آواز سے بھی واقف ہیں، آنکھ جھپکنے سے پہلے ہزاروں من وزنی تخت سینکڑوں میل کے فاصلے سے لاسکتے ہیں، یاجوج ماجوج جیسی جابر قوم کو ایک فصیل میں بند کر دیتے ہیں، اپنے قرب سے سزاوار ہونے والے کتے کو قرآن کا مذکور بنا دیتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے پکڑتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، کلام کرتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، کیا قرآن وحدیث میں ان تمام کاموں کی نسبت بندگان خدا کی طرف نہیں، یقیناً ہے اور یہ لوگ ان آیات واحادیث کو جان بوجھ کر چھپا کر یہودی روش کا ارتکاب کر رہے ہیں، مسلمان ان بندگان خدا کو ان کمالات سے متصف مانتے ہیں، جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں، پھر مذکورہ صدر تمام کمالات مافوق الاسباب ہیں، ماتحت الاسباب نہیں، جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں بندہ اپنے خالق کا محتاج ہے۔ اگر خدا نہ چاہے تو بندہ ماتحت الاسباب بھی کسی کی امداد نہیں کر سکتا، اس اعتبار سے ہماری توحید نجدی توحید سے زیادہ مضبوط ہے۔ کسی صنم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ صاحب شفاعت اور باعث قربت ہے تو یقیناً جھوٹ اور ناشکری ہے، لیکن حضور جان کرم ﷺ کے بارے میں کہنا یقیناً توحید اور ایمان کا ثبوت ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے،

۞......اے محبوب، عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے گا۔ (القرآن)

۞......اے محبوب، عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو راضی کر دے گا۔

۞......اے محبوب، وہ کیسا سماں ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے، کیا ان تمام آیاتِ مبارکہ کو تسلیم کرنا تمہارے ایمان کا حصہ نہیں۔

Marfat.com

ظالمو، محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

شیخ ابن باز کا سوئے ظن: اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، اور پیغمبر برحق نے اس کو جھوٹ سے تعبیر کیا ہے، لیکن حضرت شیخ ابن باز اور ان کے پیروکار سب اس بدگمانی کے رسیا ہیں، پہلے ان کے راہنماؤں کی سنیے، وفد خلافت کی رپورٹ میں مذکور ہے،

"مدینہ پہنچ کر جب ہم نے اس کی تحقیقات کی تو جو انکشافات ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے...... قاضی عبداللہ بن بلہید (نجدی) جب مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے علمائے مدینہ کو اپنے مکان میں بلوایا، علماءِ مدینہ ان کے مکان پر جمع ہوگئے تو قاضی عبداللہ بن بلہید مکان کے اندر تھے، ان کے حقیقی بھائی حمد بن بلہید پہلے باہر نکلے اور علمائے مدینہ کو ان کے الفاظ میں مخاطب کیا،

یااهل حجاز انتم اشد کفرا من ها مان و فرعون نحن قتلنا کم مقاتلة المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزة وعبدالقادر، (یعنی اے حجاز والو، تم ہامان اور فرعون سے بھی زیادہ کفر کے مالک ہو، ہم نے تم سے قتال کیا جس طرح مسلمان کافروں کے ساتھ مقاتلہ کرتے ہیں۔ تم حمزہ اور عبدالقادر کے بندے ہو، علمائے مدینہ نے کہا کہ ہم سوائے خداوند قدوس کے کسی کی پرستش نہیں کرتے، اور ہم بحمد اللہ مسلمان اور مومن ہیں، اس کے جواب میں حمد بن بلہید نے کہا کہ کفار بھی بالکل ایسا ہی کیا

Marfat.com

کرتے تھے، اور ما نعبد هم الا لیقر بونا الی الله زلفی، کہہ کر اپنی بت پرستی اور کفر نوازی سے انکار کیا کرتے تھے، علمائے مدینہ نے اس اعتراض کا جواب دیا، مگر محمد بن بلہید نے جواب کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔" (مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء، ص ۸۵)

اس تاریخی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کا اظہار جناب شیخ کی موروثی جبلت میں شامل ہے، [1] جناب شیخ رقمطراز ہیں

"کلمہ توحید کی یہ حقیقت اکثر لوگوں سے مخفی رہ گئی، یہاں تک کہ انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ جو لا اله الا الله کا اقرار کرلیتا ہے، وہ مسلمان ہوجاتا ہے، اور اس کی جان و مال محفوظ ہوجاتی ہے، گرچہ وہ عبادت کی بہت ساری قسمیں غیر اللہ کے لئے کرتا ہو، مثال کے طور پر دعا مانگنا، ڈرنا، امید وابستہ کرنا، قبر پرستوں سے یہ ساری چیزیں صادر ہوتی ہیں، وہ لوگ لا اله الا الله کا اقرار کرتے ہیں، جن کو وہ اولیا کا نام دیتے ہیں، اور انہی سے اپنی ضرورتیں پوری کرنے، مصائب و آلام دور کرنے اور دشمنوں پر غالب آنے کا سوال کرتے ہیں، اور ان کا یہ عمل کبھی تو قبر کے پاس جا کر ہوا کرتا ہے، اور کبھی دور ہی سے ہوا کرتا ہے، کبھی کبھی تو ان قبر پرستوں کا یہ عمل ہمارے نبی کریم ﷺ اور ان کے علاوہ دوسرے انبیا کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوا کرتا ہے،" (عقیدۃ المسلم ص ۱۴)

---

[1] حضرت شیخ کی سوانح امام العصر میں ان کے بارے میں لکھا ہے، حضرت کی سب سے بڑی اور حسین صفت یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے، اور ان کے نزدیک اصل بھی حسن ظن ہے، (امام العصر ص ۱۴۹) لیکن ان کے مقالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صفت کا ان کی شخصیت میں نام و نشان بھی نہیں تھا، ورنہ کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مشرک نہ قرار دیتے۔

Marfat.com

اس عبارت میں شیخ ابن باز نے کھل کر عالم اسلام کی غالب ترین اکثریت کو ''قبر پرست'' کے لقب سے نوازا ہے۔ حالانکہ خدا شاہد ہے کہ ہماری کسی مستند شخصیت نے کبھی قبر پرستی کا حکم نہیں دیا، اہل اسلام صرف قبروں کی زیارت کرتے ہیں، وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں، ایصال ثواب کرتے ہیں، ایسا فعل حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارک سے ثابت ہے، آپ خود قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، آپ نے اس کا حکم بھی دیا ہے، قبروں پر دعا بھی مانگا کرتے تھے، یہی صحابہ کرام کا طریقہ ہے، تابعین، ائمہ اربعہ اور امت کے کثیر علما اور اولیا کا دستور ہے، اس کو ''قبر پرستی'' کی اصطلاح سے یاد کرنا اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے، ہمارے علمانے قبروں کی زیارت کے آداب رقم کئے ہیں، اور ان سے یہ نجدی مفکرین بھی بخوبی واقف ہیں، اگر کوئی جاہل کسی بزرگ کے مزار پر غیر شرعی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اہل علم بری الذمہ ہیں، ایک جاہل کے عمل کو اکثر مسلمانوں کا طریقہ لکھ دینا نہایت بے انصافی ہے، حضرت شیخ نے دعا کرنے، ڈرنے، امید وابستہ کرنے، اعتماد کرنے، ذبیحہ پیش کرنے، اور نذر ماننے کو عبادت کی اقسام قرار دے کر ان پر عمل کرنے والوں کو توحید سے بیگانہ تصور کیا ہے، سچی بات ہے کہ یہ باریک مسائل حضرت شیخ کے موٹے دماغ سے حل نہیں ہو سکے، انہوں نے جو کچھ اپنے بزرگوں سے سیکھا تھا، وہی آگے سکھا دیا۔ غور کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی، کاش وہ سوچتے کہ یہ تمام امور تو تب عبادت کی اقسام میں داخل ہوتے ہیں، جب کوئی آدمی کسی قبر والے یا غیر قبر والے کو مستعان حقیقی سمجھ کر سرانجام دیتا ہے۔ ہر عمل کا ایک حقیقی پہلو ہے اور ایک مجازی پہلو ہے، اور ہر عمل کی طرح اس کا دارومدار بھی نیت پر ہے۔ مسلمانوں کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

امر اوّل: دُعا کرنا تو کسی بزرگ دین کو خدا سمجھ کر دعا کرنا یقینی شرک ہے، جس سے

Marfat.com

ساری امت محفوظ ہے، رہا یہ کہ اس سے عرض کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں، ہمارے لئے دعا کریں۔ یہی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءللہ کا مفہوم ہے کہ اے عبدالقادر جیلانی، اللہ تعالیٰ کے لئے ہمیں کچھ دیں، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ اے اللہ، یہ بزرگ تیرا محبوب ہے، اس کے صدقے میری مشکل آسان کردے، اس میں کونسی عبادت ہے، مستعان حقیقی تو خدا تعالیٰ کو ہی سمجھا گیا ہے، اس کی کافی وضاحت ہو چکی ہے، حدیث مبارک ہے،

> ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ کے فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب کسی ویران زمین پر کسی کو مشکل پیش آئے تو وہ ندا کرے، اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، (مجمع الزوائد ۱۰/۱۳۲)

اسی مضمون کی حدیث مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، کسی کی سواری بھاگ جائے تو کہے اللہ کے بندو! اسے روک لو، کیونکہ زمین میں اللہ کے نیک بندے روکنے والے موجود ہیں، وہ اس کو عنقریب روک لیں گے، اس کو امام ابو یعلیٰ اور امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے، حضرت امام علی القاری نے لکھا ہے، بعض علما نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اسکی ضرورت پڑتی ہے اور مشائخ سے منقول ہے کہ یہ مجرب نسخہ ہے، (الحرز الثمین ص ۳۷۹)

قاضی شوکانی نے حضرت ابن عباس والی روایت کے بارے میں لکھا ہے،

> ''مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں، اس میں ان لوگوں سے امداد حاصل کرنے کا ثبوت ہے جو نظر

Marfat.com

نہیں آتے، جیسے فرشتے ہوں یا نیک جن ہوں اور اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے کہ سواری بھاگ جائے تو انسانوں سے مدد حاصل کرنا جائز ہے، (تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۶)

اسی طرح اور بھی متعدد احادیث اس موقف پر پیش کی جا سکتی ہیں، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے،

''ایک نابینا شخص حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا، اس نے عرض کی کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ میری آنکھیں ٹھیک کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں اس کام کو موخر کر دوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا، اگر چاہو تو ابھی دعا کر دوں، اس نے کہا ابھی دعا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا، تم اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یہ دعا کرو، اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے، اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، اے محمد، میں آپ کے وسیلہ سے اس حاجت کے لئے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں، تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے، اے اللہ نبی رحمت ﷺ کو میرے لئے شفیع بنا دے، ابو اسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، (سنن ابن ماجہ، ص ۹۹، جامع ترمذی ص ۵۱۵، مسند احمد ۴/ ۱۳۸، مستدرک ۱/ ۵۱۹،) حضرت امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ بن سہل کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابھی ہم مجلس سے اٹھے نہیں تھے کہ وہ نابینا اس حالت میں داخل ہوا کہ اس کی آنکھ میں بینائی موجود تھی۔ (دلائل النبوۃ ۶/ ۱۶۷)

Marfat.com

علامہ قاضی شوکانی نے لکھا ہے،

"اس حدیث کو امام ترمذی، امام حاکم اور امام نسائی نے روایت کیا ہے، امام طبرانی نے اس کی تمام اسناد بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے، ابن خزیمہ نے بھی کہا ہے کہ صحیح ہے، البتہ نسائی کی روایت میں تفرد ہے، کہ اس میں دو رکعت پڑھنے کا ذکر بھی ہے، اس حدیث میں بارگاہ خدا میں رسول خدا ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کا جواز ہے، اس کے ساتھ یہ عقیدہ لازمی ہے، کہ حقیقی طور پر دینے والا اور روکنے والا اللہ تعالیٰ ہے، (تحفۃ الذاکرین ص ۱۳۷)

نیز حضرت امام نووی نے لکھا ہے کہ امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا ہے، (الاذکار ص ۱۶۷) پھر وصال مصطفےٰ کے بعد بھی صحابہ کرام کا اس حدیث پر عمل رہا، تو ثابت ہوا کہ حضور نبی دو عالم ﷺ کے حضور یا آپ ﷺ کی امت کے اولیا کے حضور دعا والتجا کے لئے التماس کرنا شرک نہیں، قرآن پاک میں اس کی مثالیں موجود ہیں، قوم بنی اسرائیل کے مظلوم نے قبطی کے خلاف حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے حضور استغاثہ پیش کیا تھا۔ بنی اسرائیل ہمارے نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگا کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمایا کرتا تھا،

امر دوم: ڈرنا، تو کسی بزرگ دین کو خدا سمجھ کر اس سے ڈرنا یقینی شرک ہے، جس سے ساری امت محفوظ ہے، ہاں اسے مقرب بارگاہ سمجھ کر ڈرنا اور اسے مظہر جلال کبریا سمجھ کر ڈرنا عین توحید ہے، اصل ایمان ہے، حضور پرنور ﷺ نے اپنے خصائص بیان کرتے ہوئے فرمایا، نصرت بالرعب، میری رعب سے مدد کی گئی، آپ کے چہرۂ اقدس کی جلالی کیفیتوں سے ہر انسان کا پتا پانی ہو جاتا تھا، حضرت امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت

Marfat.com

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، حضور ﷺ تشریف لائے تو ان کے ہاتھ سے کوڑا چھوٹ گیا۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے جلال سے ڈرتے تھے، یہ تو وہ بارگاہ ہے جہاں جنید و بایزید کا سانس گم ہو جاتا ہے، آج بھی دیکھ لیں، روضہ مصطفیٰ پر ہیبتِ مصطفیٰ کے ایسے اثرات طاری ہیں کہ زائرین کے جسم سے جیسے روح نکل چکی ہو، یہ رسول کریم ﷺ کا احترام ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ دو آدمی مسجد نبوی میں بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو اشارے سے پاس بلایا اور شدید سرزنش فرمائی، انصار مدینہ نے آپ کا جلال دیکھا تو کہا، ہم اللہ اور رسول اللہ کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کا فضل سب سے زیادہ ہے (مصنف ابن ابی شیبہ)، حیرت ہے حضرت شیخ بزرگان دین سے ڈرنے کو شرک سمجھتے ہیں، جبکہ والدین سے اولاد کا ڈرنا، اساتذہ سے شاگرد کا ڈرنا ان کے آداب کا تقاضا ہے، حالی کہتے ہیں ۔

جس کو خدا کی شرم ہے وہ ہے بزرگ دین
دنیا کی جس کو شرم ہے مرد شریف ہے
جس کو کسی کی شرم نہیں، اس کو کیا کہوں
فطرت کا وہ رذیل ہے، دل کا کثیف ہے

امر سوم: امید وابستہ کرنا، تو کسی بزرگ دین کو خدا سمجھ کر اس سے کوئی امید وابستہ کی جائے تو یقینی شرک ہے، اس سے ساری امت محفوظ ہے، اُسے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ سمجھ کر امید وابستہ کی جائے تو تعلیمِ اسلامی سے ثابت ہے، کیا حضرتِ شیخ بھول گئے کہ صحاح ستہ کی احادیث شفاعت میں کتنا واضح مضمون ہے، قیامت کے ہولناک دن ساری مخلوق کی حسرت بھری نگاہیں چہرہ مصطفیٰ ﷺ پر لگی ہوں گی، حضور اکرم ﷺ حضرت آدم علیہ

Marfat.com

السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے انبیا کرام کی بھی پناہ گاہ ہوں گے، فرمایا، میں قیامت کے دن تمام نسل انسانی کا سردار ہوں، حضور نبی کریم ﷺ واقعی اللہ کے فضل سے امید گاہ ہیں، ارشاد خداوندی ہے، جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو تیرے پاس آجائیں، اور اللہ سے توبہ کریں، اور رسول بھی ان کے لئے سفارش کرے تو اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے، (سورۃ النساء) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں لوگ اپنی مشکل آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے، بارش کی دعا کراتے، کٹے ہوئے بازو کا علاج کراتے، نکلی ہوئی آنکھ کی شفا طلب کرتے، آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے، جنت مانگتے، ہاں ہاں، حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے یہی تو کہا تھا، انی اسلك مرا فقتك فی الجنة، میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت طلب کرتا ہوں، (مسلم شریف) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تکیہ کلام تھا کہ جہاں وہ اللہ کا ذکر کرتے، ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ، کیا آپ ایک مکان لے کر جنت میں ایک مکان کی ضمانت دیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں، (مسند احمد) حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہے

امنن علينا رسول الله فی کرم

فانك المرء توجوة وتدخر

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم پر کرم کریں، کیونکہ آپ کی طرف امید وابستہ کی جاتی ہے، (طبرانی شریف) آپ ہی فیصلہ کریں کہ کون سچا ہے، صحابی یا وہابی؟

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ۔

بنت ان رسول الله او عدنی

Marfat.com

والعفو عند رسول الله مامول

فقد اتیت رسول الله معتذراً

والعذر عند رسول الله مقبول

ترجمہ: آپ ﷺ نے میرے قتل کی وعید سنائی حالانکہ آپ سے درگزر کی امید رکھی جاتی ہے، میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اس بارگاہ میں معافی قبول ہوتی ہے، (سیرت ابن ہشام)

اولیا کرام حضور کے نائب ہیں، وہ بھی اللہ کے حکم سے امید گاہ ہیں، قیامت کے دن ان کی شفاعت بھی برحق ہے، اور احادیث سے ثابت ہے، حدیث میں ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا کام لیتا ہے تو اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے، (شعب الایمان ۶/۱۱۷) اور فرمایا، اللہ کے کچھ بندے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے خاص ہیں، یفزع الناس الیھم فی حوائجھم، لوگ گھبرا کر ان کے پاس حاجتیں بیان کرتے ہیں، یہ لوگ عذاب سے امان میں ہیں، (طبرانی کبیر، کنز العمال ۶/۳۵۰)

قیامت کے دن کا منظر سامنے لائیے، ارشاد خداوندی ہے، تمام دوست آپس میں دشمن بن جائیں گے لیکن متقی دشمن نہیں بنیں گے، (القرآن) معلوم ہوا کہ بندگان خدا ایک دوسرے کا سہارا ہوں گے، ایک دوسرے کو رحمتِ الٰہی کی امید اور نوید سنائیں گے، ساری امت کا صالحین کی شفاعت و وجاہت پر اتفاق ہے،

امر چہارم: اعتماد کرنا، تو کسی بزرگ دین کو خدا سمجھ کر اس پر اعتماد کرنا یقیناً شرک ہے۔ اس سے ساری امت محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ سمجھ کر اس کی محبت و ہدایت،

Marfat.com

اعانت وحمایت پر اعتماد کرنا بالکل جائز ہے، اور دراصل یہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہے، حضرت شیخ نے توحید کو مانا، انبیا کو مانا، فرشتوں کو مانا، کتابوں کو مانا، یوم آخرت کو مانا، اسلام اور اس کے ارکان کو مانا، قرآن اور اس کے فیضان کو مانا تو رسول اللہ ﷺ پر اعتماد کر کے مانا یا ویسے ہی مانا، خدا کی عزت وعظمت کی قسم، اگر رسول اللہ ﷺ پر اعتماد نہیں تو پھر کسی چیز پر اعتماد نہیں، پھر ہمارے آبا واجداد کافر ومشرک تھے، انہوں نے صوفیہ کرام کے قول وفعل پر اعتماد کیا تو مسلمان ہو گئے، کیا حضرت شیخ بھول گئے کہ جب کفار مکہ نے معراج رسول کا مذاق اڑایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا تھا، فرمایا میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں، ہمیں بتایا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کس پر اعتماد کیا تھا، کیا خدا تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر وحی نازل فرماتا تھا، ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ کرام کس کے اعتبار پر مسلمان ہوئے تھے، آج کہا جاتا ہے کہ انبیا کرام اور اولیا کرام پر اعتماد کرنا عبادت کی قسم ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تمام مفسرین امت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے،

> ''غیر اللہ سے استعانت اس وقت حرام ہوگی جب انسان صرف اس پر اعتماد کرے، اور اس کو مدد الٰہی کا مظہر نہ جانے، اگر اللہ کے اسباب اور حکمت کو سامنے رکھے اور غیر اللہ سے ظاہری استعانت کرے تو عرفان الٰہی سے بعید نہیں ہے، اور شریعت میں بھی جائز ہے، اس طرح کی استعانت انبیا واولیا کی بھی ہے، حقیقت میں یہ استعانت غیر اللہ سے نہیں، بلکہ اللہ سے ہے، (تفسیر عزیزی سورۃ فاتحہ)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول میں واقعہ لکھا ہے، جسمیں عمرو بن سالم نے حضور پرنور ﷺ سے استعانت کی ہے، آپ ﷺ نے

Marfat.com

جواب میں فرمایا ہم تیری مدد کو آئیں گے، کسی انسان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ سمجھ کر اس سے مدد طلب کرنا اور اس پر اعتماد کرنا کوئی شرک نہیں، حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، اپنی قوت سے میری مدد کرو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، کون ہے جو اللہ کے لئے میرا مددگار رہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کون ہے جو تخت بلقیس کو حاضر کرے گا، یہ سب واقعات قرآن کریم میں درج ہیں، کیا یہ شرک کی تعلیم ہے، اس میں اسباب کے ماتحت اور اسباب سے ماوراء استعانت بھی آرہی ہے، ایک تو یہ قید لگانا بدعت ہے، قرآن وحدیث سے ہرگز ثابت نہیں، دوسرا کیا آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو حاضر کرنا اسباب سے ماوراء کام نہیں اور کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے صحابی کی خداداد صلاحیت پر اعتماد نہیں ہے

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں، کارکشا، کارساز

امر پنجم: ذبیحہ پیش کرنا، تو کسی بزرگ دین کا جانور کو ذبح کرتے وقت نام لینا یقیناً شرک ہے اور اس سے ساری امت محفوظ ہے، جانور ذبح کرتے وقت سب کہتے ہیں بسم اللہ اللہ اکبر، کوئی بسم عبدالقادر نہیں کہتا، ہاں ذبیحہ کا ثواب اللہ کے بندوں کی ارواح کو پہچانا جائز ہے، اس پر بے شمار دلائل ہیں۔ کیا حضرت شیخ کو معلوم نہیں کہ ہزاروں زندہ لوگوں کا جانوروں پر نام آتا ہے، مثلاً زید کی گائے، بکر کا مینڈھا، عمرو کی بھیڑ، خالد کی بھینس، قیس کا مرغا وغیرہ، پھر ان جانوروں پر انسانوں کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ادا کر لیا جائے تو کیا گوشت حرام ہوگا، اور یہ زید، بکر، عمرو، قیس وغیرہ کی عبادت ہوگی، اسی طرح اگر کوئی جانور پالے تو اس کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے ساتھ منسوب کردے مگر اسے ذبح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرے تو کیسے حرام ہوگیا، کیا غیر اللہ ہونے میں زید، بکر

Marfat.com

اور شیخ جیلانی میں کوئی فرق ہے کہ وہاں شرک نہیں ہوا یہاں ہو گیا، آیئے یہ مسئلہ مفسرین امت کی تفاسیر کی روشنی میں حل کریں، شاید کسی کو عقل آجائے،

۞...... حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، وما اھل بہ لغیر اللہ، یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کے لئے ذبح ہوا اور اصل میں اھلال آواز بلند کرنا ہے اور کفار کا معمول تھا کہ وہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اپنے باطل معبودوں کی شان ظاہر کرتے ہوئے انہی کے نام سے ذبح کرتے تھے۔ (معالم التنزیل ۱/۱۴۰)

۞...... حضرت امام ابوالسعود علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی وہ چیز جس کو بت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو، (تفسیر ابوالسعود ۲/۴۹)

۞...... حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ھو المراد بقولہ وما ذبح علی النصب، اس قول سے مراد ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو (تفسیر کبیر ۲/۹۰)

۞...... یہ مفہوم تفسیر تنویر المقیاس لابن عباس میں، تفسیر خازن، تفسیر روح البیان میں، تفسیر مدارک میں، تفسیر جلالین میں، تفسیر قرطبی میں، تفسیر بیضاوی میں، تفسیر درمنثور میں، تفسیر مظہری میں، تفسیر بحر المحیط میں، تفسیر مراغی میں، تفسیر ابن کثیر میں، تفسیر جامع البیان میں، تفسیر کمالین میں، مفردات القرآن میں، تفسیر نیشاپوری میں بھی مذکور ہے، گویا امت کے مفسرین کا اتفاق ہے کہ ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام آنے سے چیز حرام ہو جاتی ہے، غیر مقلد مولوی وحید الزمان صاحب کا فیصلہ بغور پڑھئے،

> "وما اھل بہ لغیر اللہ، مخصوص حیوان کے ساتھ ہے، پھر اس میں اختلاف ہوا اور بعض نے کہا، اس سے مراد ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارنا ہے، پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہا جاتا ہے، سید احمد کبیر کی گائے، شیخ صدر الدین کا مرغ

Marfat.com

،پھر وہ اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے تو حلال ہے'' (ہدیۃ المھدی ص ۳۹)

مسلمان جو انبیا کرام اور اولیا عظام کے لئے ذبیحے کرتے ہیں تو اس کی صورت صرف ایصال ثواب ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ خود نبی کریم ﷺ اپنی امت کے لئے قربانی کرتے تھے، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے قربانی دیا کرتے تھے، تو مراد نبی ﷺ اور امتِ نبی کو ثواب پہنچانا ہے، جو بکرے اور مرغے خانقاہوں اور مزاروں کے قریب ذبح کئے جاتے ہیں، ان کے ذبیحے پر بزرگوں کا نام نہیں لیا جاتا، صرف ان کو ثواب کا ایصال ہوتا ہے، گوشت سے وہاں کے طلبا فقرا اور مسافر لوگوں کی خدمت ہوتی ہے، یہ سارا کام شرک ہے، یا قرب رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔

امر ششم: نذر و نیاز ماننا، تو کسی بزرگ دین کو خدا سمجھ کر کوئی چیز نذر و نیاز کے طور پر اس کے حضور پیش کی جائے تو یقیناً شرک ہے، اس سے ساری امت محفوظ ہے، اور اگر اسکو خدا کا مقبول بندہ سمجھ کر نذر بمعنیٰ نذرانہ، ہدیہ، تحفہ پیش کی جائے تو ہرگز شرک نہیں، اس کا ثبوت احادیث سے اخذ ہوتا ہے، مولوی وحید الزماں صاحب نے کھل کر بیان کیا ہے،

> ''غیر اللہ کی نذر صریح شرک ہے، کیونکہ نذر عبادت ہے،
> نبی پاک ﷺ نے فرمایا، بیشک نذر خالص اللہ کے لئے ہے، اور اگر نذر اللہ کے لئے ہو اور اس کا ثواب نبی پاک یا ولی کی روح یا مردوں میں سے کسی کی روح کو پہنچانا ہے تو وہ جائز ہے، اس زمانے میں لوگ اس کو فاتحہ کہتے ہیں، اس کا صریحاً جواز ہے مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی، اور مولانا اسحاق دہلوی نے بیان فرمایا ہے، اور بعض علما نے اس عمل کی اصل کو شرعی نہیں کہا، اس پر ان کو بدعت کا خیال ہے، بعض علما نے اس کا جواز فرمایا ہے کہ اس کی اصل

Marfat.com

شریعت میں موجود ہے، اور وہ ام سعد اور ابوطلحہ والی حدیث ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہے، اور دوسری روایت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے صدقہ والی ہے۔
میں کہتا ہوں کہ بغیر کسی انکار کے صوفیہ کرام کے نزدیک یہ عمل سند اول ہے۔ اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اس کو ہدیہ کے طریقہ پر ثواب پہنچایا جائے تو وہ حلال ہے، فائدہ، ہمارے زمانے کے لوگوں میں رواج ہے کہ طعام پکاتے ہیں کہ یہ اولیا میں سے فلاں ولی اللہ اور انبیا میں سے فلاں نبی کے لئے ہے، پس اس کا معنیٰ نیاز، فاتحہ اور ہدیہ ہے، غیر اللہ کی نذر کا ارادہ نہیں کرتے، بلکہ ان کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، پس اس کا حلال ہونا راجح ہے، جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں، (ہدیۃ المھدی ص ۳۸، ۳۹)

ماشاء اللہ غیر مقلد عالم مولوی وحید الزماں صاحب نے دلائل کے ساتھ گفتگو کی ہے، کاش ان کی برادری کے افراد غور فرمائیں تو کتنا بڑا اختلاف ختم ہوسکتا ہے، مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی نے اس مسئلہ کو بہت واضح کیا ہے، فرماتے ہیں،

”یہاں نذر کا معنی عرفی مراد ہے، اس لئے کہ (لوگ) جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں، اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں“۔

(نذر و نیاز بزرگان دین ص ۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب بھی لکھتے ہیں،

”جو اموات اولیا اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنیٰ ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے، جو نذر بمعنیٰ

Marfat.com

تقرب ان کے نام پر ہے، تو حرام ہے''، (فتاویٰ رشیدیہ ۱/۴۴!)

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب بھی لکھتے ہیں

''درخوبی ایں قدر را مراز امور مرسومہ فاتحہ و اعراس و نذر و نیاز اموات شک وشبہ نیست'' (صراط مستقیم ص ۵۵)

مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب فرماتے ہیں،

''اگر تقرب خداوند تعالیٰ وجان کشی برائے او ایصال ثواب بکسے منظور باشد حلال است'، (فتاویٰ عبدالحی ۳/۱۰۴)

مزید فرماتے ہیں، معلوم ہوا کہ وہ گائے جس کی نذر اولیا کے لئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے، تو وہ حلال اور پاکیزہ ہے، کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا، گو کہ ان کی نذر کے لئے کرتے ہیں۔ (ایضاً ۳/۱۰۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

''اگر مالیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندہ بخورنند مضائقہ نیست، جائز است وطعام نذر اللہ اغنیا راخوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود پش اغنیاء راہم خوردن دراں جائز است'' (زبدۃ النصائح ص ۱۳۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں،

''حضرت امیرو ذریتہ طاہرہ اُورا تمام امت برمثال پیران و مرشداں مے پرستند وامور تکوینیہ را وابستہ بایشاں می دانند ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردید، چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است، (تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۴۵)

Marfat.com

ہمارے علما کرام کی تصریحات کے مطابق ثابت ہوا کہ ہم مسلمان بزرگان دین کو معبود نہیں مانتے، اُن کے ایصال ثواب کے لیے نذر و نیاز کا اہتمام کرتے ہیں، تو یہ امر کتاب وسنت کے اُصول سے ثابت ہے۔ اس کی تصدیق ان سلفیوں اور اثریوں کے علماء نے بھی کی ہے۔ سعودی علما کو فتویٰ صادر کرتے وقت شیخ ولی اللہ دہلوی، شیخ عبدالعزیز دہلوی کی تحریروں پر اعتماد کرنا چاہیے، نہیں تو مولوی وحید الزماں، مولوی صدیق حسن بھوپالی، مولوی رشید گنگوہی، مولوی اسماعیل دہلوی کی تصدیقات کو ملاحظہ کرنا چاہیے، نہ کہ چندہ خور شکایتی مولویوں کے الزامات اور بدترین خیالات پر چراغ پا ہونا چاہیے،

مذکورہ صدر ایک آیت کا مفہوم: اوپر ہم نے ایک آیت کا ذکر کیا ہے، جس سے تمام شیوخ نجد بار بار استدلال پیش کرتے ہیں، اور گویا کہتے ہیں کہ مشرکینِ عرب بھی اللہ تعالیٰ کو ہی زمین و آسمان کا خالق و رازق تسلیم کرتے تھے، جبکہ اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی عبادت کرتے تھے، تو آج کل کے "مشرک" بھی اپنے بزرگوں کو اس کے تقرب کا وسیلہ سمجھتے ہیں، یہ بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔ وہ آیت یہ ہے

الا للہ الدین الخالص والذین اتخذوا من دونہ اولیا ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی، یعنی خبردار، اللہ ہی کے لئے ہے خالص دین، اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے والی بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم اُن کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب پہنچا دیں،

اس آیت مبارکہ کی کچھ تفسیر ہم بیان کر چکے ہیں، آیئے اب حضرت شیخ اور تمام علمائے نجد کے روحانی مرشد قاضی شوکانی کی تفسیر نقل کرتے ہیں، انہوں نے لکھا ہے،

"انبیاء وصالحین کے توسل سے منع کرنے والے قرآن مجید کی ان

Marfat.com

آیات سے استدلال کرتے ہیں۔مانعبد هم الا یقربونا......ہم ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں،اور فلا تدعوا مع اللہ احدا، اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو،اور لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ ...... اسی کو (معبود سمجھ کر) پکارنا برحق ہے،اور جولوگ اللہ کے سوا دوسروں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے ہیں،جوان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے،تو ان آیات سے مانعین کا استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ سورۃ زمر کی آیت میں یہ تصریح ہے کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے،اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے،وہ اس کی عبادت نہیں کرتا،بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس عالم کے علم کی وجہ سے اس کی اللہ کے نزدیک فضیلت اور وجاہت ہے، اوراس وجہ سے اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے۔اسی طرح سورۃ جن کی آیت میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کر کے پکارنے (یا عبادت کرنے) سے منع کیا ہے،مثلاً جو کوئی شخص کہے،میں اللہ اور فلاں کی عبادت کرتا ہوں اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے،وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے،جیسا کہ ایک غار میں تین شخص تھے،اور غار کے منہ پر ایک چٹان گر گئی،تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی،اس طرح سورۃ رعد کی آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ان لوگوں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے تھے جو انکو کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور اپنے

Marfat.com

رب کو نہیں پکارتے تھے، جو ان کی دعا قبول کرتا ہے، اور شخص مثلاً
کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے، صرف اللہ سے دعا کرتا ہے
اور کسی اور سے دعا نہیں کرتا، اللہ کے بغیر نہ اللہ کے ساتھ،

(الدر المعید، تحفۃ الاحوذی ۴/۲۸۳)، بحوالہ شرح مسلم سعیدی ۷/۸۰)

ایک اور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزماں نے بہت دلائل کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کیا ہے،

"جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے، حضرت عمر نے جو حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کی تھی، وہ نبی ﷺ کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے، انہوں نے حضرت عباس کے وسیلہ سے اسلئے دعا کی تھی تاکہ حضرت عباس کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں، اور انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اسی طرح شہداء اور صالحین بھی زندہ ہیں، ابن عطا نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعوی کیا، پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا، کہ بطور عبادت حضور نبی کریم ﷺ سے استعانت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں ہاں نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف نے اس شخص کو آپ کے وسیلہ سے دُعا تعلیم کی جو حضرت عثمان کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے، اس دعا میں یہ الفاظ تھے، اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد، نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اس

Marfat.com

حدیث کو امام بیہقی نے سندِ متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے، کاش میری عقل ان منکرین توسل کے پاس ہوتی، جب کتاب وسنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کا وسیلہ بھی اس پر قیاس کیا جائیگا، اور امام جذری نے حصن حصین کے آداب دعا میں لکھا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیا اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہئے، اور ایک اور حدیث ہے، یا محمد میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، سید (نواب صدیق حسن بھوپالی) نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، موضوع نہیں ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے، میں تیرے نبی محمد، اور موسیٰ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، اس کو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر پٹنی نے مجمع بحار الانوار میں ذکر کیا ہے، اور امام حاکم، امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کی اس دعا کو روایت کیا ہے، اے اللہ میں تجھ سے بحق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں، اور ابن منذر نے روایت کیا ہے، اے اللہ تیرے نزدیک محمد ﷺ کی جو وجاہت اور عزت ہے میں اس کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، علامہ سبکی نے کہا کہ وسیلہ پیش کرنا، مدد طلب کرنا، اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے، علامہ قسطلانی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آہ وزاری کرنے کا متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے انکار

Marfat.com

نہیں کیا تھا، حتیٰ کہ ابن تیمیہ آیا، اور اس نے انکار کیا، قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیا میں سے کسی نبی، اولیا میں سے کسی ولی اور علما میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، جو شخص قبر پر جا کر زیارت کرے یا فقط اللہ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اے اللہ، میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے فلاں بیماری سے شفا دے اور میں اس نیک بندے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو اس دعا کے جواز میں کوئی شک نہیں، (ہدیۃ المھدی ص ۴۹، ۴۷، بحوالہ شرح مسلم سعیدی ۷/۷۹)

اتنی حسین تصریحات کے باوجود بھی اگر کوئی شخص راہ راست پر نہ آئے، اور اس قدر ضدی ہو جائے کہ اپنے اکابر کی بات بھی نہ مانے، قرآن وحدیث کے دلائل بھی قبول نہ کرے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے، مزید دیکھئے، حضرت علامہ جمیل افندی علیہ الرحمہ نے اس آیت کریمہ کے حوالے سے جواب دیتے ہوئے لکھا ہے،

"اس اشکال کا جواب کئی وجوہ سے ہے، اولاً بے شک مشرکین بتوں کو معبود مانتے تھے، جبکہ مسلمین صرف اللہ تعالیٰ کو معبود مانتے ہیں، ان کے ہاں انبیا، انبیا ہیں، اور اولیا، اولیا ہیں، وہ ان کو مشرکین کی طرح معبود نہیں مانتے، ثانیاً، بے شک مشرکین کا عقیدہ تھا کہ یہ معبودان باطلہ عبادت کے مستحق ہیں، مسلمین کا یہ عقیدہ نہیں، پس وہ توسل میں کسی ایک کو بھی معمولی سی عبادت کا حقدار تسلیم نہیں کرتے، اور ان کے نزدیک تو عبادت کا حقدار صرف اور صرف اللہ وحدہٗ ہی ہے، ثالثاً، بے شک مشرکین ان معبودان باطلہ

Marfat.com

کی بالفعل عبادت کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے حکایۃً نقل فرمایا ہے، وما نعبد ھم الا لیقر بونا، اور ہم تو صرف ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں، جبکہ مسلمین اللہ کی جانب انبیا اور صالحین کے توسل میں ان کی عبادت نہیں کرتے، رابعاً، بے شک مشرکین نے اپنے اصنام کی عبادت کا قصد تقرب الی اللہ کے لئے کیا، مسلمین نے انبیا اور اولیا کے توسل کا قصد تقرب الیٰ اللہ کے لئے نہیں کیا کیونکہ اللہ کی طرف تقرب تو عبادت سے ہی ہوتا ہے، اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے حکایۃً فرمایا وما نعبد ھم الا لیقربونا، بلکہ مسلمین نے انبیا اور اولیا سے تبرک اور استشفاع کا قصد کیا، یاد رہے کہ کسی چیز کا تبرک اس کے تقرب کا غیر ہے، جیسا کہ مخفی نہیں، خامساً، بے شک مشرکین عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ، آسمان میں جسم ہے، ان کے قول ''یقر بونا'' سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تقریب حقیقی کا ارادہ کرتے تھے۔ اور اس پر ان کے قول، ''زلفیٰ'' کی تاکید بھی دلالت کرتی ہے، کسی چیز کی تاکید اکثر اسی معنیٰ پر دلالت کرتی ہے جو اس کا مقصود ہوتا ہے، اور وہ ہے معنیٰ حقیقی، نہ کہ مجازی، پس جب ہم کہیں قتلہ قتلاً فہم میں قتل حقیقی کا تصور ابھرتا ہے، نہ کہ شدید چوٹ کا، اس کے برعکس جب ہم صرف قتلہ، کہیں تو اس سے شدید چوٹ کا ارادہ کرسکتے ہیں، اب رہے مسلمین تو وہ ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں جسم ہے، اور ان سے دور ہے کہ وہ اس کا ''تقرب حقیقی'' انبیا اور اولیا کے

Marfat.com

توسل سے حاصل کرنا چاہتے ہیں، لہذا ان پر اس مذکورہ آیت کا حکم چسپاں نہیں ہوتا، ہاں وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ان اللہ تعالیٰ جسم استوی علی عرشہ فی السماء بے شک اللہ تعالیٰ جسم ہے، آسمان میں اپنے عرش پر مستوی ہے، وہ تبرک بھی حاصل نہیں کرتے جس کا مسلمانوں نے انبیا اور اولیا کے توسل سے قصد کیا، یہ تبرک اس تقرب کا غیر ہے جو اجسام کی طرف کیا جاتا ہے، لذلک جعلت ھذہ الا یۃ منطبقۃ علیھم ، اس طرح یہ آیت تو وہابیہ پر چسپاں ہوتی ہے، (الفجر الصادق ص ۴۹، ۵۰)

مزید فرماتے ہیں،

''یہاں ہم شرک کی مختلف اقسام بیان کرتے ہیں، اولاً شرک الاستقلال ، اور وہ ہے مستقل معبودوں کا اثبات جیسا کہ مجوس کا شرک ہے، ثانیاً شرک التبعیض ، اور وہ ہے، زیادہ معبودوں سے ایک معبود کی ترکیب، جیسا کہ عیسائیوں کا شرک ہے، ثالثاً شرک التقریب اور وہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تقرب کیلئے غیر اللہ کی عبادت جیسا کہ جاہلیت کا شرک اور وہ شرک جس کا وہابیہ فتویٰ صادر کرتے ہیں، استغاثہ اور توسل کرنے والے مسلمان کے لئے، اور جس پر ان کے قاعدہ کی بنیاد ہے، تو وہ شرک التقریب ہے جو جاہلیت کی پیداوار ہے........... یہ امر محقق ہو گیا ہے تو کسی مشرک جاہلیت کا حال کسی ایک وجہ سے بھی انبیا اور صالحین کا توسل پکڑنے والے مسلمانوں پر چسپاں نہیں ہوسکتا، مشرکین تو بتوں کو

Marfat.com

اپنا معبود بناتے تھے، اور (الہ) معبود کا معنیٰ ہے، عبادت کا مستحق، وہ بتوں کی عبادت کے استحقاق کا عقیدہ رکھتے، اور اول تو وہ مانتے کہ بت نفع ونقصان دیتے ہیں، پس وہ ان ہی کی عبادت کرتے، جب ان شدید مشرکین پر اس حقیقت کے ساتھ حجت قائم کی جاتی ہے کہ بت نفع ونقصان کے مالک نہیں ہو سکتے تو وہ کہتے ما نعبد هم الا ليقربونا الى الله زلفى، ہم تو ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے قریب کر دیں، اب وہابیہ کے لئے کیسے جائز ہے کہ مسلمین موحدین کو ان مشرکین کی صف میں لا کھڑا کر دیں، بے شک مشرکین عرب انبیا، ملائکہ اور اولیا کی بنائی ہوئی تماثیل کی عبادت کے سبب بھی کفر کرتے تھے، ان کو سجدہ کرتے اور ذبیحے پیش کرتے، انبیا، ملائکہ اور اولیا کے بارے میں ان کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود ہیں، اور ذاتی حیثیت سے نفع ونقصان دیتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو جھوٹا قرار دیا، اور ان کے اعتقاد کے رد میں بہت سی آیتوں میں مثالیں پیش کیں کہ جو معبود عبادت کا مستحق ہوتا ہے، اس کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے بندے کے لئے نقصان ٹالنے اور نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہو، اور جن کی (اللہ کے سوا) عبادت کی جاتی ہے، سب حادث ہیں، ربوبیت کے منافی ہیں، اب رہا استغاثہ اور توسل کرنے والا تو وہ اس عبادت اور اس اعتقاد سے بیزار ہے، (الفجر الصادق ص ۵۱)

Marfat.com

گویا سب مسلمان انبیا، ملائکہ اور اولیا کو کسی طریقے سے بھی معبود نہیں مانتے، نہ ان کو ذاتی طور پر نقصان ٹالنے اور نفع پہنچانے پر قادر تسلیم کرتے ہیں، ان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تصور کرتے ہیں، ان کے پاس اتنا ہی اختیار ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، یہ الگ بات ہے کہ اس ''اتنا'' کو ماپنے کے لئے کوئی پیمانہ ایجاد نہیں کیا گیا، لہذا خواہ مخواہ سر کھپانے کی ضرورت نہیں، سب مسلمان، اللہ تعالیٰ کی لامحدود عطاؤں پر ایمان رکھتے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے عطا کرتا ہے، اس آیت مبارکہ کی مزید تفسیر کے لئے حضرت امام اہل سنت علامہ سید محمد سعید احمد کاظمی قدس سرہٗ کا فلر انگیز واقعہ پڑھئے، فرماتے ہیں،

''میں ایک دن حضور غوث بہا الدین (زکریا) کی بارگاہ اقدس کی زیارت سے صبح کے وقت آ رہا تھا تو ایک غیر مقلد میرے پڑوس میں رہنے والا جس سے بے تکلفی تھی، راستہ میں مل گیا، اور فوراً اشارا کیا کہ آپ وہاں سے آ رہے ہیں تو میں نے کہا، ہاں وہاں سے آ رہا ہوں، کہنے لگا، آپ شرک نہیں چھوڑیں گے، میں نے کہا، بڑا افسوس ہے، ہم تو ان کو وسیلہ مانتے ہیں، ہمارا معبود ''الٰہ'' ایک ہے، ہم ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم، اذن اور ارادہ کے ماتحت سمجھتے ہیں، یہ (اولیا اللہ) اللہ کے اذن، حکم اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن، حکم اور ارادہ سے یہ سب کچھ کر دیتے ہیں، اس لئے کہ اللہ نے ان کو سبب بنایا ہے، لہذا ہم ان کو سبب بنا کر جاتے ہیں، کہنے لگا، یہی تو عرب کے مشرکین کہا کرتے

Marfat.com

تھے، ہمارے یہ بت ہمارے لئے وسیلہ ہیں، میں نے کہا، ارے وہ تو معبود مانتے تھے، قرآن کہتا ہے، ما نعبد هم الی لیقربونا الی اللہ زلفی، (کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں، (الزمر آیت:۳) خدا کے قریب کرنے کا عقیدہ تو الگ رہا، خدا کے قریب تو وہ کرے گا، جو خدا کے قریب ہوگا، بت تو خود ہی خدا کے قریب نہیں ہیں، جو خود راستہ بھولا ہوا ہو، وہ کس کو راہ بتائے گا، بلکہ وہ خود اقرار کرتے ہیں، کہ ''ہم عبادت کرتے ہیں'' معلوم ہوا کہ وہ ان کو معبود جانتے ہیں، اور ان کا قرآن مجید میں یوں آیا ہے، اجعل الا لهة الها واحداً یعنی یہ کیسے رسول ہیں جنھوں نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا ہے، (سورۃ ص آیت ۴) گویا وہ ان کو الہٰ مانتے تھے، اور الہٰ اسے کہتے ہیں جو کسی کے ماتحت نہ ہو، اس لئے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کا اذن ہو نہ ہو، ہمارا معبود جو چاہے گا، کردے گا، خدا اذن نہ دے، تب بھی یہ ہماری شفاعت کردیں گے، یہ خدا کے اذن کے محتاج نہیں رہے، کیونکہ یہ الوہیت کے درجہ پر فائز ہیں، اور جو الوہیت کے درجہ پر پہنچ جائے وہ خدا کے ماتحت نہیں رہتا، پھر وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ جیسے ریاستیں بڑی سلطنت کے آزاد کردینے سے خودمختار ریاستیں بن جاتی ہیں، اب وہ بڑی حکومت کے حکم کے ماتحت نہیں رہتیں، اس طرح خداوند کریم نے ان چھوٹے چھوٹے خداؤں کو آزاد کردیا ہے کہ تم

Marfat.com

میرے حکم کے ماتحت نہیں ہو، اب تم جو مرضی آئے کرو، نعوذ با للہ من ذالک، الحمدللہ! ہمارا یہ عقیدہ نہیں، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ بھی خدا کے حکم کے ماتحت ہیں، لہذا الوہیت کا تصور بھی قائم نہیں ہوتا، اب یہ کہ ہم ان کے پاس کیوں جاتے ہیں، (اسکا ازالہ یہ ہے) اس لئے کہ اللہ نے ہمیں انہیں کا در دکھایا ہے، فرمایا جاء وک (السعید ص ۱۰ جون ۲۰۰۴)

مزید فرماتے ہیں "من دون اللہ" کا معنیٰ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا کوئی اذن نہ ہو، یعنی اللہ نہ چاہے اور کوئی چاہے کہ میں تجھے فائدہ پہنچادوں گا، تو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ من دون اللہ کا معنیٰ ہے، اور ہمارا من دون اللہ کی سب آیتوں پر ایمان ہے، اور یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی تنکا نہیں ہلتا اور جہاں اذن آجائے، وہاں مردے بھی زندہ ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرء ی الا کمہ ولا برص و احی الموتیٰ باذن اللہ............ہم من دون اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، تم بھی باذن اللہ کی آیتوں پر ایمان لے آؤ۔ (ایضاً ص ۱۳)

الحمدللہ رب العالمین، دلائل و براھین کی اس کہکشاں نے شکوک کی کتنی ہی تاریکیوں کو کافور کر دیا ہے۔ لیکن جن کے مقاصد کچھ اور ہیں اور وہ سب کچھ جان کر بھی التباس کا شکار ہیں تو ان کے مقدر کا کوئی علاج نہیں، حضرت شیخ نے اپنے مقالہ "انبیا کا عقیدہ توحید" میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام

Marfat.com

کے مکالمات بھی نقل کئے ہیں، جن میں انہوں نے معبودان باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے۔
الحمدللہ، ہمارا ان تمام آیات مبارکہ پر مکمل ایمان ہے، جب ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور نہ بالذات کسی کو نافع اور ضار تسلیم کرتے ہیں، تو پھر ان کا مصداق ہم نہیں ہو سکتے، البتہ حضرت شیخ اور ان کی آل اولاد کو ضرور غور کرنا چاہئے کہ وہ مشرکین کے رد میں نازل ہونے والے احکام کو انبیا و صالحین اور اولیا و مسلمین پر چسپاں کر کے کسی ایمانی خیانت کا ارتکاب نہ کر رہے ہوں،

اللهم ثبت اقدامنا علىٰ الصراط المستقيم

بحرمة نبينا الكريم عليه و آله و اصحابه الصلوٰة و التسليم

Marfat.com

باب دوم

صحیح اسلامی عقیدہ

اور

اس کے منافی امور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆☆……☆☆

حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی نے اس مقالے میں صحیح اسلامی عقیدے پر کھل کر بات کی ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، ملائکہ پر ایمان لانے، انبیا کرام علیہم السلام پر ایمان لانے، آسمانی کتابوں پر ایمان لانے، یوم آخرت پر ایمان لانے کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اس مفہوم سے کسی مسلمان کو بھی یارائے انکار نہیں ہوسکتا۔ سب مسلمان ان آیات واحادیث پر مکمل یقین رکھتے ہیں، انہوں نے اہل سنت و جماعت کی حقانیت پر بھی گفتگو کی ہے، لکھتے ہیں،

"اس مختصر سی تقریر میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی صحیح اسلامی عقیدہ ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے، یہی فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، لا تزال طائفة من امتی علیٰ الحق منصورة لا یضر

Marfat.com

ھم من خذ لھم حتیٰ یاتی امراللہ، میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی، لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، تا آنکہ اللہ کا حکم آن پہنچے" (عقیدۃ المسلم ص ۵۵)

اس اقتباس میں حضرت شیخ نے اہل سنت و جماعت کے معتقدات ونظریات کو برحق تسلیم کیا ہے لیکن ان کی جماعت اور وہ خود اس "فرقہ منصورہ" سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، اس "فرقہ منصورہ" کا انبیا کرام اور اولیا کرام کے بارے میں عقیدہ نہایت شفاف اور قرآن وحدیث کی رو سے واشگاف ہے، یہ فرقہ منصورہ محبوبان خدا اور بزرگان باصفا کو خداداد قوتوں کا پیکر جانتا ہے۔ ان کو امداد الٰہی کا مظہر تصور کرتا ہے، اس کے نزدیک مشکلات میں ان کو پکارنا عین رحمت باری کو پکارنا ہے۔ ان کے ادب اور احترام کو حکم خداوندی سمجھتا ہے اور انکی ذوات وصفات کو عرفان خدا کا وسیلہ خیال کرتا ہے۔ اس عقیدے پر صدیوں سے علمائے اہل سنت کاربند ہیں، جبکہ حضرت شیخ اس مسلمہ عقیدے کو اس طرح للکارتے ہیں،

"پھر حالات نے پلٹا کھایا اور جہالت نے اللہ کے بندوں کی اکثریت پر اپنا پنجہ گاڑا، یہاں تک کہ اکثر لوگ دین جاہلیت کی طرف لوٹ گئے، انبیا اور اولیا کے احترام اور تعظیم میں غلو کرنے لگے، اور ان سے دعائیں کرنے اور مدد طلب کرنے لگے، اور اس جیسے دوسرے مشرکانہ امور میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے لاالہ الا اللہ کا مطلب فراموش کر دیا، اور اس کو اس طرح نہیں سمجھا جیسا کہ کفار عرب نے سمجھا تھا، واللہ المستعان، یہ شرک

Marfat.com

برابر لوگوں میں پھیلتا رہا اور آج تک پھیل رہا ہے، اس کا سبب جہالت کا غلبہ اور عہد نبوت سے دُوری ہے۔ (عقیدۃ المسلم ص ۵۶)

اس عبارت میں حضرت شیخ نے واضح طور پر بندگانِ خدا اور غلامانِ مصطفےٰ کی غالب ترین اکثریت کو جہالت کی طرف اور دین جاہلیت کی جانب لوٹنے والی قرار دیا ہے، پھر اس ''مزعومہ شرک'' کی مرتکب ٹھہرایا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ حضرت شیخ کی سراسر زیادتی ہے اور قرآن وحدیث سے شدید ناواقفی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی، اتبعوا السواد الاعظم، سب سے بڑے گروہ کی تابعداری کرو ید اللہ علی الجماعۃ، جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے، اللہ کی قسم مجھے کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے (بخاری) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، ماراہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن جس کو مسلمان اچھا جانیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے، حیرت ہے زبانِ نبوت تو امت محمدیہ کی غالب ترین اکثریت کو ہدایت یافتہ قرار دے رہی ہے، اس کا راستہ اپنانے کی تلقین فرما رہی ہے اور حضرت شیخ اس کو مشرک وکافر بلکہ دور جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بڑا مشرک سمجھ رہے ہیں، زبان نبوت کی یہ مخالفت ''صحیح اسلامی عقیدہ'' کی ترجمان ہے یا اسلام کی دیواروں میں رخنہ ڈالنے کی مذموم سازش ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

مذکورہ عبارت میں حضرت شیخ نے بندگان خدا کی اکثریت پر تین الزامات عائد کئے ہیں اور انہیں موجب شرک قرار دیا ہے،

ا: انبیا اور اولیا کے احترام وتعظیم میں غلو کرنا

۲: انبیا اور اولیا سے دعائیں کرنا

Marfat.com

۳: انبیا اور اولیا سے مدد طلب کرنا

آیئے ان الزامات کی حقیقت کا تجزیہ کریں، وما توفیقی الا باللہ

احترام و تعظیم میں غلو کرنا: انبیا اور اولیا کے احترام و تعظیم میں غلو (مبالغہ) یہ ہے کہ ان کو خدا یا ابن خدا مانا جائے۔ ان کی عطائی صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات پر قیاس کیا جائے، ان کو اللہ تعالیٰ جیسا یا جتنا روف رحیم، کریم و علیم، سمیع و بصیر، جواد و عزیز، ولی و نصیر، ہادی و مرشد تصور کیا جائے، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال میں شریک سمجھا جائے، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کوئی مسلمان اس عقیدے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہم انبیا اور اولیا تو ایک طرف، سب انبیا اور اولیا کے تاجدار حضور احمد مختار ﷺ کو بھی خدا یا ابن خدا نہیں مانتے، ان کے جملہ کمالات کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھتے ہیں، ان کو ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کا محتاج اور بندہ لیکن بلند ترین بندہ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر امت محمدیہ پر اتنا سنگین الزام عائد کرنا کسی خیر خواہ کا کام نہیں ہو سکتا۔ باقی رہ گیا انبیا اور اولیا کے احترام اور تعظیم کا خیال رکھنا تو کیا حضرت شیخ کو ایک بھی آیت یا ایک بھی روایت ایسی نہیں ملی جس میں اس احترام اور تعظیم کا حکم دیا گیا ہو، کاش وہ قرآن و حدیث کو عشق مصطفیٰ کی روشنی میں پڑھتے تو انہیں احترام و تعظیم کی ہزاروں مثالیں نظر آجاتیں، قرآن پاک میں ہے۔

۞ ...... اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اس نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو، جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، وہ ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لئے، ان کیلئے بخشش اور بہت بڑا ثواب ہے۔ (سورۃ الحجرات آیت ۲،۳)

Marfat.com

۞......تا کہ اے لوگو، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرو، (سورۃ الفتح:۹)

۞......وعزروہ و نصروہٗ اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی امداد کریں، (سورۃ الاعراف:۱۵۷)

۞......اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو، جب تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی، (سورۃ الانفال:۲۴)

۞......امنتم بر سلی وعز ر تموھم، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو، بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا، اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، پھر اس کے بعد جو تم میں کفر اختیار کرے تو وہ ضرور سیدھی راہ سے بھٹکا (ہوگا) (سورۃ المائدہ:۱۲)

۞......رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، بے شک اللہ جانتا ہے، (سورۃ النور:۶۳)

۞......اے ایمان والو، راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ البقرہ:۱۰۴)

ان آیات قدسیہ میں حضور نبی اکرم، رسول معظم، تاجدار عرب وعجم ﷺ کے ادب واحترام اور تعظیم واحتشام کا کس قدر حکم دیا گیا ہے، ہر ایمان والا اس سے بخوبی آشنا ہے، ذرا چشم بصیرت کو اچھی طرح کھول کر ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

۞......حضور پرنور ﷺ کے حضور بلند آواز سے گفتگو کرنا حرام ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھ کر پکارنا حرام ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کا احترام اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتوصیف پر بھی مقدم ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کی تعظیم مغفرت اور اجر عظیم کا باعث ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کا ادب اور دیگر رسولوں کا احترام حصول جنت کا ذریعہ ہے۔

۞......اس ادب واحترام کا انکار کرنا سیدھے راستے سے بھٹکنا ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں ایسا لفظ ادا کرنا جس سے سوئے ادبی کا ادنیٰ سا شائبہ بھی پایا جائے، حرام ہے، اور ہمیشہ کی محرومیوں کا باعث ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کو "انظرنا" کہنا نص قرآنی سے ثابت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیات قدسیہ پر عمل کرنے کی روشن مثالیں قائم کیں، عروہ بن مسعود ثقفی کی روایت کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کی جس طرح تعظیم کیا کرتے تھے، کسی بادشاہ کے درباری اس کی اتنی تعظیم نہیں کیا کرتے، وہ ان کے ہر امر پر سر تسلیم خم کر دیتے، ان کے وضو کے قطروں کو حاصل کرنے کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، ان کے تھوک مبارک کو ہاتھوں پر لے کر چہرے اور بدن پر مل لیتے، ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے کہ کہیں یہ بے ادبی نہ ہو جائے، پھر اس نوعیت کی کتنی ہی احادیث مبارکہ کتب صحاح و سنن میں موجود ہیں مثلاً۔

۞......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک کو بطور تبرک و تعظیم حاصل کرتے تھے، اور اسے اپنے دل وجان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

۞......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب غسل واجب ہوتا تو وہ اس حالت میں آپ ﷺ

Marfat.com

سے مصافحہ کرنا یا آپ ﷺ کی سواری کا کجاوا کسنا بھی بے ادبی سمجھتے تھے،

❁......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے برابر ہو کر بیٹھنا اور آپ ﷺ کی بات کو ٹوکنا گستاخی سمجھتے تھے۔

❁......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے خطاب کے دوران اس طرح بیٹھے ہوتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں اور ذرا سی حرکت پر ان کے اڑ جانے کا خدشہ ہو، یعنی بالکل ساکت وصامت ہو کر حاضر ہوتے،

❁......حضور پرنور ﷺ کے بلانے پر نماز کو چھوڑ کر حاضر ہو جاتے،

❁......عین حالت جہاد میں اپنی جانوں سے بڑھ کر ذات مصطفےٰ ﷺ کی حفاظت کرتے،

❁......حضور پرنور ﷺ کے دست مقدس اور پائے منور کو بوسہ دیتے،

❁......حضور پرنور ﷺ کی اعلیٰ الفاظ میں تعریف وتوصیف کرتے۔

چونکہ مذکورہ آیات مقدسہ کا حکم مطلق ہے، لہذا آج بھی سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ کا ادب اسی طرح کرنا چاہئے جس طرح زمان ظاہری میں کیا جاتا تھا۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں احقر راقم السطور مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، حضور تاجدار کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی، وہاں دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فریاد کررہے تھے، یارسول اللہ انظر حالنا، احقر بھی جب سلام نیاز پیش کرنے کے بعد باہر نکلا تو ایک نجدی کچھ لوگوں کو جمع کر کے لوگوں کی نقل اتار رہا تھا، اور کہہ رہا تھا، یہ کیا ہے، یارسول اللہ انظر حالنا، یہ شرک ہے، یہ کفر ہے، احقر نے کہا، خدا کا کچھ خوف ہونا چاہئے، یہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو، بلکہ کہو حضور ہم پر نظر رحمت فرمایئے، وہ کہنے لگا یہ آیت اس دور تک مخصوص ہے۔ احقر نے کہا آپ کے کہنے پر مخصوص ہے یا آپ کے پاس کوئی آیت اور مرفوع ومتواتر روایت ہے

Marfat.com

جس نے اس آیت کے حکم مطلق کو مخصوص کیا ہے۔ اگر ہے تو ذرا ہمیں بھی پڑھ کر سنائیے۔ اس جواب نے اس نجدی کو پاگل کر کے رکھ دیا اور وہ قابل نفرت الفاظ پر اتر آیا۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی اسی قسم کی حرکات سے زائران محبوب کو پریشان کرتے رہے، اور اب ان کے شاگرد یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ کاش انہیں خبر ہوتی کہ حضور جان نور ﷺ کی توقیر و تعظیم تو ایمان کا سرمایہ ہے اور صحیح اسلامی عقیدے کی روح رواں ہے۔

حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"کلام کا حاصل یہ کہ حضور کی حیات دنیوی اور حیات برزخی دونوں میں تعظیم و توقیر کرنا اُمت مسلمہ پر لازم و واجب ہے۔ کیونکہ دلوں میں جتنی اُن کی تعظیم زیادہ ہوگی، اُتنا نور ایمان زیادہ ہوگا، (تفسیر روح البیان ۴/ ۶۳۷)

مانعین تعظیم مصطفیٰ کے پیش رو امام ابن تیمیہ رقمطراز ہیں،

۱۔...... "بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم صادر فرمایا ہے، وتعزروہ وتوقروہ یعنی ان کی عظمت بیان کرو اور ان کی تعظیم کرو، (الصارم المسلول ص ۳۰۰)

۲۔...... ہم اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں، ان کا ذکر بلند کرتے ہیں، ان کے شرف کو ظاہر کرتے ہیں، اور ان کی قدر کے علو میں اپنا خون بہاتے ہیں اور اپنے مال خرچ کرتے ہیں، (ایضاً ص ۲۰۷)

۳۔...... رسول اللہ ﷺ کی گستاخی دین خدا کے قطعاً منافی ہے، کیونکہ جب گستاخی ہوئی تو احترام ختم ہوگیا، پیغام رسول ساکت ہوگیا تو سب دین باطل ہوگیا، لہذا آپ ﷺ کی توصیف وثنا اور تعظیم واحترام سے سارے دین کا قیام ہے۔ ان تمام چیزوں کا سقوط سارے دین کا سقوط ہے، (الصارم المسلول ص ۲۱۱)

Marfat.com

حضرت امام قسطلانی اور حضرت امام زرقانی نے روایت بیان کی ہے،

"بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر نے کسی مسئلہ میں امام مالک علیہ الرحمہ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا، اور اپنی آواز کو اونچا کیا تو امام مالک علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا، اس مسجد مبارک میں اپنی آواز کو بلند نہ کر، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی، اپنی آوازیں اس نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اس طرح ایک قوم کو ادب سکھایا ہے اور دوسری قوم کی مدح بیان کی ہے، بے شک وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آواز کو پست رکھتے ہیں، ان کے دل اللہ نے تقوے کے لئے پرکھ لئے اور ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے اور ایک قوم کی مذمت بیان کی کہ بے شک وہ لوگ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر بے وقوف ہیں، یاد رہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم وصال کے بعد بھی ایسے ہی ضروری ہے جیسے وصال سے پہلے ضروری تھی، کیونکہ آپ قبر انور میں زندہ ہیں، لہذا آپ ﷺ کے حقوق کی پاسداری آج بھی کی جاتی ہے۔(زرقانی شرح مواہب ۶/۳۴۹، کتاب الشفا ۲/۳۵)

حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو معلوم ہونا چاہئے کہ انبیا کرام اور اولیا عظام کی تعظیم میں مبالغہ یہی ہے کہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا جائے، یا ان کے حضور سجدہ کیا جائے، تو ایسا اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہرگز مشروع نہیں، باقی انبیا اور اولیا کا ادب و احترام ان کے ایمان کی جان ہے، اور اس کا حکم خود رب العالمین نے صادر فرمایا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ..... بے ادب محروم ماند از فضل رب

Marfat.com

انبیا اور اولیا سے دعائیں کرنا: حضرت شیخ اگر یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث اعظم، یا مجدد وغیرہ کہنے کو دعا سمجھتے ہیں اور اس دعا کی تردید میں اوثان واصنام کے رد میں اترنے والی آیات پیش کرتے ہیں تو سخت نادانی میں مبتلا ہیں۔ کیا ایسی ''دعا'' قرآن پاک میں موجود نہیں، یـا ایھا النبی، یا ایھا الرسول، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر، یٰسین، وغیرہ سے کیا ثابت ہوتا ہے، ارے یارسول کہنا تو قرآن کی سنت ہوئی۔ خود حضرت شیخ ہر نماز میں " السلام علیك ایھا النبی " پڑھا کرتے تھے تو گویا عین عبادت خدا میں ''یا نبی'' کہہ کر بار بار ''شرک وکفر'' کا ارتکاب کرتے تھے۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ یارسول اللہ، یا علی، یاغوث اعظم کہنے والا ان کو فاعلِ حقیقی نہیں سمجھتا، وسیلہ خیال کرتا ہے، حضرتِ علامہ حسن العدوی لکھتے ہیں ؎

> ''اس کی نیت تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائیں، کیونکہ جس کا وسیلہ پیش کیا جارہا ہے وہ اس کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ بار بار اپنی گفتگو میں اس طرح کی باتیں کہتے ہیں، اے اللہ تعالیٰ کے ہاں پاکیزہ نفس والے، اپنے رب سے درخواست کریں کہ وہ میرا مقصد پورا کردے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے نزدیک فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (نبی) اور ولی صرف سبب اور وسیلہ ہے اور اس کا وسیلہ پکڑنے والا مردود نہیں ہوتا، کیونکہ محبوب اور مقرب کے سوال کو رد نہیں کیا جاتا۔ (مشارق الانوار ص ۵۸)

Marfat.com

قاضی شوکانی اپنے رسالہ الدر النضید میں لکھتے ہیں،

''حضور اکرم ﷺ سے توسل آپ کی حیات میں بھی اور وصال کے بعد بھی، آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھی اور بارگاہ سے دور بھی ثابت ہے، آپ ﷺ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل باجماع صحابہ ثابت ہے'' (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ۴/۲۸۲)

حضرت امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

''حضور نبی کریم ﷺ سے توسل، استعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ اس کا جواز اور حسن ان امور میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہیں، اور یہ انبیا کرام علیہم السلام، مرسلین، سلف صالحین، علما اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے، کسی دین والے نے اس کا انکار نہیں کیا، اور نہ ہی کسی زمانے میں اس کا انکار سنا گیا، یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے اس میں کلام کیا، اس نے کمزور اور ناواقف لوگوں کے لئے تلبیس سے کام لیا'' (شفا السقام ص ۱۶۰)

حضرت امام ابن الحاج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۔

''آپ ﷺ مقبول الشفاعت، شفیع ہیں جن کی شفاعت رد نہیں کی جاتی، آپ کا قصد کرنے والا اور آپ ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے والا، آپ سے استعانت کرنے والا اور استغاثہ کرنیوالا محروم نہیں لوٹایا جاتا، کیونکہ آپ دائرہ کمال کے قطب اور ملک الٰہی کے دولھا ہیں، جو شخص آپ کو وسیلہ پکڑتا ہے، آپ کے

Marfat.com

ذریعے مدد طلب کرتا ہے، یا اپنی حاجات طلب کرتا ہے، وہ محروم نہیں کیا جاتا، مشاہدہ اور آثار اس پر شاہد ہیں" (المدخل ۱/۲۵۲)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ عظیم صحابی ہیں اور بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں،

"اے پاکیزہ حضرات کے فرزند، آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں، آپ اس دن میرے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو کچھ بے نیاز نہیں کر سکے گا" (مختصر سیرۃ الرسول مولفہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی ص ۶۹)

ایسی دعا یا پکار شرک نہیں، کیونکہ حضور انور ﷺ کو معبود سمجھ کر نہیں، محبوب اور محمود سمجھ کر پکارا جا رہا ہے، جب قیامت ہوگی تو حضرت شیخ اور ان کی ذریت بھی اس فریاد اور پکار کو اپنائیں گے، لیکن اس وقت کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا، امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
انہیں مانا، انہیں جانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا،

حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی ساری عمر انبیا کرام علیہم السلام اور اولیا کرام علیہم الرحمہ کی بارگاہ میں فریاد کرنے کو شرک کہتے رہے، لیکن حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ان کی ذریت نے ان کو ہی پکارنا شروع کر دیا، ان کی خدمت میں "دعا" کرنا شروع کر دی اور امت محمدیہ کے کروڑوں "مشرکین" کی صف میں شامل ہو گئے، چند مثالیں پیش خدمت ہیں

(۱)......ان کے ایک عقیدت مند زکی بن صالح الحریول "نم ایھا الباز" کے عنوان

Marfat.com

سے منقبت رقم کرتے ہیں ۔

یــا ایهــا الشیخ جـمـر البیـن یحرقنی
و فـی دمـی مـن هـجیر البـعد اعصـار
ایـن الـوفـود التـی حـطـت رکـا ئبهـا
ببـحــر جـودك يهـوى الـخل و الجـار
یــا ایهــا الیــل قـل لـی عـن مـنـاقبـه
الیــس فـی الـلیـل لـلعبـاد اسـرار
یــا مهبـط الـوحــی صونـی قبـره فلـه
بیــن الـضـلـوع مـصــابیـح وآثــار
نــم...... ایهــاالشیـخ لن تنساك مهجتنا
مــا غــردت فـی ربـوع البیـت اطیـار
نــم...... ایهــاالشیـخ لـن تنساك مهجتنا
مــادام فـی الارض لـلایـمـان انصـار

(امام العصر ص۵۴۹ مطبوعہ ریاض)

۲﴾......ایک عقیدت مند شاعر زاهر بن عواض الالمعی ''الحاضر الغائب'' کے عنوان سے نغمہ زن ہیں ۔

لانك کـا لبـدر الـذی فـی سـمـا ئنـا
تـضـی عـلـومـاً بـا لـحـقیـقة تسطع
وانـت الـنـدی والـحـلـم والعلم والتقیٰ
وانــت لـدورالـعـلـم رکـن ومـرجـع

Marfat.com

وانت لا ربـاب الحوائج مقصد
بطما يسبغ المولیٰ عليك ويوسع
وبعدك من يهدى الطريق بحكمة
و يا سو جراح المسلمين و يجمع
فانت الامام الغذو العالم الذى
به ترعوى مرضى القلوب و ترجع
فياغائباً عنا وان كنت حاضراً
ما ثرك الحلى تلوح وتطلع
سلام عليك الدهر ماذر شارق
وما سح من فقدالا حبة مد مع

(ایضاً ص ۵۴۵)

۳......ایک عقیدت مند خاتون رسمیہ بن فہد نوحہ زن ہے ۔

عليك بالحزن و دع سا بق الحلد
وهل على مثلهٗ يا قلب من جلد
جل المصاب ، فكل الناس فى جزع
والنفس فى وجل والروح فى كبد
مما نخاف وقد اصبحت فى جدث
وغبت فى الترب يا......يا خير مفتقد
شيخاه ما ذا عسانى اليوم قائلة
شيخاه شيخاه شيخاه بلا عدد

Marfat.com

هـل غبـت حقـاً يـا شيـخ اسلتى
تتـرى وصـمتك لم يخطر على خلدى

(ایضاً ص۵۴۲)

۴..... ایک ارادت مند شاعر خالد الحنین زمزمہ پرداز ہے ۔

ولك الـعيـون الـواكـفـات بـدمـعـهـا
ولك الـقـلـوب الـلائـعـات هيـام
يـا طـاهـر الـنفـس الا بية كم روى
عـنك الـزمـان وخـطـت الاقـلام
لك فـى الـجنـان الـخـالدات منـازل
وعـليك مـن رب الـعبـاد سـلام

(ایضاً ص۵۳۷)

۵..... ایک محب صادق ''فقدناک'' کے عنوان سے آزاد منقبت میں لکھتا ہے ۔

فقد ناك

فـقـد نـاك يـا بهـجة الاتـقيـاء
فـقـد نـاك علـمتـنـا كيف نـحيـا
حيـاة بهـا لا يـكـل الـعـطـاء

(ایضاً ص۵۳۲)

۶..... ایک عاشق زار حبیب بن مغلا عرض گزار ہے ۔

لك الـلـه يـا بـدر الشـريعة والهدى
لك الـلـه مـن شيـخ لـه الـقـلب يقبل

Marfat.com

ثمانون عاماً یا امام تتابعت

وانت علی علم الشریعة مقبل

اعزی بك الارض التی منك اقفرت

فباتت یباساً وجهها متحول

اعزیٰ بك الافلاك احمد ضوؤھا

اعزی بك القلب الذی بات یجفل

(ایضاً ص ۵۲۸)

الغرض جس قسم کی دعا اور پکار سے حضرت شیخ سارے مسلمانوں کو روکا کرتے تھے، اس کتاب امام العصر میں ان کے عظیم عقیدت مندوں نے اس کو خوب استعمال کیا ہے، یہ تو چند مثالیں ہیں، اس کتاب میں ہر قسم کے غلو کا شاندار مظاہرہ کیا گیا ہے۔ کچھ القاب ایسے ہیں جن میں در پردہ نبوت کا حامل بھی سمجھا گیا ہے، مثلاً "یا مھبط الوحی" کا اور کیا مطلب اخذ کیا جائے۔ افسوس جن سینکڑوں نجدی علما کے نزدیک "یارسول اللہ" کہنا شرک تھا، وہ اس کتاب میں کس جرأت و جسارت کے ساتھ "یا شیخ یا شیخ" پکار رہے ہیں۔ کسی کی "رگِ توحید" نہیں پھڑکی، کیا یہ طریق کارامت کو اپنے محبوب کی بارگاہ سے دور کرنے کی یہودی سازش تو نہیں؟ کیا امام العصر جیسی کتاب کو پوری عرب دنیا میں مفت تقسیم کرنا اور فضائل رسول ﷺ پر مشتمل ہر کتاب کو تلف کر دینا انگریزی سامراج کے ایجنڈے کی تکمیل نہیں؟ یہ سوچنا پوری اسلامی دنیا کے ذمے قرض ہے۔

انبیا اور اولیا سے مدد طلب کرنا: ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ کوئی مسلمان انبیا اور اولیا کو مستعان حقیقی نہیں سمجھتا، مستعان حقیقی صرف اور صرف اللہ وحدہٗ کی ذات ہے۔ مسلمان انبیا اور اولیا کو مجازی معنوں میں پکارتے ہیں، ان کو عون خداوندی کے

Marfat.com

مظاہر سمجھ کر بلاتے ہیں۔ ان کی امداد کو "باذن اللہ" سے مشروط مانتے ہیں، لہذا اس عقیدے پر شرک کا فتویٰ صادر کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی اور ان کا پورا خانوادہ کسی حاکم اور وکیل، حکیم اور طبیب سے امداد طلب کرنے کو جائز سمجھتا ہے کیونکہ ان کی امداد "ماتحت الاسباب" ہے، انبیا اور اولیا سے امداد حاصل کرنا شرک سمجھتا ہے کیونکہ ان سے امداد طلب کرنا "مافوق الاسباب" ہے، سب سے پہلے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ تقسیم قرآن وحدیث سے ثابت کی جائے، پھر عرض کرتے ہیں کہ حاکم، وکیل اور حکیم اگر اسباب کے ماتحت امداد کرتے ہیں تو کیا مستعان حقیقی کے اذن کے بغیر ہی کرتے ہیں، کیا اُن کو مستعان حقیقی کی دی ہوئی قوت کی ضرورت نہیں، ارے خدا تعالیٰ اسباب کے تحت کسی کو تمہارا مددگار بنا سکتا ہے تو کیا اسباب سے اوپر نہیں بنا سکتا۔ ہمارا عقیدہ دیکھئے کتنا واضح اور توحید کے انوار سے مزین ہے، اسباب کے ماتحت ہو یا مافوق، جو بھی کسی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا اور عنایت سے کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کسی کا چاہا کام نہیں دے سکتا، قرآن حکیم نے دونوں صورتوں کو کھل کر بیان کیا ہے۔ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کا تخت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے لانا کس سبب کے تحت تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تین میل سے چیونٹی کی آواز کو سننا کس ذریعے کا محتاج تھا، خدا تعالیٰ جس کو اپنا محبوب بناتا ہے، اپنی رضا اور خوشنودی کا تاج پہناتا ہے، اور اپنی محبت کی لازوال سند عطا کرتا ہے تو اسے اس جہان اسباب کا حکمران بنا دیتا ہے۔ بقول حضرت اقبال ؎

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں
یہ گنبد افلاک یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ دریا یہ سمندر یہ ہوائیں

Marfat.com

تھیں پیش نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

اللہ کریم نے قرآن پاک میں مسلمان کے تین مددگاروں کا ذکر کیا ہے، انـمـا ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین امنو، بے شک تمہارا مددگار ہے اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے، (سورۃ المائدۃ:۵۵) اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مددگار ہے، اس کا رسول اور ایمان والے اس کی عطا سے مددگار ہیں،

''ولی'' کا معنی قریب ہے، محب ہے، صدیق ہے، دوست ہے، مددگار ہے، (القاموس) ایک اور آیت میں فرمایا، فـان الـلـہ ہـو مـولاہ وجبـریـل وصـالـح الـمـومنین، یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اور جبریل اور نیک مومن اس کے مددگار ہیں، (سورۃ التحریم آیت:۴) یہاں بھی وہی عقیدہ کارفرما ہے، اللہ تعالیٰ مستعان حقیقی ہے اور حضرت جبریل امین علیہ السلام اور نیک مومن اس کے فضل وکرم سے امداد کرتے ہیں، ان کی امداد اس مستعان حقیقی کی امداد ہے بلکہ حضور پرنور ﷺ نے ان سے امداد طلب کرنے کا حکم دیا ہے، حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، ان لـلـہ تـعـالیٰ عباد اختصهم لحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم اولیٰك الامنون من عذاب الله، یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اس نے اپنی مخلوق کی حاجت روائی کے لئے خاص کر رکھا ہے، لوگ گھبرا کر اپنی حاجات ان کے پاس لاتے ہیں، وہ لوگ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں، (طبرانی کبیر، کنز العمال ۶/۳۵۰) حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے روایت لکھی ہے، اذا اراد الـلـہ لعبد خیرا استعمله علیٰ قضاء حوائج الناس، یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے، (شعب الایمان ۶/

Marfat.com

۱۱۷) حضرت امام بخاری، حضرت امام طبرانی، حضرت امام ابو یعلیٰ، حضرت امام بیہقی علیہم الرحمہ نے حدیث لکھی ہے، اطلبو االخیرا (والحوائج) من حسان الوجوہ یعنی حسین چہرے والوں سے بھلائی اور حاجات طلب کرو، (التاریخ الکبیر ا/ ۱۵۷، طبرانی کبیر ۱۱/ ۶۷، مسند ابو یعلی ۴/ ۲۲۳، شعب الایمان ۳/ ۲۷۸، یہ حدیث مبارک مجمع الزوائد ۸/ ۱۹۷، المطالب العالیہ، القاصد الحسنہ ص ۸۳، حلیۃ الاولیا ۳/ ۱۵۶، میں بھی عند حسان الوجوہ کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مزید فرمایا، اطلبو الفضل عند الرحماء من امتی ترز قوا و تفلحوا، میری امت کے رحم کرنے والوں سے فضل مانگو، تم رزق اور فلاح دیئے جاؤ گے، (کنز العمال ۶/ ۵۱۹، المستدرک ۴/ ۳۲۱، طبرانی اوسط ۵/ ۳۲۱) ایک اور نہایت مشہور حدیث ہے، سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا،

> ''جس کسی کی سواری جنگل میں گم ہو جائے تو وہ پکارے یا عباد اللہ احبسوا اے اللہ کے بندو اس کو روک لو، تو اللہ کا کوئی بندہ اسے روک لے گا'' (طبرانی کبیر ۱۰/ ۲۶۷، الاذکار ص ۳۰۴، مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۳۵)

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں،

> ''جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا وہ مدد حاصل کرنا چاہے اور وہ انجان زمین میں ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ پکارے یا عباد اللہ اعینونی، (وفی نسخة اغیثونی) اے اللہ کے بندو میری امداد کرو، ایک نسخے میں ہے کہ میری فریاد کو پہنچو، پس اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو دکھائی نہیں دیتے، اور یہ عمل مجرب ہے، (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰/ ۳۹۰، مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۳۵)

حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ ''عباد اللہ'' کی تشریح میں فرماتے ہیں،

Marfat.com

" المراد بهم الملائكة او المسلمون من الجن او رجال الغيب المسمون با لابدال، اللہ کے بندوں سے مراد فرشتے ہیں، یا مسلمان جن ہیں یا غیبی مرد ہیں جن کو ابدال کہا جاتا ہے،

(الحرز الثمین ص ۱۲۷)

نواب قطب الدین خان مخالفین استمداد کے معتبر عالم ہیں، اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں،

''مراد بندگان خدا سے رجال الغیب ہیں، یعنی ابدال یا ملائکہ، یا مسلمان جنات'' (ظفر الجلیل)

صدیق حسن بھوپالی رقمطراز ہیں،

''اس حدیث میں اس بات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ اس مخلوق سے امداد طلب کرنا بھی جائز ہے، جو دکھائی نہیں دیتی، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے مراد خواہ فرشتے ہوں یا نیک جن، اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسے سواری کے کھسک جانے یا پھسل جانے پر انسانوں سے مدد مانگنا جائز ہے، خود میں ایک دفعہ ہندوستان کے شہر مرزاپور سے جبلپور کی طرف سفر کر رہا تھا، میری سواری ندی میں گر گئی اور اس وقت ندی میں سیلاب تھا، قریب تھا کہ میں سواری سمیت غرق ہو جاتا، یہ حدیث مجھے یاد تھی، میں نے فوراً یہ کلمات کہے (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) میری سواری فوراً ایک بڑے پتھر پر رک گئی، جو اس ندی میں پانی کی لہروں پر بہتا ہوا آ رہا تھا، اور میں غرق ہونے سے بچ گیا، سب تعریف اللہ کے لیے ہے، (نزل الابرار ص ۳۳۵)

Marfat.com

دیو بندی عالم مفتی محمد شفیع کراچوی صاحب لکھتے ہیں،

''اسی طرح غیر مادی اسباب کے علاوہ کسی نبی یا ولی سے دعا کرنے کی مدد مانگنا یا ان کا وسیلہ دے کر براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا روایات حدیث اور اشارات قرآن سے اسکا بھی جواز ثابت ہے، وہ بھی اس استعانت میں داخل نہیں جو صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے، اور غیر اللہ کے لئے حرام و شرک ہے'' (معارف القرآن ۱/۲۲)

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ''وثن وصنم'' نہیں۔ اس کے فضل و کرم سے اس کی کائنات کے مالک و وارث ہیں، ماذون ومختار ہیں، ان سے کسی حاجت کو طلب کرنا، اللہ تعالیٰ کے انعامات کا اقرار ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا، انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ ،اے نبی اللہ نے اس (زید) پر انعام کیا، اور تو نے بھی انعام کیا، اَن اغنھم اللہ ورسولہٗ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا، کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں حاجات لے کر حاضر نہیں ہوتے تھے، کوئی بارش کی دعا کرواتا، کوئی بھوک اور پیاس کا رونا روتا، کوئی بیماری اور لاچاری کی فریاد کرتا، کیا حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مولا، ملجا اور ماویٰ نہیں، کیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کئی بار نہیں فرمایا، ''مانگو'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم و اکرم ﷺ سے دنیا بھی مانگی، آخرت بھی مانگی، ہاں منافق لوگ بارگاہ رسالت سے دور دور رہتے تھے، نہ خود ان سے کچھ طلب کرتے تھے اور نہ لوگوں کو طلب کرنے دیتے تھے، جیسا کہ سورۃ المنافقون میں ان کی خصلتِ بد کا ذکر آیا ہے،

''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ کے پاس تا کہ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں، وہ اپنے سروں کو (انکار کی صورت میں) پھیرتے ہیں، تو ان کو دیکھے گا کہ لوگوں کو بھی

Marfat.com

روکتے ہیں، اور وہ نہایت متکبر ہیں"

اب حضرت شیخ تو چلے گئے، ان کی ذریت کو دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اقدس ﷺ کو اپنی مخلوق کے لئے وسیلہ بنایا ہے، لہذا اس سے بے نیاز ہو کر وہ کیا حاصل کر سکیں گے، اس روش سے باز آنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ حضور پر نور ﷺ کی رضا، اللہ کی رضا ہے، حضور پر نور ﷺ کی عطا اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے، حضور فرمار ہے ہیں ادعوا الی الله میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اللہ فرمارہا ہے، اذ اظلموا انفسهم جائوك، جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب تیرے پاس آ جائیں، گویا حضور ساری مخلوق کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ ساری مخلوق کو حضور پر نور ﷺ کا دروازہ دکھاتا ہے، گویا رسالت کا تقاضا ہے کہ انسان کو عرفان خدا کی منزل سے آشنا کیا جائے اور عرفان خدا کا تقاضا ہے کہ بارگاہ رسالت تک رسائی حاصل ہو جائے، کیونکہ اس کے بغیر یہ گوہر مراد کسی صورت ہاتھ نہیں آ سکتا۔ پھر فرق کیا ہوا، کیوں شرک شرک کی رٹ لگا رکھی ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

ہاں، ہاں! حضور پر نور ﷺ کی بیعت، اللہ کی بیعت ہے، حضور پر نور ﷺ کا ہاتھ، اللہ کا ہاتھ ہے حضور پر نور ﷺ کی محبت، اللہ کی محبت ہے، حضور پر نور ﷺ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے، حضور پر نور ﷺ کا مارنا، اللہ کا مارنا ہے، حضور پر نور ﷺ کا بچانا، اللہ کا بچانا ہے، حضور پر نور ﷺ کا امداد کرنا، اللہ کا امداد کرنا ہے، نادانو! جو قادر مطلق حضرت جبریل، میکائیل عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے ذریعے امداد کرے تو شرک نہیں ہوتا، اگر اپنے سب سے بڑے محبوب مکرم حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی

Marfat.com

آل واصحاب اور آپ کی ملت کے اولیا اور علما کے ذریعے امداد کردے، تو کیسے شرک ہوگا، یہ سب کے سب اللہ کی جماعت ہیں، اللہ کی جماعت ہی غالب ہے، کار آفرین ہے، کیا کوئی مفلوک الحال اللہ کی جماعت سے امداد طلب نہ کرے، اللہ نے اپنی جماعت کو اپنی مخلوق کی مشکل کشائی کے لئے پیدا کیا ہے۔اور اس جماعت کو" اولوا الایدی والابصار" یعنی ہاتھوں والے اور آنکھوں والے قرار دیا۔اس جماعت کے دیکھنے، سننے، پکڑنے، چلنے، کلام کرنے کو اپنے ساتھ منسوب کیا ہے، جیسا کہ حدیث بخاری فکنت سمعه الذی یسمع به .... سے ثابت ہے۔اور اس جماعت کی دشمنی کو اپنی دشمنی اور دوستی کو اپنی دوستی ظاہر کیا ہے، اس جماعت کی ہر طلب اور ہر سوال کو پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے، اس جماعت کے پاس جانے اور اس جماعت کی سنگت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، بلکہ ان کے ساتھ اپنی خاص معیت کا اعلان کیا ہے۔لہذا کوئی انسان مسلمان توحید کے بارے میں صحیح عقیدہ رکھ کر "یارسول اللہ" کہدے تو کوئی فتویٰ صادر نہیں کرنا چاہئے، حضور نبی کریم ﷺ اللہ کی رحمت بن کر آئے ہیں، کیا اللہ کی رحمت کو بھی نہ پکارا جائے؟ اللہ کے عذاب کو پکارا جائے ؟

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حضرت شیخ نے عامۃ المسلمین پر جوتین الزامات عائد کئے تھے، ان کا تحقیقی جائزہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا، یہ الزامات دراصل انکی خود ساختہ توحید کا کرشمہ تھے، مسلمان ان کی اس مراد سے بری الذمہ ہیں جو حضرت شیخ کے ذہن نارسا میں کھلبلا رہی ہے، اے اللہ کریم عقل سلیم کی دولت عطا فرما اور عالم اسلام کو ان کفر ساز مشینوں سے محفوظ فرما،

Marfat.com

……چند آیات کی درست تفسیر……

حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی عام مسلمانوں پر مذکورہ صدر تین الزامات عائد کر کے ان کی تردید میں کچھ آیات قدسیہ بھی بیان کرتے ہیں، آیئے ان آیات قدسیہ کی درست تفسیر نقل کر کے اللہ کریم کے حضور سرخروئی حاصل کریں،

اللھم اھدنا الصراط المستقیم

……1……

اللہ کریم نے مشرکین کا قول بیان کیا ہے، ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھوء لا شفعا ونا عند اللہ ، یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع ،اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں، (سورۃ یونس:۱۸)

حضرت شیخ نے اس آیت مبارکہ کے حکم میں انبیا اور اولیا کو بھی داخل کر دیا ہے، حالانکہ ہم مسلمان کسی بھی نبی اور ولی کی عبادت نہیں کرتے ، ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، اسے ہی بالذات نفع ونقصان کا مالک جانتے ہیں۔ پھر انبیا اور اولیا کو اس زمرے میں شامل کرنا کتنی بڑی جرأت وجسارت ہے، یہ آیت کریمہ بتوں، نمرودوں اور فرعونوں کے رد میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی عبادت کرنے والے ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور کس طرح سفارشی بنائیں گے، کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام دیا ہے۔ باقی رہ گیا انبیا اور اولیا کا سفارش اور شفاعت کرنا تو یہ قرآن وحدیث کی قطعی اور متواتر نصوص سے ثابت ہے اور علمائے امت کے اقوال سے مبرھن ہے،

……فرمایا، اور بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ

Marfat.com

گے، (سورۃ الضحیٰ آیت:۵)

...... فرمایا، عنقریب تمہارا رب تمہیں ایسا مقام دے گا جہاں سب مخلوق تمہاری حمد کرے، (سورۃ بنی اسرائیل آیت:۷۹)

...... فرمایا، اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارے ہوتے ہوئے ان کو عذاب میں مبتلا کرے، (سورۃ الانفال آیت:۳۲)

...... فرمایا، اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیا آیت ۱۰۷)

...... فرمایا، قیامت کے دن سب دوست آپس میں دشمن ہوں گے، مگر پرہیز گار نہیں، (سورۃ الزخرف آیت:۶۷)

...... فرمایا، قیامت کے روز میں محمد مصطفیٰ تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا، (مسلم ۲/ ۲۴۵)

...... فرمایا، میں لوگوں کا شفیع ہوں گا جب ان کو روک دیا جائے گا، (مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

...... فرمایا، سب انبیا کرام علیہم السلام میرے پرچم تلے ہوں گے، (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

...... فرمایا، اے محبوب! ہم عنقریب تمہیں امت کے بارے میں راضی کر لیں گے، (مسلم ۱/ ۱۱۳)

...... فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام سمیت سب کی سب مخلوق میری طرف رغبت اختیار کرے گی، (مشکوٰۃ ص ۱۹۲)

خلیل ونجی، مسیح وصفی سبھی سے کہی، کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری، کہاں سے کہاں تمہارے لئے

...... فرمایا، دوزخیوں کو صف در صف کھڑا کیا جائے گا، ان کے پاس سے جنتی آدمی گزرے گا، ایک دوزخی اسے کہے گا، آپ مجھے پہچانتے نہیں، میں نے آپ کو پانی پلایا تھا، دوسرا دوزخی کہے گا، آپ مجھے پہچانتے نہیں، میں نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا، پس وہ

Marfat.com

جنتی ان کے لئے سفارش کر کے جنت میں داخل کر دے گا، (ابن ماجہ ص ۳۶۲، مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

انبیا کرام علیہم السلام اور اولیا کرام علیہم الرحمہ کی شفاعت تو زبردست دلائل سے ثابت ہے اور ان کو شفاعت کا اختیار اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، من ذالذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ یعنی کون ہے جو اللہ کے روبرو شفاعت کرے گا مگر اس کے حکم سے (سورۃ البقرہ: ۵۲)

حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں،

''اس (آیت) میں مشرکین کا رد ہے، جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت کریں گے، انہیں سنا دیا گیا کہ کفار کے لئے شفاعت نہیں، اللہ کے حضور ماذونین کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا، اور اذن والے صرف انبیا ملائکہ اور مومنین ہیں'' (حاشیہ خزائن العرفان ص ۷۶)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے، لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدا، یعنی اللہ کے حضور شفاعت وہی کرے گا جس نے اللہ سے عہد لیا ہے، (سورۃ مریم: ۸۷) اور فرمایا و لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ فرشتے اسی کی شفاعت کریں گے جس پر اللہ راضی ہوگا (سورۃ الانبیاء: ۲۸) اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات قدسیہ ہیں جن سے یہ عقیدہ اخذ ہوتا ہے کہ انبیا اور اولیا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور عہد و عظمت کی بدولت، گنہگار مسلمانوں کی شفاعت کریں گے، جن آیات میں شفاعت کی نفی ہے، ان میں کفار و مشرکین کی شفاعت کی نفی ہے، فرمایا ولم یکن لھم من شرکاءِ لھم شفعا اور ان کے شریکوں میں کوئی ان کا شفاعت گزار نہیں، اور فرمایا لیس لھم من دونہٖ ولی ولا شفیع، اللہ کو چھوڑ کر کفار کا کوئی مددگار اور شفاعت گزار نہیں، اور فرمایا فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین، کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہ دے گی، اور فرمایا فما لہ من قوۃ ولا ناصر، کافر کے لئے کوئی قوت اور کوئی مددگار نہیں، اس

Marfat.com

مضمون کی آیات قدسیہ بھی کافی تعداد میں وارد ہیں، جن سے عقیدہ اخذ ہوتا ہے کہ اللہ کے باغیوں اور دشمنوں کا کوئی پرسان حال نہیں، اب ایسی آیات قدسیہ کی تلاوت کر کے عامۃ المسلمین کو مشرک و کافر قرار دینا اور انبیا اور اولیا کو بے اختیار قرار دینا قرآن کے ساتھ ظلم عظیم ہے، حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو معلوم ہونا چاہیے کہ فقہائے اسلام نے منکر شفاعت پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے، جیسا امام طحطاوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے، فلا تجوز الصلاۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی ﷺ لا نہ کافر یعنی نبی اعظم واقدس ﷺ کی شفاعت کے منکر کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ کافر ہے (رد المختار ۱/ ۴۱۵) حضرت مولانا عبد العلیم لکھنوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ منکر شفاعت کی امامت درست نہیں، (قمر الاقمار علی حاشی نور الانوار ص ۲۴۷) عامۃ المسلمین اسی لئے اہل نجد کی امامت پر معترض ہیں کہ ان کے نزدیک انبیا اور اولیا کی شفاعت برحق نہیں اور وہ بتان و اوثان کے رد میں نازل ہونے والی آیات کو ان مقدس شخصیات پر چسپاں کرتے ہیں، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

<u>**ایک لطیفہ**</u>: احقر راقم السطور جب مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا تھا، اس دوران ایک ''شیخ نجدی'' مسجد نبوی کے نورانی ماحول میں مذکورہ صدر آیت پڑھ کر کہنے لگا، رسول اللہ ﷺ کوئی نفع نہیں دیتے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں، عجیب لطف کی بات یہ تھی کہ جس ''مولوی صاحب'' کی کتاب سے وہ یہ عبارت پڑھ رہا تھا، اس کا نام تھا ''شیخ محمد نافع''، یعنی نفع دینے والا بزرگ، گویا اس گستاخ کے اس انداز فکر پر عقل ماتم کر رہی تھی کہ اگر تمہارا مولوی ''نافع'' ہو سکتا ہے تو اللہ کا سب سے بڑا رسول کیوں نافع نہیں۔ کاش اس کو خبر ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آنے والے نفع و نقصان نہیں دے سکتے، اس کے برگزیدہ بندے تو سراپا نفع ہیں، فرمان مصطفےٰ ﷺ ہے، خیر الناس من

Marfat.com

ینفع الناس تم میں بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو نفع دیتا ہے۔

﴿......2......﴾

حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی نے ایک یہ آیت کریمہ بھی نقل کی ہے،

والذین اتخذوا من دونہ اولیا ما نعبد ھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی، رہے وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے فعل کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں، (سورۃ الزمر:۳)

یاد رہے کہ قرآن پاک کی تفسیر قرآن پاک اور حدیث پاک کی روشنی میں کرنی چاہئے، قرآن پاک نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ کفار نے اللہ کو چھوڑ کر شیاطین کو اولیا بنا رکھا تھا، فرمایا انھم اتخذوا الشیطین اولیا من دون اللہ و یحسبون انھم مھتدون، (سورۃ الاعراف:۳۰) ایک ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیاطین کو اولیا بنانا اور ان کی عبادت کرنا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھنا، دوسرا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر انبیا اور صالحین کو اولیا بنانا، اور ان کی اطاعت کرنا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ سمجھنا، خدارا انصاف کا دامن پکڑ کر دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ان دونوں نظریوں میں کوئی فرق نہیں؟ پہلا نظریہ شرک کا پیش خیمہ ہے اور دوسرا نظریہ توحید کا نمونہ ہے۔ پہلے نظریے کے رد میں اترنے والی آیت کو کس طرح دوسرے نظریے کی تردید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

شیاطین اور صالحین میں فرق ہے، عبادت اور اطاعت میں فرق ہے، مشرکین اور مسلمین میں فرق ہے، خدا کے غضب اور ادب میں فرق ہے۔ کیا ہر چیز کو ایک ہی حکم میں رکھنا اور مراتب کا خیال نہ کرنا شدید ناانصافی نہیں، سمجھئے اور خوب سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کی عبادت کا کیا حکم دیا ہے۔ اور پھر ان کی عبادت کو اپنی قربت کا کب ذریعہ

Marfat.com

قرار دیا ہے، لہذا یہ نظریہ سراسر باطل ہے، اس پر عمل پیرا ہونے والا مشرک ہے جبکہ دوسری طرف اس نے صالحین کی اطاعت کا حکم دیا ہے، فرمایا، واتبع سبیل من انا ب الی ، اس کی اتباع کرو جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر ان کی اطاعت کو اپنی قربت کا وسیلہ قرار دیا ہے، فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلہ ، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، لہذا یہ نظریہ سراسر برحق ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے والا مومن کامل ہے۔ افسوس حضرت شیخ اور ان کے ارادت منداس بنیادی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے گمراہی کے قعر عمیق میں گر چکے ہیں، آیئے قرآن پاک سے پوچھئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کرنے والے، ان کو اللہ تعالیٰ سے دور سمجھ کر بتوں اور باطل معبودوں پر قیاس کرنے والے کون ہیں، فرمایا،

> ''اور وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کر دیا جائے اور کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے درمیان کوئی راہ نکالیں، یہی ہیں ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' (سورۃ النساء: ۱۵۰ تا ۱۵۱)

<u>شیخ ابن باز کی ایک اور ناانصافی</u>: حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی نے اپنے مقالے ''صحیح اسلامی عقیدہ'' میں ایک اور ناانصافی کا ارتکاب کرتے ہوئے لکھا ہے،

> ''بعض اہل تصوف و باطنیت کا ان کے مزعومہ اولیا کے متعلق یہ عقیدہ بھی سراسر خلاف حق ہے کہ وہ تدبیر کائنات اور دنیا کے انتظامات میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹاتے ہیں، وہ اپنے معبودوں کو قطب،

Marfat.com

وتد، غوث اور دوسرے خودساختہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں یہ بدترین شرک ہے اور حق تو یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کے شرک سے بھی بدتر ہے۔ (عقیدۃ المسلم ص ۵۹)

اب اس ناانصافی کا کیا جواب دیا جائے، کاش شیخ ابن باز کو چشم باز نصیب ہوتی تو وہ دیکھتے کہ یہاں وہ امت مسلمہ کے بڑے بڑے اولیا اور صوفیا پر تیراندازی کا ارتکاب کر رہے ہیں، جنھوں نے شب و روز اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیا اور رسول کریم ﷺ کی محبت و اطاعت میں سرگرم عمل رہے، کوئی مسلمان، کوئی صوفی، کوئی عابد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا، کسی ولی کو غوث، قطب اور وتد کہنا اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کے مترادف نہیں، ہم حضرت شیخ اور ان کی ذریت سے سوال کرتے ہیں کیا قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے رؤف، رحیم، سمیع، بصیر، عزیز و کریم، نصیر، جواد، وارث، خیر المنزلین، سید، مولا، ولی، شفیع، ظہیر، حتی کہ رب جیسے اسماء استعمال نہیں کیے، کیا غوث، قطب، وتد، داتا، جیسے الفاظ مذکورہ قرآنی اسماء سے زیادہ ''موجب شرک'' ہیں۔۔ جب عامۃ المسلمین کا عقیدہ ہے کہ ہر شان و کمال کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس کے بندے اس کی رضا اور عطا کے مطابق کسی شان و کمال کے مالک ہیں، ایک صاحب کہنے لگا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا شرک ہے، میں نے کہا پھر اُن کو ''علی'' کہنا بھی شرک ہے کیونکہ حقیقت میں ''علی'' اس قادر مطلق کا نام ہے۔ اس شرک میں تم بھی بری طرح مبتلا ہو، حضرت شیخ کا اسے شرک قرار دینا بلکہ دور جاہلیت کے شرک سے بدترین شرک قرار دینا بدترین ناانصافی ہے، مشرکین عرب تو اپنے اصنام و اوثان کو عبادت کے لائق سمجھتے تھے، جن کو اللہ تعالیٰ نے کوئی کمال نہیں دیا تھا، انہیں باکمال تصور کرتے تھے، وہ ان اندھوں کو بینا، بہروں کو شنوا اور بے

Marfat.com

زبانوں کو زبان آور خیال کرتے تھے، ادھر اہل اسلام انبیا اور اولیا کو خداداد کمالات کا حامل سمجھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی پوجا نہیں کرتے، پھر ان اہل اسلام کو اہل اصنام سے بدترین کہنے والا کس طرح فلاح یاب ہوسکتا ہے، باقی رہ گیا انبیا اور اولیا کا تدبیر کائنات اور دنیا کے انتظامات میں ہاتھ بٹانا، تو یہ وحشت ناک نظریہ حضرت شیخ کا الزام ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں، سب اس بے نیاز مطلق کے محتاج ہیں، وہ تنہا سب پر غالب ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، ہاں جب وہ غالب وقادر اور قاہر وجابر اپنے برگزیدہ بندوں سے خوش ہوتا ہے تو انہیں اپنی کائنات کا وارث بناتا ہے، مہر وماہ کو ان کے لئے مسخر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔

۞...... ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکران الا رض یرثھاعبادی الصالحون، اور بے شک ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہیں۔

(سورۃ الانبیاء:۱۰۵)

۞...... لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم ،ان کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہوتیں، اور یہی تو بڑی کامیابی ہے، (سورۃ یونس:۶۴)

۞...... نحن اولیاء کم فی الحیوۃالدنیا و فی الا خرۃ ولکم فیھاما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون، ہم دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے مددگار ہیں، اور تمہارے لیے اس میں ہر چیز ہے جسکو تم پسند کرو اور جس کو تم طلب

Marfat.com

کرو، (سورۃ حم سجدہ آیت ۳۲)

۞...... وقالوا الحمدلله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنة حیث نشاء فنعم اجرا لعاملین، اور بولے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جس نے ہمارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا، اور ہمیں زمین کا وارث بنایا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنائیں، پس نیک عمل کرنے والوں کے لیے بہترین ثواب ہے (سورۃ الزمر آیت ۷۴)

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو کائنات میں اپنی خلافت و وراثت سے سرفراز فرمایا ہے۔ کیا وارث اپنی وراثت میں متصرف و مختار نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے اُن کو رحمت ورافت، سماعت و بصارت، تصرف وقدرت، عزت وکرامت، عظمت ومنزلت، حفاظت وامانت اور وجاہت وسیادت عطا فرمائی ہے، اُن کو دیکھنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لے آتا ہے۔ ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی دشمن اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو اپنی طرف منسوب کرے تو اس کو جلال آتا ہے۔ جبکہ اسکا کوئی محبوب اس کے کسی کام کو اپنی طرف منسوب کرے تو اس کو پیار آتا ہے۔ جیسا کہ نمرود نے کہا ''اُحی واُمیت'' میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ کو جلال آیا، کیونکہ اس نے اپنے دشمن کو یہ قوت وعظمت عطا نہیں کی تھی، یہی بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی ''اُحی الموتی باذن اللہ'' میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ کو پیار آیا، معلوم ہوا جو سلوک شریکوں سے کیا جاتا ہے وہ حبیبوں سے نہیں کیا جاتا۔ فرشتگان نور اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف امور سرانجام دینے کے لیے مقرر فرمایا ہے ''والمدبرات

Marfat.com

امــــراً" اُن کی شان میں وارد ہے، کوئی رزق کی تقسیم پر مقرر ہے، کوئی رحم مادر میں تصویر بنانے پر مقرر ہے۔ کوئی موت کا فرشتہ ہے، کوئی حساب لینے پر کمر بستہ ہے، کوئی قیامت برپا کرنے کے لیے کھڑا ہے، کوئی ثواب دینے اور عذاب نازل کرنے پر آمادہ ہے، ان سب کے اجتماعی کاموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و عظمت کے ساتھ منسوب کیا ہے کیونکہ فعال حقیقی اور موثر حقیقی تو ہر حال میں اُسی کی ذات اعلیٰ صفات ہے۔ فرشتے تو اس کے حکم کے پابند ہیں ۔ اب کوئی نادان یہ الزام لگا دے کہ مسلمانوں کے عقیدے میں فرشتے تدبیر کائنات اور انتظامات میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹاتے ہیں،، تو یہ اس کی اپنی گمراہ کن سوچ ہے ،مسلمان اس سوچ سے بری ہیں۔ پھر حضرت شیخ بھی فرشتگانِ نور کے مذکورہ کمالات و برکات کو تسلیم کرتے ہیں، ہمارا سوال ہے کہ وہ قادر کریم اگر اپنے انبیا اور اولیا کو منصب خلافت اور مسند وراثت پر فائز فرما کر اپنی کائنات میں تصرف کی اجازت عطا کر دے تو کیسے شرک ہوگا ،اور اس تصرف کو ماننے والے کیسے مشرک ہوں گے، کیا فرشتگانِ نور کا اختیار، انبیا اور اولیا کے اختیار سے زیادہ عالی شان ہے۔ اگر فرشتے سورج کے غروب میں اہم کردار ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم، نائب محتشم، مظہر کامل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اُس کے غروب کو طلوع میں بدلنے کا اختیار کیوں نہیں استعمال کر سکتے ، یہ الگ بات ہے کہ اُن کا غروب کرنا اور ان کا طلوع کرنا سب اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی کے تابع ہے۔ وہاں بھی اس کی قدرتوں کا ظہور ہے، یہاں بھی اس کی قدرتوں کا ظہور ہے، اُس کا اقرار اور اس کا انکار کسی مسلمان کے شایان شان نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیا اور اولیا کے عطائی تصرفات کا ذکر فرمایا ہے، اُن کے معجزات اور کرامات کو بیان کیا ہے۔ اہل اسلام بھی وہی کچھ بیان کرتے ہیں، جو اُن کے پروردگار نے بیان کیا ہے، اہل اسلام جب کسی ولی کامل کو

Marfat.com

غوث، قطب، ابدال، وتد، مجدد، کے ناموں سے پکارتے ہیں تو اُنہیں فیض خدا کا وسیلہ سمجھ کر پکارتے ہیں، ذرا ٹھنڈے دل ودماغ سے ان احادیث مبارکہ پر غور کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۞......ان اللہ لیدفع بالمسلم الصالح عن ما ئۃ اھل البیت من جیرانہ البلاء، بے شک اللہ تعالیٰ نیک مسلمان کے ذریعے اس کے ہمسائے سو گھروں سے عذاب اٹھالیتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۸/ ۱۶۷، کنز العمال ۹/ ۵)

۞...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، میں زمین پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہوں، جب میں میرے گھر آباد کرنے والے، میرے لئے باہم پیار کرنے والے، اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں تو اپنا عذاب پھیر لیتا ہوں، (شعب الایمان ۶/ ۵۰۰، کنز العمال ۷/ ۵۷۹)

۞...... جو آدمی ہر روز سب مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگے، کان من الذین یستجاب بھم و یرزق بھم اھل الارض، وہ ان لوگوں میں ہو جاتا ہے، جن کی دعا قبول ہوتی ہے، اور جن کے وسیلے سے اہل زمین کو رزق نصیب ہوتا ہے،

(کنز العمال ۱/ ۴۷۶)

۞...... الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض بھم تمطرون و بھم تنصرون، میری امت میں تیس ابدال ہیں، انہیں کی بدولت زمین قائم ہے، اس کے وسیلے سے تم پر بارش نازل ہوتی ہے اور ان کے وسیلے سے تمہیں امداد دی جاتی ہے،

Marfat.com

(طبرانی فی الکبیر بسند صحیح، کنز العمال ۱۲/ ۱۸۶، مجمع الزوائد ۱۰/ ۶۶، مصنف عبد الرزاق ۱۱/ ۲۵۰، الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۴۱)

﴾...... زمین ہرگز تیس (اولیا) سے خالی نہ ہوگی کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مظہر ہوں گے، بھم تغاثون وبھم ترزقون وبھم تمطرون، ان کے وسیلے سے تمہاری فریادسنی جائے گی، تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہیں بارش سے نوازا جائے گا، (طبرانی بسند حسن، مجمع الزوائد ۱۰/ ۶۶، کنز العمال ۱۲/ ۱۸۷)

حضرت شیخ اوران کی ذریت ان ارشادات پر خوب غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو احسن تقویم بنایا ہے اور اپنی نیابت وولایت کے اعلیٰ منصب پر متمکن کیا ہے، انکی نگاہوں کے سامنے اپنی مخلوقات کے اسرار فاش کردیئے ہیں، وہ ارضی وسماوی ملکوت کا مشاہدہ کررہے ہیں، ذرا غور کریں، دوآدمی کھڑے ہیں، ایک کے پاس خورد بین ہے اور دوسرے کے پاس نہیں، کیا کائنات کے مشاہدے میں دونوں برابر ہوں گے، نہیں ہرگز نہیں، خوردبین والا تو باریک سے باریک مخلوق کو دیکھ رہا ہوگا، اگر پھر وہ ''دوربین'' لگا کر دیکھے تو اربوں میل کے فاصلوں پر پھیلی ہوئی کائنات کے ایک ایک سیارے اور ستارے کو ملاحظہ کررہا ہوگا، جبکہ جس کے پاس یہ سائنسی آلات نہیں، وہ بیچارا اپنی محدود نظر سے اپنے گردوپیش کو دیکھتا ہوگا، جس کے ہاتھ میں ''مادی اسباب'' آجائیں، اس کی نگاہ تو اتنی تیز ہوجائے اور جس کے پاس روحانی اسباب ہوں اور نبوت وولایت کے کمالات ہوں، وہ کچھ نہ دیکھ سکے اور کچھ نہ کرسکے، حیرت ہے اس فلسفہ خام پر اور فکر ناتمام پر، اللہ تعالیٰ نے روحانی کمالات والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا،

''ہم نے (داؤد وسلیمان) دونوں کو حکم اور علم عطا فرمایا، اور داؤد

Marfat.com

کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے اور یہ
ہمارے کام تھے، اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھا دیا کہ
تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے، تو کیا تم (اللہ کا) شکر ادا کرو گے،
اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی اس
زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے، اور ہم کو ہر چیز
معلوم ہے'' (سورۃ الانبیاء: ۷۹ تا ۸۱)

ان آیات نے بتایا کہ محبوبان خدا کے لئے ہوا بھی مسخر ہوگئی، لوہا بھی نرم ہو گیا، پہاڑ بھی تسبیح خواں بن گئے، پرندے بھی نغمہ سرا ہو گئے، وہ حکم اور علم کے سرچشمے بن گئے، یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ مزید شان عبدیت اور عطائے الوہیت کا مشاہدہ کریں، فرمایا،

۞...... ''اور سلیمان داود کا وارث ہوا، اور کہا اے لوگو، ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے، اور ہر چیز سے ہمیں (حصہ) عطا ہوا ہے، بے شک یہ (اللہ کا) فضل مبین ہے، اور سلیمان کے لئے جنوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے، تو وہ رو کے جاتے تھے..........
سلیمان نے کہا اے درباریو تم میں سے کون ہے جو اس (بلقیس) کا تخت میرے حضور لے آئے اس سے پہلے کہ وہ (خود) میرے پاس اطاعت گزار بن کر آئے، ایک عفریت جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس لاؤں گا قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں، اور میں بیشک اس پر قوت والا اور امانت دار ہوں، پھر اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا، میں اسے آپ کے حضور حاضر کر دوں گا، آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے۔ پھر جب سلیمان نے تخت کو

Marfat.com

اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا، یہ (قوت وتصرف) میرے رب کے فضل سے ہے۔ (سورۃ النمل آیت: ۱۶، ۱۷، ۳۸، ۴۰)

۞......(حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں) میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً اللہ کے حکم سے اڑنا شروع ہو جاتی ہے، اور میں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو شفا دیتا ہوں، اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے، اگر تم ایمان دار ہو، (سورۃ ال عمران: ۴۹)

۞......اور جب ابراہیم نے عرض کی، اے میرے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے زندہ کرتا ہے، فرمایا کیا تجھے یقین نہیں، عرض کی یقین کیوں نہیں، مگر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے، فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے، پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں آواز دے تو وہ تیرے پاس پاؤں سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے، اور جان رکھ کہ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے، (سورۃ البقرہ: ۲۶۰)

یہ تمام آیات مبارکہ اپنی تفسیر آپ ہیں، اس مضمون کی اور بھی متعدد آیات محبوبان خدا کے خداداد کمالات ومعجزات کی دہائی دے رہی ہیں، حضرت شیخ اور ان کی ذریت ان کمالات ومعجزات کو خدا تعالیٰ کا فضل وکرم سمجھتی ہے یا تدبیر کائنات اور دنیا کے انتظامات میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹانا تصور کرتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے علوم واسرار،

Marfat.com

حضرت مریم کے تصرفات، حضرت ذوالقرنین کی ارضی سیاحت، اصحاب کہف کی وجاہت، حضرت صالح، حضرت ہود، حضرت موسیٰ، حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات کو بھی سامنے رکھ کر جواب دیا جائے، یہ سب داستان فضل اللہ تعالیٰ نے خود بیان کی ہے، کیا یہ مقدس لوگ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں یا اسکی عطا کردہ قوتوں کو اسکے منشا کے مطابق استعمال کر رہے ہیں، پھر جب حضور تاجدار انبیا، شہسوار لا مکاں، باعث تخلیق کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ کی امت کے اولیا کرام کی کرامات کی بات آئے تو حضرت شیخ اور ان کی ذریت پر کیوں نہ غشی کے دورے پڑنا شروع ہو جائیں گے،

ایک اور انداز فکر: اب ہم اپنے ان سادہ دل احباب سے مخاطب ہیں کہ نجدی افکار سے اتنی جلدی متاثر ہو جانا آپ کے شایان شان نہیں، صرف اتنا ہی سوچ لینا چاہئے کہ ایک طرف ہزاروں صوفیا، اولیا، علماء، فقہا، نے قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح بیان کی ہے اور دوسری طرف یہ چند سر پھرے لوگ ہیں، کیا یہ ان عظیم شخصیات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں، اندھا انسان اور بینا انسان برابر نہیں، نیکی اور بدی برابر نہیں، کہاں شیخ ابن باز اور کہاں دہلی، بغداد، اجمیر، بخارا، لاہور، سرہند، علی پور اور شرقپور کے شہباز، روحانیت کے ان علمبرداروں نے غوثیت، قطبیت، ابدالیت، مجددیت، قیومیت کے مقام بیان کئے ہیں۔ تو ضرور ان میں صداقت ہے، حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو انبیا کرام علیہم السلام کا وارث قرار دیا ہے، یہ نسبت سرکار سے صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے مقام پر فائز ہیں۔ قرآن پاک فرماتا ہے، "والذین اوتو العلم درجا ت" اہل علم کو درجات سے نوازا گیا ہے، (سورۃ المجادلہ:۱۱) ان درجات کی انہیں خبر ہو گی جو ان پر فائز المرام ہوں گے، کسی محروم کو کیا معلوم کہ عرفان خدا کے کیا نظارے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے

Marfat.com

والوں کو کن مقامات پر متمکن فرماتا ہے۔ ایک شخص نے لاہور دیکھا نہیں تو راستے کے ہر مقام کا انکار کرتا پھرے تو لاہور دیکھنے والے اس کا مذاق اڑائیں گے، آیئے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ جیسے محسن اسلام کے افکار نقل کرتے ہیں، آپ کی ہمہ گیر شخصیت کو تمام مکاتیب فکر کے نزدیک ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

۞......قطب ابدال ان فیوض و برکات کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے جو عالم کے وجود اور اس کی بقا سے تعلق رکھتے ہیں، قطب ارشاد ان فیوض و برکات کے پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے جو دنیا کے رشد و ہدایت سے تعلق رکھتے ہیں، لہذا پیدائش، رزق رسانی، ازالہ بلیات، بیماریوں کو دور کرنا، صحت و عافیت کا حصول وغیرہ امور قطب ابدال کے مخصوص فیوض سے تعلق رکھتے ہیں، اور ایمان و ہدایت، توفیق حسنات، گناہوں سے رجوع و توبہ وغیرہ قطب ارشاد کے فیوض کا نتیجہ ہے۔ قطب ابدال ہمہ وقت کام میں مشغول رہتا ہے۔ اس سے دنیا کے خالی ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سے دنیا کا انتظام وابستہ ہے، اگر اس قسم کے قطب میں سے کوئی قطب وفات پا جائے تو اس کی جگہ دوسرا مقرر ہو جاتا ہے، لیکن قطب ارشاد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہمہ وقت موجود ہو، ایک وقت ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا ایمان و ہدایت سے بالکل خالی ہو جائے۔ (معارف لدنیہ ص ٦٦)

۞......قطب ارشاد جو فردیت کے کمالات کا جامع ہوتا ہے، بہت ہی کم پایا جاتا ہے صدیوں اور زمانوں کے بعد ایسا جوہر کامل ظاہر ہوتا ہے اور یہ تاریک دنیا اس کے نور سے منور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

اور اس کی ہدایت وارشاد کا نور ساری دنیا کو محیط ہو جاتا ہے، عرش کے دائرے سے زمین کے مرکز تک جس کو بھی رشد و ہدایت اور ایمان وعرفان کی دولت میسر آتی ہے، اسی کے واسطے سے حاصل ہوتی ہے، اور اسی کی ذات سے مستفاد ہوتی ہے، اس کے واسطے کے بغیر کوئی شخص بھی اس دولت تک رسائی نہیں پا سکتا، (مبدا معاد ص ۴)

۞...... میں تو کہتا ہوں کہ حقیقت میں اللہ والوں کا وجود بذات خود کرامت ہے، اور ان کا لوگوں کو خدا کی طرف بلانا، خدا کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے، اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، یہ لوگ زمین والوں کے لئے امان اور زمانے کے لیے غنیمت ہیں، بھم یرزقون و بھم یمطرون، ان کی گفتگو دوا اور ان کی نظر شفا ہے، یہ لوگ اللہ کے ہم جلیس ہیں، یہ لوگ وہ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا، اور ان سے دوستی رکھنے والا نامراد نہیں رہتا، (مکتوب ۱۲۳، دفتر سوم)

ہمارا بھی ایک سوال ہے: حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی اور ان کی ذریت کے مطابق غوث، قطب اور وتد وغیرہ کہنا شرک جلی ہے، اور قرآن وحدیث سے ثابت نہیں تو ہم بھی ایک سوال کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں، حضرت شیخ کو ان کے ارادت مندوں نے مہبط وحی کے اترنے کی جگہ، وحید فی الدعوۃ، دعوت میں یکتا انسان، مقصود الجوانب، تمام سمتوں کا مقصود، مہبط حکمت، مطلع انوار، بحر فی العلم الشرعی، مرجع الامہ الموجہ، المعلم، المربی، المرشد، العالم الجلیل، یا خیر قدوۃ، جرو قائد، الامام المبجل، سید العلم، شیخ المشائخ، امام فی التقویٰ، امام العلماء،

Marfat.com

۞......امام العصر، بازیۃ الدھر، رئیس ھیئۃ کبار العلما ،موکب الدعوۃ والدعاۃ مصاب جلل وخطب عظیم، الامام العلامۃ، عالم الامۃ، واستغنی عن دنیانا، قدوۃ فی سلوکہ، علامۃ الجزیرہ وفقید الأمۃ، حسن العزاء، العصامی الزاھد، الرحیل الاخیر، الحاضر الغائب، قلعۃ العلم، الرجل القمہ، الرجل الامۃ، امیر التقی، نجم العصور، یا فجۃ الطھر ،الموکب السماوی، بازسما، بقیۃ السلف، امام الحق، بحراًھائلا، نھراًعذبا، بعید الغور، عالی الھمۃ، نافذ البصیرۃ، عظیم الغیرۃ، لطیف المعاملۃ، ساکن الھیبۃ، رفیق الید واللسان، حلو المنطق، ذکی الفواد، کان امۃ واحدۃ، الرجل الرشید، الجبل الاشم، القبس الاتم، الامام العظیم، امام العلم، اب المعرفۃ، شیخ الفکر، ورائد العصر، حجۃ الزمان، وحید الاوان، باذل الجاہ والاموال، مولانا، الامام الخاشع، من احیاء ضمائرنا، الامام الاجل، والعالم الامثل، امام اھل السنۃ، شیخ انصار الحنیفیۃ، صفوۃ اھل الارض، خیر من طلعت علیہ الشمس فی ھذا العصر، یا مجیی الکتاب والسنۃ یا رائد العلم، یا مجدد العصر، یا حبیب القلب، الامام، الھمام، کے القاب سے یاد کیا ہے، ان کے حالات پر لکھی جانے والی کتاب ''امام العصر'' میں لکھا گیا ہے،

''علما انبیا کرام کے وارث ہیں، متقیوں کے بزرگ ہیں، وہ زمین میں آسمانی ستاروں کی طرح ہیں، بیماری کے لئے دوا ہیں، ان کا فضل ظاہر ہے، انکا غلبہ قاہر ہے، ان کی دلیل باہر ہے، گمراہی سے ہدایت کی طرف بلاتے ہیں، مصیبت پر صبر کرتے ہیں، کتاب اللہ سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں، اس کے نور سے اندھوں کو راہ دکھاتے ہیں.......... وہ امت پر آبا و امھات سے زیادہ مہربان ہیں، جیسے ماں باپ اپنے بیٹوں کو دنیا کی آگ اور زندگی کے اوصاب سے بچاتے ہیں، علماء کرام ان کو دوزخ کی

Marfat.com

آگ سے بچاتے ہیں،.......... وہ ملت کا خزانہ ہیں، سنت کے محافظ ہیں، شریعت کے حامل ہیں، ان کے اخبار باقی ہیں، ان کے آثار دائمی ہیں.......... اور اللہ ان پر رحمت نازل کرتا ہے، فرشتے اور آسمان و زمین والے ان پر درود پڑھتے ہیں.......... وہ اللہ سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے ڈرنے کا حق ہے، اور اس کی معرفت ایسی رکھتے ہیں جیسی رکھنے کا حق ہے.......... جو انبیا کی مجلسوں کو دیکھنا چاہے وہ علما کی مجلسوں کو دیکھے،.......... اہل علم کی زندگی امت کی زندگی ہے، (امام العصر ص ۲۷، ۲۸)

''اس عالم اجل (شیخ عبدالعزیز بن باز) کی ملازمت سے نفس کا تزکیہ، دلوں کا تصفیہ، دل کی رقت، ایمان کی مضبوطی، رحمٰن کا ذکر، علم کی زیادتی، فہم کی ترقی، نظر کی گہرائی، ہمت کی بلندی، دنیا کی حقارت، آخرت کی مثال نصیب ہوتی ہے۔ اس سے دکھ فراموش ہوتے ہیں، غم معزول ہوتے ہیں، فضائل زندہ ہوے ہیں، رذائل مردہ ہوتے ہیں، تقویٰ، ذکر، علم، رمق، صبر، کرم، بذل، تواضع، حسن الخلق، یسر، سہولت، رقت، خشوع، جیسی صفات، حاصل ہوتی ہیں، (امام العصر، ص ۳۴)

کتاب کے مولف ڈاکٹر ناصر بن مسفر زہرانی کا حسن عقیدت دیکھئے،

لقد من اللہ علی بملازمة هذا العالم الا جل مدة من الزمن بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ مدت مدید تک اس عالم اجل کی ملازمت عطا فرمائی''، (امام العصر: ص ۳۴)

Marfat.com

یہ القاب اور صفات تو چند نمونے ہیں، پوری کتاب میں حضرت شیخ کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ آرائی کے عالمی ریکارڈ توڑے گئے ہیں، تو توحید کو نقصان پہنچا ہے اور نہ ایمان کا کچھ بگڑا ہے۔ صحابہ کرام اور اولیا عظام کی شان میں نازل ہونے والی آیات اور وارد ہونے والی روایات کو حضرت شیخ کے کمال و جمال کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ بتوں کے رد میں نازل ہونے والی کوئی آیت یاد نہیں رہی۔ جبکہ دوسری طرف ان لوگوں نے انبیا کرام اور اولیا عظام تو کیا خود سرور انبیا، محبوب کبریا ﷺ کی شان و عظمت کو گھٹانے کی عالمگیر مہم شروع کر رکھی ہے۔ ہمیں انصاف سے بتایا جائے، حضرت شیخ کے القاب کے مقابلے میں غوث، قطب، وتد جیسے القاب کیا حیثیت رکھتے ہیں، یا غوث[1]، یا قطب، یا فرید کہنے اور یا خیر قدوۃ، یا نفحۃ الظھر، یا مجدد العصر کہنے میں کیا فرق ہے، کیا وہ پکارنے والے مشرک ہیں اور یہ پکارنے والے موحد ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اس کی اور بہت سی مثالیں ہیں، مثلاً نواب صدیق حسن بھوپالی مشکلات میں یاعباد اللہ اعینونی پکارا کرتے تھے، اور قاضی شوکاں مددے، ابن قیم مددے پکارا کرتے تھے، علامہ احسان الٰہی ظہیر کی ''شہادت'' پر تمام نجدی قوم چیخ اٹھی۔

''علامہ ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں''

اسی طرح لشکر طیبہ کے اصاغر و اکابر نے حضرت محمد بن قاسم علیہ الرحمہ کو آواز دی،

''محمد بن قاسم جاگ ذرا قوم نے تجھے پکارا ہے''

---

[1] قحط سالی کے دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ، یاغوثاہ، یا غوثاہ، فریاد کو پہنچ، فریاد کو پہنچ، (صحیح ابن خزیمہ، مستدرک حاکم) لفظ غوث امیر المومنین کے فرمان سے ثابت ہو گیا، الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

گویا اس قسم کے شرک کے تمام نجدی خوب رسیا ہیں، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں یہ بدترین شرک ہے، اور حق تو یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں سے بھی ان کا شرک بدتر ہے، پھر لطف کی بات ہے کہ اپنے علما کو دن رات پکارنے والے، ان کی ملازمت کو اللہ کا احسان سمجھنے والے، انبیا کرام اور اولیا عظام کا ذکر برداشت نہیں کرتے بلکہ ان کے عطائی اختیارات، کمالات، معجزات اور کرامات کو بھی ''صحیح اسلامی عقیدہ کے منافی'' سمجھتے ہیں،

لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم والصلوٰة والسلام علی رسوله الکریم

آج کے مشرک: حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی نے اپنے اسی مقالے ''صحیح اسلامی عقیدہ'' میں نہایت ناانصافی سے کام لیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے۔

۞......آج کے مشرکوں نے پہلے مشرکوں کے مقابلے میں دو طریقوں سے شرک میں اضافہ کیا ہے۔ ایک تو بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ، یہ لوگ تنگی و فراخی ہر دو حالت میں شرک کرتے ہیں، جیسا کہ ہر وہ شخص یہ بات جانتا ہے، جس کو ان کے ساتھ رہنے اور ان کے حالات کے بارے میں جانچ پڑتال کرنے کا موقع ملا ہے، اور مصر میں حسین اور بدوی کی قبر عدن میں عیدروس کی قبر، یمن میں ہادی کی قبر، شام میں ابن عربی کی قبر اور عراق میں عبدالقادر جیلانی کی قبر اور ان کے علاوہ دوسری مشہور قبروں پر جو کچھ کیا جاتا ہے، اس کو جس نے بھی دیکھا ہے، اسے خوب معلوم ہے کہ کس طرح عوام ان کے بارے میں غلو کا شکار ہوئے ہیں، اور اللہ تعالی کے بہت سے حقوق میں ان قبر والوں کو شریک و سہیم بنالیا ہے، بہت کم لوگ ہیں جو عوام کو ان

Marfat.com

چیزوں سے روکتے ہیں'' (عقیدۃ المسلم ص ۶۰)

۞ ...... ''ہر ذی شعور انسان پر فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھے اور ہمیشہ ان چیزوں سے بچتا رہے، جن میں آج بہت سے نام نہاد مسلمان مبتلا ہیں، مثلاً انبیا کرام اور بزرگان دین کے احترام و تعظیم میں غلو کرنا، ان کی قبروں پر عمارت تعمیر کرنا، اور ان کو مسجد بنا لینا، ان پر گنبد بنوانا اور ان میں مدفون لوگوں سے دعا مانگنا، ان سے استغاثہ کرنا، ان کی پناہ چاہنا، ان سے مرادیں مانگنا، مصائب اور آفات کو دور کرنے کی دعا کرنا اور مریضوں کے لئے شفا اور دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے کی دعا کرنا اور شرک اکبر کی دوسری بہت سی قسموں میں مبتلا ہونا'' (عقیدۃ المسلم ص ۶۵)

ان اقتباسات میں حضرت شیخ نے عامۃ المسلمین پر بدگمانی کرتے ہوئے کفرو شرک کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ بلکہ ان کے شرک کو پہلے مشرکوں سے بھی دوگنا زیادہ بدترین قرار دیا ہے، کیونکہ پہلے مشرک تنگی و تاریکی میں اللہ وحدہٗ کو پکارتے تھے، اور یہ ''مشرک'' تنگی و فراخی ہر حالت میں قبر والوں کو پکارتے ہیں، یہ حضرت شیخ کی مغالطہ آفرینی ہے، قرآن پاک نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ مشرکین عرب معبودان باطلہ کی عبادت کرتے تھے۔ اگرچہ مشکل میں بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت کا اعتراف کرتے تھے مگر اس کی عبادت میں پھر بھی بتوں کو شریک کرتے تھے، ان کا یہ اندازِ فکر ان کے مشرک ہونے کا ثبوت تھا، اب رہے مسلمان تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا معبود نہیں مانتے، کسی نبی اور کسی ولی کی عبادت نہیں کرتے، وہ تنگی و تاریکی، خوشی و فراخی میں اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مددگار سمجھتے ہیں، حضرت شیخ کو شاید خبر نہیں کہ تین امور میں شرک متحقق

Marfat.com

ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خالق ماننا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود ماننا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو عبادت کا مستحق سمجھنا۔

مسلمان ان تینوں امور کا حقدار صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ کسی زندہ یا فوت شدہ بزرگ کو خالق نہیں مانتے، واجب الوجود نہیں مانتے، عبادت کے لائق نہیں مانتے، پھر ان پر اتنا بڑا الزام عائد کرنا کونسی شرافت ہے۔ انہوں نے کسی قبر والے کو اللہ تعالیٰ کا شریک و سہیم نہیں بنایا، نہ ذات میں، نہ افعال میں، لہذا ان کو غلو کا شکار سمجھنا کونسے دین کی حمایت ہے۔ مسلمان تو انبیا اور اولیا کے مزارات پر حاضر ہوتے ہیں، ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، یا ان کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی صالحیت اور محبوبیت کا صدقہ ہماری مشکل آسان کردے، ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کو مستعان حقیقی تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں صحیح اور مستند حدیث رسول سے ثابت ہیں، کیا حضرت شیخ اور ان کی ذریت نے نابینا صحابی والی حدیث مبارک نہیں پڑھی، جس میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے دعا سکھائی ہے،

> ”اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، تیرے نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے، یا محمد مصطفیٰ، میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری حاجت پوری کردے، اے اللہ، حضور پرنور ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، (مستدرک حاکم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، طبرانی، ابن خزیمہ)

اب حضرت شیخ سے کون پوچھے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو شرک

Marfat.com

کی تعلیم دی تھی، ایک ہی دعا میں امتی یا اللہ بھی کہہ رہا ہے اور یا رسول اللہ بھی کہہ رہا ہے۔
پھر صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا، انی اسئلك مرا فقتك فی الجنہ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت طلب کرتا ہوں، یہ تو حیات ظاہری کی بات تھی، حیات برزخی میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرتے تھے، نزدیک سے بھی اور دور سے بھی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں "یا محمداہ" پکارا، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے "یا محمداہ، یا محمداہ" پکارا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے "یا محمداہ" پکارا، یہ روایات تاریخ طبری، تاریخ کامل، البدایہ والنہایہ، الادب المفرد، فتوح الشام وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہیں، بلکہ خود اللہ کریم نے فرمایا، اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب تیرے پاس آ جائیں، اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے، (سورۃ النسا) حضرت حسین مصری، حضرت احمد بدوی، حضرت عید روس، حضرت ہادی یمنی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی یہ سب اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے نائب کامل ہیں، اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں، ان کی بارگاہ میں مسلمان اسلئے عرض گزار ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں اور نیک بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، وہ ان سالنی لا عطینہ اور اگر میرا بندہ مجھ سے کچھ بھی طلب کرے تو میں اسے ضرور عطا کروں گا، (بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳) اور حدیث مبارک ہے "ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ" بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ ایسے ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں تو اللہ اسے ضرور پورا فرما دیتا ہے، (بخاری ۱/۳۷۲، ابو داؤد ۲/ ۲۷۵، نسائی ۲/، ابن ماجہ ص ۱۹۴) اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں،

Marfat.com

مسلمان ان کی عبادت کرنے نہیں جاتے، ان سے شفاعت کی گزارش کرنے جاتے ہیں، باقی رہ گیا، ان کا وصال کے بعد سننا اور لوگوں کی شفاعت کرنا، آنے والوں کے حالات کو جاننا تو یہ امور بھی کتاب وسنت اور علمائے ملت کی تصریحات سے ثابت ہیں، قرآن پاک میں ہے ''جو نیک عمل کرتا ہے، وہ مرد ہو یا عورت، (لیکن) وہ مومن ہو، تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے، اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر نیک مومن حیات طیبہ کا وارث ہے، پھر شہدا کی حیات تو حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، تمام مفسرین امت نے فرمایا ہے کہ اگر شہید زندہ ہیں تو انبیا کرام علیہم السلام ان سے زیادہ درجے زندہ ہیں، اولیا کرام بھی شہدا کے حکم میں داخل ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہوتا ہے، اب چند احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کا مطالعہ بھی کریں۔

❁ ......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا، انه یسمع قرع نعالهم، بے شک قبر والا لوگوں کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے،

(بخاری ۱/ ۱۷۸، ابوداؤد ۲/ ۱۰۴، مسلم ۲/ ۳۸۶، سنن نسائی جلد ۱، مسند احمد ۲/ ۳۴۷، مشکوٰۃ ۲۴)

❁ ......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا، جب مسلمان اپنے بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا، پس وہ صاحب قبر کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے جواب دیا ہے، (کتاب الروح ص ۵۳، احیاء العلوم ۴/ ۵۲۲، شرح الصدور ص ۲۰۲، فیض القدیر ۵/ ۴۸۷)

❁ ......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا، جب مومن فوت ہو جاتا ہے تو اس کا راستہ کھول دیا جاتا ہے، وہ جہاں چاہے،

Marfat.com

جائے، (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/ ۲۳۵)

۞......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا، جو مومن اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے، جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا، اور وہ اسے سلام کہتا ہے تو یہ قبر والا اسے پہچانتا بھی ہے اور جواب بھی دیتا ہے، اگر وہ اسے دنیا میں نہیں پہچانتا تھا تو صرف سلام کا جواب دیتا ہے، (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۳۰، کتاب الروح ص ۶۸، فیض القدیر ۵/ ۴۸۷) اس حدیث کو محدثین نے صحیح کہا ہے۔

۞......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا، جو آدمی اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے، اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب قبر اس سے مانوس ہوتا ہے، اسے سلام کا جواب دیتا ہے، جب تک وہ وہاں سے اٹھتا نہیں، (کنز العمال ۱۵/ ۶۵۶، کتاب الروح ص ۵۵)

۞......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ، شہدائے احد کے مزارات پر دعا کرتے، اے اللہ تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی زیارت کرے اور ان پر سلام پڑھے گا یہ جواب دیں گے، (مستدرک ۳/ ۳۹) یہی روایت معجم اوسط کے حوالے سے منقول ہے کہ "اللہ کی قسم! قیامت تک جو ان کو سلام کرے گا، یہ جواب دیں گے، (شرح الصدور ص ۲)

۞......حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا، بے شک دنیا کافر کے لئے جنت اور مومن کیلئے قید خانہ ہے، جب مومن کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی قید خانے سے

Marfat.com

آزاد ہوا ہو، اور زمین میں آزادی کے ساتھ چلنے پھرنے لگا ہو،

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/ ۳۳۵، مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۹۱، مسند الفردوس ۲/ ۳۵۳، شعب الایمان ۵/ ۲۷، مسند ابویعلی ۶/ ۸۰، مسند احمد ۲/ ۱۹۷، مستدرک حاکم ۳/ ۶۰۴)

علامہ ابن کثیر اور علامہ ابن قیم الجوزیہ حضرت شیخ اور ان کی ذریت کے زبردست عالم ہیں، ان کی بیان کردہ روایات پر ہی اعتماد کرلیا جائے، پھر صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنے مزارات میں زندہ ہیں، آنے والوں کو جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں، ان کی استدعا کو سماعت فرماتے ہیں، دنیا کی نسبت زیادہ آزادی سے تصرف فرما سکتے ہیں، تو ان کی خدمت میں یہ عرض کردیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے لئے دُعا کریں، یا آپ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ عطاؤں سے ہمیں بھی کچھ عطا کریں تو کہاں کا شرک ہے۔ کہاں کا غلو ہے، اللہ تعالیٰ خود چاہتا ہے کہ اس کے بندوں سے اس کا عطا کردہ فضل وکرم حاصل کیا جائے، کیا اس کی رحمت احسان والوں کے قریب نہیں، کیا اسکی معیت تقویٰ والوں کے ساتھ نہیں، جن احادیث میں وارد ہے کہ جوتی کا تسمہ بھی اللہ سے مانگا کرو، تو اس کی زد میں حضرت شیخ اور ان کی ذریت بھی آجاتی ہے۔ کیونکہ وہ سب بھی اسباب کے تحت مخلوق سے امداد لینے کے قائل ہیں اور جوتی کا تسمہ ''اسباب کے تحت'' داخل ہے۔ لہذا وہ بھی مشرکین عرب سے دوگنا زیادہ مشرک ثابت ہوں گے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

سر راہے ہم اس حدیث مبارک کا مفہوم بھی بیان کردیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کی چھوٹی بڑی چیز کا مالک وخالق اللہ وحدہٗ ہے، لہذا بالذات وہی عطا

Marfat.com

فرمانے والا ہے، جس کسی سے بھی کوئی چیز مانگو تو منعم حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کو تصور کرو، وہ چیز ''مافوق الاسباب'' ہو یا ''ماتحت الاسباب'' ہو حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے انبیا اور اولیا اور اس کی دیگر مخلوق تو اس کی عطا کا وسیلہ ہے، جو کہتا ہے کہ پانی نے پیاس بجھائی، بہار نے پھول اگائے، زمین نے سبزہ پیدا کیا، تو کیا وہ مشرک ہے، اس کا یہ کہنا پانی، بہار اور زمین کو وسیلہ قرار دینا ہے۔ کیونکہ یہ دنیا عالم وسائل ہے اور جہان اسباب ہے، اس کے عقیدے میں ہے کہ پیاس تو اللہ تعالیٰ بجھاتا ہے، پھول تو اللہ تعالیٰ اگاتا ہے، سبزہ تو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے، اس قسم کی مجازی نسبتیں قرآن و حدیث میں بکثرت پائی جاتی ہیں، جو حقیقت کا راہ دکھاتی ہیں۔

بزرگان دین کے احترام و تعظیم میں غلو یہی ہے کہ ان کو واجب الوجود مانا جائے، ان کو خالق اور مالک تسلیم کیا جائے، تو ایسا کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں، باقی احترام و تعظیم کا مظاہرہ کرنا عین اسلام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لله العزة ولرسوله وللمومنين عزت تو اللہ کے لئے ہے، اس کے رسول کے لئے ہے اور ایمان والوں کے لئے ہے۔ ان کی ذوات و مزارات اللہ تعالیٰ کی حرمات اور نشانات میں داخل ہیں، قرآن پاک کا اعلان ہے، ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب، اور جو اللہ کی نشانیوں کا احترام کرتا ہے، تو یہی دلوں کا تقویٰ ہے۔ مزارات کا ادب و احترام کرنا حدیث پاک سے بھی ثابت ہوتا ہے، حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر کے ساتھ تکیہ لگائے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا لاتوذ صاحب القبر، قبر والے کو تکلیف نہ دو، (مشکوٰۃ ص ۱۴۹، فتح الباری شرح بخاری ۳/۲۲۴) حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا، اے قبر پر چڑھنے والے، قبر سے نیچے اترو، قبر والے کو تکلیف نہ دو کیونکہ وہ تمہیں

Marfat.com

تکلیف نہیں دیتا، (مجمع الزوائد ۳/۶۴)

اللہ اکبر، جو کریم آقا ﷺ اپنے امتیوں کو قبروں پر بیٹھنے اور ان سے تکیہ لگانے کا حکم نہیں دیتا، وہ قبروں پر ٹریکٹر اور بلڈوزر چلانے، انہیں جڑوں سے اکھاڑنے اور ان کی بے حرمتی کرنے کا کیسے حکم دے سکتا ہے، آل نجد نے دیار عرب پر مسلط ہونے کے بعد عام لوگوں کی قبروں کو ہی اس ظلم وستم کا نشانہ نہیں بنایا، صحابہ کبار اور آل اطہار کی قبروں کو نشانہ بنایا ہے، ان کا یہ عمل قرآن وحدیث کی کس دلیل سے ثابت ہے، جن قبروں کو مسمار کرنے کا حکم ہے تو وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں تھیں، وہ مشرکوں کی قبریں تھیں جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں تصریح ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکوں کی قبریں اکھاڑنے کا حکم دیا تو وہ اکھاڑ دی گئیں۔ مسلمان اپنے کریم آقا ﷺ کے ارشاد کے مطابق مزارات کا احترام کرتے ہیں، ان کے باسیوں کو سلام کرتے ہیں، سجدہ کرنا حرام سمجھتے ہیں،

قبروں پر عمارت اور گنبد تعمیر کرنا: قبروں کے اوپر عمارت اور گنبد کی تعمیر صاحب قبر کو معظم دین ثابت کرنے کے لئے ہے، خود سرور انبیا ﷺ کا مزار انور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں واقع ہے، آپ کی قبر انور کے اوپر عمارت تھی، جس کو خلفا راشدین نے برقرار رکھا، صحابہ تابعین نے برقرار رکھا، بلکہ حصول بارش کیلئے اس عمارت کی چھت میں سوراخ کر دیا جاتا تو بارش نصیب ہو جاتی، بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے گرد اینٹوں کی دیوار قائم کر دی، پھر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں اس عمارت میں پتھر لگوائے اور اسے مزید مضبوط کر دیا، پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے صحابہ اور تابعین کی موجودگی میں اس حجرہ مبارکہ کے گرد ایک حجرہ بنا دیا، (وفا الوفاء ص ۳۸۸، اخبار مدینۃ الرسول ص ۱۳۸) پھر

Marfat.com

کروڑوں مسلمانوں اور لاکھوں ولیوں فقہیوں کی موجودگی میں گنبد خضریٰ کو تعمیر کیا گیا تو یہ کام اجماع امت سے ثابت ہو گیا، کسی ایک فرد مسلم نے بھی اس کے بدعت وضلالت ہونے پر کلام نہیں کیا ہے، سب نے اسے رحمت باری کا آشیانہ تصور کیا ہے، ہاں حضرت شیخ ابن باز اور ان کے کسی فتنہ پرداز کو کوئی قباحت نظر آتی ہے تو آتی رہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ان کی اہلیہ ان کے مزار پر ایک سال تک خیمہ لگائے بیٹھی رہی، (بخاری کتاب الجنائز) کسی صحابی اور تابعی نے ان کو مشرک نہ کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے مزار پر اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مزار پر قبہ تعمیر کروایا تھا، (منتقیٰ شرح موطا)

محدث جلیل حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "سلف الصالحین نے مشہور علماو مشائخ کی قبر پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں آرام سے بیٹھ سکیں، (مزارات اولیا بحوالہ مرقاۃ ۴/ ۶۹) حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے بھی یہی لکھا ہے (تفسیر روح البیان سورۂ توبہ)

ایک حدیث مبارک ہے، "حضور نبی کریم ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے اور قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، (مشکوٰۃ کتاب الجنائز) اس کی تشریح میں حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری لکھتے ہیں،

"جس طرح قبر پر نہ بیٹھو کا مطلب یہ ہے کہ عین قبر پر نہ بیٹھو البتہ قبر کے اردگرد بیٹھنا جائز ہے، اسی طرح حدیث پاک میں عین قبر کے اوپر عمارت بنانے کی ممانعت آئی ہے، قبر کے اردگرد عمارت بنانے کی ممانعت نہیں، لہذا ضرورتاً قبر کے اردگرد چاردیواری یا عمارت یا گنبد بنانا جائز ہے، حدیث شریف میں "وان ینبنی علیہ" کے

Marfat.com

الفاظ آئے ہیں، جن کا مفہوم یہ ہے کہ عین قبر کے اوپر عمارت نہ بنائی جائے ،اس طرح کہ قبر پر دیوار یا ستون بنایا جائے یا بعینہ قبر پر رہائش گاہ بن جائے، یہ حرام ہے، کیونکہ اس میں قبر کی توہین ہے، سرکار دو عالم ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دفن کیا گیا ہے، اگر یہ جائز نہ ہوتا تو صحابہ کرام پہلے حجرہ مبارکہ کو شہید کر دیتے تا کہ روضہ اقدس پر عمارت کا جواز باقی نہ رہتا

(مزارات اولیا ص ۱۰۹)

ہمارا یہ سوال ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مساجد کی زیب و زینت سے بھی منع کیا ہے اور مساجد کو سادہ رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن تمام سعودی عرب بلکہ تمام عالم اسلام میں عالیشان مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی کی دیدہ زیب عمارتیں نجدی حکومت کا کارنامہ ہے، یہاں کیوں حدیث رسول ﷺ کی مخالفت ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے اونچے اونچے محلات بنانے سے روکا ہے، لیکن شیخ ابن باز اور دیگر علمائے نجد نے کبھی شاہان عرب کے بلند و بالا محلات کو خلاف حدیث قرار نہیں دیا، کیوں؟

قبروں پر مسجد تعمیر کرنا: حضرت شیخ ابن باز نجدی نے مسلمانوں پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ وہ قبروں پر مسجدیں تعمیر کرتے ہیں، انہوں نے اس امر کو شرک اکبر سے تعبیر کیا ہے، مسلمان انبیا اور اولیا کرام کی قبروں کے اوپر مسجد تعمیر نہیں کرتے، قبروں کے قرب و جوار میں تعمیر کرتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ سینکڑوں انبیا کرام کے مزارات کے قریب ہے، تو کیا اسے مسمار کر کے یہودی کاز کو آسان کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کا مقام بیان فرمایا ہے، الذی بر کنا حولہ یعنی وہ مسجد جسکے گرد ہم نے برکتیں رکھی

Marfat.com

ہیں، (سورۃ بنی اسرائیل:۱) وہ برکتیں کیا ہیں، امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، اس کے اردگرد انبیا اور اولیا مدفون ہیں اس لئے اس کا ماحول بابرکت ہے، (تفسیر قرطبی ۵/۲۱۲) یہ تفسیر حضرت امام فخر الدین رازی، حضرت امام خازن، حضرت امام ابوحیان اندلسی علیہم الرحمۃ نے بیان کی ہے، معلوم ہوا کہ مسجدوں کا مزارات کے قریب ہونا ان کے لئے باعث برکت ہے، بیت اللہ شریف کے صحن میں حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیہا کے مزارات ہیں، حطیم میں حجر اسود اور میزاب کے درمیان ستر انبیا کرام کے مزارات ہیں، (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/۲۰۲) مسجد نبوی شریف، امام الانبیا محبوب کبریا ﷺ کے مزار پاک کے ساتھ ہے اور صحابہ کرام نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، کیا حضرت شیخ اور ان کی ذریت صحابہ کرام پر اس شرک اور غلو فی الدین کا الزام عائد کرنا چاہتی ہے۔

قرآن پاک میں اصحاب کہف کا واقعہ موجود ہے، اس میں ایک آیت کریمہ ہے، قال الذین غلبوا علیٰ امرھم لنتخذن علیھم مسجداً وہ لوگ جو اپنے کام پر غالب تھے، بولے کہ ہم ضرور اس کے قریب مسجد بنائیں گے (سورۃ کہف:۲۱) اصحاب کہف کے غار کے قریب مسجد بنانے والے کون تھے، تمام مفسرین امت کا اتفاق ہے کہ وہ ایماندار تھے، دیکھئے تفسیر جلالین ص ۲۴۳، تفسیر کبیر ۲۱/۱۰۵، تفسیر جامع البیان ۸/۱۴۹، تفسیر جمل ۳/۱۵، تفسیر مدارک ۳/۱۹۹، تفسیر زاد المسیر ۵/۸۶، تفسیر مظہری ۶/۲۳

حضرت شیخ کے مستند عالم حضرت قاضی شوکانی صاحب لکھتے ہیں،

"مسجد بنانے کا ذکر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے اپنے کام پر غلبہ پایا وہ مسلمان تھے، زجاج نے کہا ہے کہ یہ اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ جب ان (اصحاب کہف) کا معاملہ ظاہر ہوا تو مومنوں نے بعث ونشور کی وجہ سے غلبہ پایا، کیونکہ

Marfat.com

مسجد ایمان والوں کی ہی ہوتی ہے"، (تفسیر فتح القدیر ۳/ ۲۷۷)

مولوی محمد شفیع دیوبندی بھی لکھتے ہیں،

"اس واقعہ سے اتنا معلوم ہوا کہ اولیا، صلحا کی قبور کے پاس نماز کیلئے مسجد بنا دینا کوئی گناہ نہیں اور جس حدیث میں قبور انبیا کو مسجد بنانے والوں پر لعنت کے الفاظ آئے ہیں، اس سے مراد خود قبور کو سجدہ گاہ بنا دینا ہے جو بالاتفاق شرک و حرام ہے" (تفسیر معارف القرآن ۵/ ۵۶۵)

اس مسئلے میں ایک حدیث مبارک بیان کی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا، (بخاری و مسلم) اس مضمون کی اور بھی روایات ہیں، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ ساقی صاحب اس کی تشریح میں لکھتے ہیں، ان احادیث مبارکہ میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں جس کا معنیٰ یہ ہو کہ قبروں کے قریب مسجد بنانا حرام، ناجائز اور شرک کو دعوت دینا ہے۔ بلکہ مذکورہ حدیث کا واضح مطلب اور حقیقی مفہوم یہ ہے کہ کسی قبر کو سجدہ گاہ، عبادت گاہ اور مسجود الیہ بنانا حرام ہے۔ مخالفین کے فہم و فراست پر قربان جائیں، اہل سنت کی مخالفت میں قبر پر مسجد بنانا اور قبر کے قریب مسجد بنانے کا واضح فرق بھی معلوم نہ کر سکے، کوئی مسلمان قبر پر مسجد بنانے یا قبر کی طرف سجدہ کرنے کو جائز قرار نہیں دیتا، ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور مخلوق (خواہ انبیا کرام اور اولیا عظام ہی کیوں نہ ہوں) کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا شرک اور تعظیم کی نیت سے سجدہ کرنا حرام ہے، البتہ صالحین اور بزرگان دین کے مزارات مقدسہ اور مقابر منورہ کے قریب مسجد بنانا نہ صرف جائز بلکہ باعث برکت ہے، ابتدا سے لے کر آج تک مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں،

(اسلام اور ولایت ص ۴۸۵)

Marfat.com

مفسر قرآن حضرت علامہ ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

''اور جس حدیث میں ہے کہ یہود و نصاریٰ انبیا کرام کی قبروں کو مسجد بناتے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انبیا کرام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے، جیسا کہ حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صراحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو''، (تفسیر مظہری ۲۴/۶)

شارحِ حدیث حضرت امام عسقلانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے،

''قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ، انبیا کرام کی قبروں کو تعظیم کی نیت سے سجدہ کرتے تھے اور ان کی قبروں کو قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان کے بت بنا کر پوجتے تھے تو اللہ اور اس کے رسول نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کیا، لیکن جس آدمی نے حصول برکت کیلئے کسی مرد صالح کی قبر کے قریب مسجد بنائی اور تعظیم کی نیت سے اس طرف نماز نہ پڑھی تو ایسا آدمی اس وعید میں داخل نہیں............ وجہ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کو شامل ہے جنھوں نے انبیا اور اولیا کی قبروں کو از روئے مسجد (سجدہ گاہ) بنایا تھا، جیسا کہ جاہلیت کا عمل تھا، جس میں بڑھتے ہوئے وہ ان کی عبادت کرنے لگے تھے، یہ وعید ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو اولیا کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنائیں، یہ ممانعت انبیا اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ

Marfat.com

مخصوص ہے، کفار کی قبریں کھودنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ان کی اہانت میں کوئی حرج نہیں .... قبروں کے نزدیک نماز پڑھنا اس وقت مکروہ ہوا جب نماز قبر کے اوپر ہو، یا قبر کی طرف ہو، یا دو قبروں کے درمیان ہو، اس مسئلہ میں حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی حدیث امام مسلم علیہ الرحمہ نے نقل کی ہے" (فتح الباری شرح البخاری)

امت کے تمام نامور شارحین حدیث نے یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ قبر کے اوپر نماز پڑھنا، قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، قبر کو سجدہ عبادت یا سجدہ تعظیم کرنا وغیرہ حرام ہے، موجب شرک ہے، قبر کے قریب مسجد بنا کر اس میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنا اس حکم میں شامل نہیں، الحمد للہ! تمام عالم اسلام دوسری صورت پر عمل پیرا ہے اس لئے یہود و نصاریٰ کے رد میں وارد ہونے والی حدیث اس پر چسپاں نہیں کی جا سکتی۔

استغاثہ، پناہ، مراد: حضرتِ شیخ ابن باز نجدی نے انبیا کرام اور اولیا عظام کی قبروں پر جا کر استغاثہ پیش کرنے، پناہ چاہنے اور ان سے مراد مانگنے کو بھی شرکِ اکبر قرار دیا ہے، حالانکہ اہل اسلام بارہا اپنی کتابوں اور تقریروں میں وضاحت کر چکے ہیں کہ ہم بزرگان دین کو معبود و مسجود سمجھ کر نہیں جاتے، اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اس کی رحمتوں کے مطلوب سمجھ کر جاتے ہیں، قرآن پاک میں ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارکہ میں بے موسمی پھل دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام نے حصول اولاد کی دعا فرمائی، دعا تو وہ ہر جگہ مانگ سکتے تھے، لیکن حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی مقبولیت و محبوبیت کو سامنے رکھ کر ان کے حجرہ مبارکہ میں دعا فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ صالحین کے قرب و جوار میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ بتایا کہ ان کے پاس جا کر دعا مانگنا پیغمبر برحق کی سنت ہے، صحیح مسلم میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے سو آدمیوں کو قتل کیا، اسے ایک

Marfat.com

عالم دین نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، وہ آدمی ان صالحین کی بستی کی طرف روانہ ہو گیا لیکن راستے میں اسے موت آ گئی، اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا، دونوں اسے اپنے اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے صالحین کی بستی کو اس کے قریب کر دیا اور فرمایا کہ زمین کی پیمائش کرو، وہ جس جگہ سے زیادہ قریب ہے، اس کے مطابق اس کا انجام ہوگا، چنانچہ پیمائش پر وہ صالحین کی بستی کے زیادہ قریب نکلا تو اس کی بخشش کر دی گئی، معلوم ہوا جہاں بزرگان دین قیام فرما ہوں، وہاں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے، "اللہ نے مجھے بابرکت کیا، خواہ میں کہیں بھی رہوں" (سورۃ مریم:۳۱) معلوم ہوا اللہ والے پیدائش سے لے کر وصال تک سراپا برکت ہوتے ہیں۔ ان کا مزار میں جانا مزار کو سرچشمہ برکت بنا دیتا ہے۔ تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک میں سورۃ یوسف کی آیت ۱۰۱ کے تحت مرقوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وصال کے بعد قوم مصر میں اختلاف ہو گیا، وہ لوگ آپ کو اپنے اپنے محلے میں دفن کرنا چاہتے تھے کہ ان کے وجود مسعود کی برکت حاصل کر سکیں، آپ کو دریائے نیل کی دائیں طرف دفن کیا گیا تو وہ ساری طرف سرسبز و شاداب ہو گئی، اور دوسری زمین ویران ہو گئی، پھر بائیں طرف کے لوگوں کے اصرار پر بائیں طرف دفن کیا گیا تو وہ ساری طرف سرسبز وشاداب ہو گئی اور دوسری طرف ویران ہو گئی، آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ آپ کو سنگ مرمر کے صندوق میں لٹا کر دریائے نیل کے دوآبے پر دفن کیا جائے تاکہ دریا کا پانی (آپ کے مزار کی برکت سے مالا مال ہو کر) دونوں طرفوں کو سیراب کر دے، چنانچہ ایسا کرنے کی وجہ سے تمام علاقوں میں خوشحالی پیدا ہو گئی، معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیا کے وجود برکتوں کا وسیلہ ہوتے ہیں، کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں مدفون ہونے کی آرزو

Marfat.com

نہیں کی، (بخاری ومسلم) حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ اس آرزو کی وجہ یہ تھی کہ بیت المقدس انبیا کرام کے مزارات کی بدولت بابرکت ہے، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حجرہ عائشہ میں دفن ہونے کی کیوں تمنا کی، اس لئے کہ وہاں محبوب اعظم ﷺ کا مزار اقدس ہے، یہ انبیا اور اولیا کا وجود مسعود ہے، قرآن پاک نے تو ان کے وجود مسعود سے لگنے والی اشیا کو بابرکت قرار دیا ہے، کیا ان لوگوں نے تابوت سکینہ کا حال نہیں دیکھا، اس میں انبیا کرام کے تبرکات تھے جن کی بدولت قوم بنی اسرائیل کو کامیابی نصیب ہوتی تھی، اگر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے نعلین، عصا، لباس، عمامہ اور تورات کی تختیوں میں برکت ہے اور بقول رحمان تمہارے دلوں کا چین ہے تو ان مزارات میں کیوں نہ برکت ہوگی جن میں وہ دونوں برگزیدہ جلوہ فرما ہیں، کیا حضرت یوسف علیہ السلام کے قمیض مبارک کی برکت یاد نہیں جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے لگایا گیا تو وہ فوراً بینا ہو گے (سورۃ یوسف :۹۳) صحیح مسلم میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی چادر میں آپ کی شہزادی کو دفن کیا گیا، تاکہ وجود نبوت کی برکت نصیب ہو جائے، اسی میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے قوم ثمود کے اس کنوئیں سے پانی حاصل کرنے کا حکم دیا جس سے ناقۃ اللہ پانی پیا کرتی تھی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منبر رسول کی اس جگہ پر ہاتھ پھیرتے اور چہرے پر مل لیتے جس جگہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوا کرتے تھے (کتاب الشفاء) وجود مصطفیٰ اور آثار مصطفیٰ ﷺ سے تبرک حاصل کرنا صحاح ستہ کی متعدد روایات سے ثابت ہے۔ حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے برکات وحسنات کا خزانہ ہوتے ہیں اور اس کے دشمن محرومیوں کا ویرانہ ہوتے ہیں، مسلمان اس فرق وامتیاز کو جانتے ہیں، اس لئے کبھی نمرود، فرعون، شداد، عزیٰ، لات اور منات کے پاس نہیں گئے، ہمیشہ صفی اللہ، خلیل

Marfat.com

اللہ، روح اللہ، کلیم اللہ، ذبیح اللہ اور ولی اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہیں، حیات ظاہری میں ان کے پاس جانا بھی باعث برکت وہدایت ہے اور ان کے مزار پر حاضر ہونا بھی باعث نجات وکمالات ہے، کیونکہ وہ اپنے مزار میں زندہ ہوتے ہیں، ان کو محبوب خدا سمجھ کر ان سے دعا کی گزارش کرنا قبولیت دعا کی اہم ترین سند ہے۔ جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں ثابت کر آئے ہیں،

ان کے مزار اقدس پر استغاثے کا فائدہ ہے، جس طرح لوگ حاکم وقت کے دربار میں استغاثہ پیش کرتے ہیں تو کیا حاکم وقت کو خدا سمجھ کر پیش کرتے ہیں، ہرگز نہیں، اسے خدا کا نمائندہ سمجھ کر پکارا جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے اپنی مخلوق کی حاجات دور کرنے کا اختیار واقتدار عطا فرمایا ہے۔ انبیا اور اولیا حکام وقت سے زیادہ مقرب اور محبوب ہیں، ان کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنا رحمت خدا کو آواز دینے کے مترادف ہے، کیا قوم موسیٰ کے ایک مصیبت زدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ پیش نہیں کیا تھا، کیا قوم یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ میں آکر نہیں روئی تھی، کیا اعرابی اور صحابی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آکر مصائب ومشکلات بیان نہیں کرتے تھے، کیا جانوروں نے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اس مشکلکشا کے حضور فریاد نہیں کی اور ان کی فریاد نہیں سنی گئی، اگر یہی محبوبان خدا عالم برزخ میں چلے جائیں تو ان کی سماعت وبصارت اور قوت ووجاہت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے، پھر ان کے پاس جا کر حال زار بیان کرنے میں کیا شرعی استحالہ ہے، لیجئے عہد عمر فاروق کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے، قحط سالی عام تھی، ایک شخص نے روضہ محبوب پر جا کر عرض کیا، یارسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے، لوگ تو ہلاک ہوگئے، محبوب اقدس ﷺ نے اس کی خواب میں جلوہ گر ہو کر فرمایا، عمر کے پاس جاؤ، انہیں میرا سلام پہنچاؤ اور بتادو کہ

Marfat.com

لوگ بہت جلد بارش سے سیراب ہوں گے، اور یہ بھی کہو کہ احتیاط کا دامن تھامے رکھو، وہ آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پیغام پہنچایا، آپ کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے، آپ نے عرض کی، اے اللہ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، ہاں جس سے میں عاجز آجاؤں اسے معاف کر دینا، حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، (فتح الباری شرح البخاری ۲/ ۳۹۸) یہ حدیث حضرت علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ میں اور حضرت امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نقل فرمائی ہے، ایسا واقعہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، وہ بھی قحط سالی کے دوران پکار اٹھے "یا محمداہ"، حضور پرنور ﷺ نے انہیں خواب میں آکر زندگی کی بشارت سنائی، (تاریخ طبری ۴/ ۲۲۴، تاریخ الکامل ۲/ ۵۵۶) حضرت امام خفاجی علیہ الرحمہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اہل مدینہ کا معمول تھا کہ وہ (مصائب میں) یا محمداہ پکارا کرتے تھے، (نسیم الریاض ۳/ ۲۵۵) کیا خوب عرض کرتے ہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

انا طامع بالجود منك ولم يكن
لابی حنيفة فی الانام سواك

یعنی یارسول اللہ! میں بھی آپ کے جود و کرم
کا امیدوار ہوں، مخلوق میں آپ کے سوا میرا
کوئی مددگار نہیں، (قصیدۃ النعمان)

قرآن پاک میں ہے،

یاایها الذین امنو لا تتولوا قوما غضب الله علیهم قد یسوا من الاخرة كما یئس الكفار من اصحاب القبور اے ایمان والو، ان لوگوں سے دوستی مت کرو جن پر اللہ کا غضب ہے، وہ آخرت سے

Marfat.com

آس توڑ بیٹھے جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے، (سورۃ الممتحنہ:۱۳)

یہ آیت کریمہ قبر والوں کے پاس جانے اور ان سے دعائے مغفرت کرانے کی کتنی عمدہ دلیل ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر والوں سے مایوس ہو جانا کافروں کا طریقہ ہے، وہ انہیں جماد[1]، میت محض، پتھر، اور نجانے کن کن لفظوں سے یاد کرتے ہیں، ایمان والے ان کو خدا کا محبوب سمجھتے ہیں، خود حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی والدہ کی مغفرت کیلئے اپنا اور سابقہ انبیا کرام کا وسیلہ پیش کیا تھا (معجم کبیر، حلیۃ الاولیا ۳/ ۱۲۱، مجمع الزوائد ۹/ ۲۰۴)

حضور پر نور ﷺ سابقہ انبیا کرام سے نا امید نہیں تھے بلکہ آپ کا ان کے ساتھ روحانی رابطہ قائم تھا، جس پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ جہاں تک انبیا اور اولیا کی پناہ حاصل کرنے کا معاملہ ہے تو ان کو خدا تعالیٰ کے مد مقابل سمجھ کر پناہ طلب نہیں کی جاتی، خدا تعالیٰ کا پیارا سمجھ کر پناہ طلب کی جاتی ہے، صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا اعوذ برسول اللہ، میں اللہ کے رسول کی پناہ مانگتا ہوں، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے شرک نہ سمجھا اور نہ ہی حضور اقدس ﷺ نے اسے مشرک قرار دیا۔ آج شیخ اور ان کی ذریت کو علم و فضل کا غرور لاحق ہے۔ جب قیامت برپا ہوگی تو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد ان کی پناہ تلاش کرے گی، بلکہ حضرت آدم و حضرت ابراہیم علیہما السلام اور دیگر انبیا و اولیا اور سب انسان محبوب خدا ﷺ کے حضور اکٹھے ہوں اور شفاعت کی درخواست کریں گے اور مغفرت کی مراد طلب کریں گے، صحابہ کرام نے ہمیشہ حضور اقدس ﷺ کی پناہ تلاش کی، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ القوی کی نہایت تحقیقی کتاب ''الامن والعلی'' سے کچھ حوالجات پیش نظر ہیں،

---

[1]: مردہ جماد ہے اور حیات و ادراک سے عاری ہے، یہ معتزلہ اور روافض کا مذہب ہے (ارشاد الساری ۶/ ۲۵۵)

Marfat.com

۞......حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے غزوہ خیبر کو جاتے ہوئے یہ رجز یہ اشعار عرض کیئے ۔

اللھم لو لا انت ما اھتدینا

ولا تصدقنا ولا صلینا

فاغفر فدا لك ابقینا

والقین سکینة علینا.

وثبت الا قدام ان لا قینا

ونحن عن فضلك ما استغثینا

......ترجمہ......

یعنی خدا گواہ ہے، یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے، نہ نماز پڑھتے، تو ہم آپ پر قربان ہوں، آپ ہمارے گناہ بخش دیجئے اور ہم پر سکینہ اتاریں، اور دشمنوں کے مقابلے میں ثابت قدم رکھیں، ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں (الامن والعلی ص ۷۷ بحوالہ مسلم واحمد)

۞......حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اونٹ نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کی تو آپ نے اسے ارشاد فرمایا،

"اے اونٹ اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے، اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔ ان اللہ تعالیٰ قد امن عائذ نا ولیس بخائب لامذنا، بے شک جو ہماری پناہ میں آئے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے"، (الامن والعلی ص ۷۴ بحوالہ ابن ماجہ)

Marfat.com

۞......حضرت حارث بن عوف فرنی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ایک انصاری صحابی کو بطور مبلغ اسلام لے کر اپنے قبیلے میں گئے، اور اسے اپنی پناہ بھی دی، ان کے قبیلے والوں نے اس صحابی کو شہید کر دیا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ پر ایک شعر لکھا۔

یـــا حـــارث مـن یـغـدر بـذمـة جـارہ
مـنـكـم فـــان مـحـمـد لا یـغـدر

یعنی اے حارث، جو کوئی تم میں سے اپنی پناہ دیئے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو (جان لے) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جسے پناہ دیتے ہیں، وہ سچی پناہ ہوتی ہے۔

اس پر حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ، انـی عـائـذ بك مـن لسـانِ حسانِ، میں حسان کی زبان سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، (الامن والعلی ص ۷۰)

۞......حضور اقدس ﷺ نے انصار سے فرمایا، کیا میں نے تمہیں گمراہ نہ پایا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت کی، تمہاری آپس میں پھوٹ تھی، اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلے سے تم میں موافقت کر دی، اور تم محتاج تھے، اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تونگری بخشی، انصار ہر کلمے پر عرض کرتے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے، آپ ﷺ نے فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے، انصار نے عرض کی، الـلـه و رسوله امن وافضل اللہ، اور اس کے رسول کا احسان زائد ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا فضل بڑا ہے، (الامن والعلی ص ۶۷، بحوالہ صحیح مسلم ومسند احمد)

۞......حضرت اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کی

Marfat.com

انت الرسول الذی ترجیٰ فواضله

عند القحوط اذا ما اخطاء المطر

یعنی آپ وہ رسول ہیں جن کے فضل کی امید کی جاتی ہے جب قحط کے وقت مینہ خطا کرے،(الامن والعلی ص ۶۴ بحوالہ اصابہ)

﴿ ...... ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی ۔

''ہم در دولت پر شدت قحط میں حاضر ہوئے کہ کنواری لڑکیوں کی چھاتی سے خون نکل آیا ہے، مائیں اپنے بچوں کو بھول چکی ہیں، جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسے گر پڑتا ہے کہ اس کے منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی ۔

و لیس لنا الا الیك فرار نا

واین فرار الخلق الا الی الرسل

اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے، جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں، یہ فریاد سن کر رحمت عالم ﷺ فوراً بنہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا، ہمارے گرد برس، ہم

Marfat.com

پر نہ برس، ہم پر نہ برس، فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے لیے خوبی ہے، ابو طالب کہ اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے، مولا علی رضی اللہ عنہ نے اشعار سنائے،

وابیض یستسقیٰ الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ عصمة للا رامل
تلو ذبه الهلاك من آل هاشم
فهم عنده فی نعمة و فواضل

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے، یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہباں، بنی ہاشم جیسے غیور لوگ تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں، ان کے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی، (الامن والعلی ص ۶۴)

……حضرت زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی،

''یارسول اللہ ہم پر احسان فرمایئے، اپنے کرم سے حضور ہی وہ مرد کامل اور جامع فواضل ومحاسن وشمائل ہیں، جس سے ہم امید کریں، اور جسے وقت مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں، احسان فرمایئے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئے، اس تر بتر جماعت کی بدحالیاں ہمیشہ ہمارے اندر غم کے مرثیہ خوان پیدا کرتی رہیں گی، اگر آپ کی عام نعمتیں ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں،

Marfat.com

یا ارجع الناس حلما حین یختبر'

اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے (ہماری مدد کیجئے) آپ نے ان کی فریاد پر فرمایا، اے بنو ہوازن کے لوگو! جو کچھ ہمارا اور بنی عبد المطلب کے حصے میں آیا وہ تمہیں بخش دیا، قریش اور انصار نے بھی کہا، جو کچھ ہمارا ہے، وہ اب اللہ اور اس کے رسول کا ہے (الامن والعلی بحوالہ طبرانی فی ثلاثیات معجمہ الصغیر)

ہوسکتا ہے حضرت شیخ اور ان کی ذریت کے دل میں خیال خام جنم لے کہ یہ تو حیات ظاہری کی بات اور ماتحت الاسباب کی بات ہے، ہم عرض کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیا کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں، اس پر تمام اصحابہ اور امت محمدیہ کا اجماع ہے، حدیث مبارک ہے، اللہ تعالیٰ کے سب نبی زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے، (مشکوۃ، ابن ماجہ) صحیح مسلم کی حدیث میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر انور میں نماز پڑھتے دیکھا ہے، حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ حیات الانبیا تحریر فرمایا ہے جس میں حیات انبیا پر احادیث نبویہ کو جمع کیا گیا ہے۔ لہذا حیات ظاہری وحیات برزخی کی قید لگانا احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور اجماع امت محمدیہ کی مخالفت ہے، حضرات انبیا کا وصال کے بعد بھی امداد فرمانا برحق ہے، قرآن پاک نے فرمایا،

"اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام سے پختہ وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس آئے وہ عظمت والا رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے، تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی امداد کرنا"، (سورۃ آل عمران:۸۱)

کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ اس عظمت والے رسول ﷺ کی آمد سے

Marfat.com

پہلے سب انبیا کرام وصال فرما چکے ہوں گے، ثم جاء کم رسول کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول آخر میں آئے گا، اور اب وصال شدہ انبیا کا امداد کرنا اور ان سے امداد لینا تو نص قطعی سے معلوم ہو گیا، کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ نمازیں کروا کرامت مصطفیٰ کی امداد نہیں فرمائی؟ (بخاری و مسلم) جو اس امداد کو شرک سمجھتا ہے وہ پچاس نمازیں پڑھا کرے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے عرض نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور واسطہ حضرات انبیا علیہم السلام کو بھی درکار ہے، امام بوصیری علیہ الرحمہ کہتے ہیں ۔

کلھم من رسول اللہ ملتمس

غرفا من البحرا ور شفا من الدیم

سب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں التماس کرتے ہیں کہ اپنے

دریائے کرم کا ایک قطرہ ہی عطا فرما دیجئے ۔۔۔۔۔(قصیدہ بردہ شریف)

ہم تاجدار دو عالم ﷺ کے حضور کیوں نہ دست مراد پھیلائیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو "حرزاً للامین" کا لقب عطا فرمایا ہے، جس کا معنیٰ ہے ان پڑھوں کیلئے پناہ گاہ، (صحیح بخاری، سنن دارمی) حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور اقدس ﷺ پناہ دینے والے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے بطور مبالغہ "پناہ گاہ" قرار دیا ہے، حضور اقدس ﷺ دارین میں اپنی امت کے محافظ، میر سامان اور نگہبان ہیں ۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کو اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں، کیا آپ کی احادیث مبارکہ میں نہیں کہ مجھے، نصرت، رعب، زمین، دنیا، عزت اور

Marfat.com

جنت کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے خزانے بانٹ رہے ہیں، ہم مسلمان وہ خزانے حاصل کرنے کے لئے قاسم کل ﷺ کے پاس جارہے ہیں، اور حضرت مالک بن عوف کی زبان میں آپ کے احسانوں کا شکریہ ادا کررہے ہیں ۔

مـا ان رایت ولا سمعت بواحدٍ

فی الناس کلهم کمثل محمد

اوفی واعطیٰ للجزیل لمجتد

ومتیٰ تشاء یخبرك عما فی غدٍ

یعنی میں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح تمام انسانوں میں کوئی نہیں دیکھا، وہ سب سے زیادہ وفا کرنے والے اور سب سے زیادہ عطا کرنے والے ہیں، اور تو جب چاہے، آئندہ کل کی خبر عطا فرمادیں، (الامن والعلی ص ۱۷۱)

یاد رہے کہ حضرت حسین مصری، حضرت احمد بدوی، حضرت ابن عربی، حضرت عبدالقادر جیلانی علیہم الرحمہ حضور رسالت مآب ﷺ کے روحانی وارث ہیں، ان بزرگان دین سے مصائب وآفات کو دور کرنے کی التجا کرنا اور مریضوں کے لئے شفا اور دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے کی استدعا کرنا درحقیقت ان کو بارگاہ خداوندی میں وسیلہ کے طور پر پیش کرنا ہے، قرآن پاک میں ہے، کہ وایدهم بروح منه اللہ تعالیٰ نے اپنی روح (جبریل امین) کے ذریعے ان کی امداد فرمائی، (سورۃ المجادلہ) غزوہ بدر میں فرشتگان نور کے ذریعے مدد فرمائی، ہمارا سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتگانِ نور کے ذریعے امداد فرما سکتا ہے تو مذکورہ بزرگان دین کے ذریعے امداد کیوں نہیں فرما سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو افراد ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں، چالیس افراد ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر ہیں، سات افراد ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہیں، پانچ افراد ایسے ہیں جن کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے دل پر ہیں، تین افراد ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں، اور ایک فرد ایسا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل کے دل پر ہے۔ جب ایک فرد وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین افراد میں سے ایک چن لیتا ہے۔ جب تین افراد میں سے کوئی وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانچ افراد میں سے اس کا بدل لے لیتا ہے، جب پانچ افراد میں سے کوئی وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات افراد میں سے چن لیتا ہے، جب سات افراد میں سے کوئی وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس افراد میں کوئی چن لیتا ہے، جب چالیس افراد میں سے کوئی وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین سو افراد میں سے کوئی چن لیتا ہے، جب تین سو افراد میں سے کوئی وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام افراد میں سے کوئی چن لیتا ہے، فبھم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء انہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

ا: حضرت حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے نوادر الاصول میں حدیث مبارک نقل فرمائی ہے کہ کچھ فرشتے بنی آدم کے رزق پر موکل ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آخرت چاہنے والے آدمی کے رزق کا سب زمین و آسمان اور ہر انسان کو ضامن کر دو، اور حدیث مبارک ہے کہ ایک فرشتہ تیری پیشانی پر مسلط ہے، تو تواضع کرتا ہے تو تجھے بلندی بخشتا ہے، تکبر کرے تو تجھے ہلاک کر ڈالتا ہے، (الامن والعلی ص ۲۱۰)

Marfat.com

زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور بارش برساتا ہے اور فصل اگاتا ہے اور بلا دور کرتا ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ان کی وجہ سے کیسے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، فرمایا، اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ امتوں میں کثرت فرما تو بہت سے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں، اور وہ جابر لوگوں کے خلاف دعا کرتے ہیں، تو وہ ہلاک ہو جاتے ہیں، وہ بارش کی دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے، فصل اگانے کی دعا کرتے ہیں تو فصل اگ جاتی ہے، اور وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے،

(حلیۃ الاولیا ۱/ ۹، میزان الاعتدال ۳/ ۵۰)

اگرچہ اس حدیث کو امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے موضوعات میں درج کیا ہے، اور اس کے راوی مجہول بتائے ہیں لیکن خاتم المحدثین حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابدال کی حدیث صحیح ہے، بلکہ چاہو تو تم متواتر بھی کہہ سکتے ہو، میں نے اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے، اسمیں میں نے حدیث کو تمام سندوں سے روایت کیا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کو امام ابن عسا کر نے دو سندوں سے روایت کیا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام احمد، امام طبرانی اور امام حاکم وغیرہ نے اس سے زیادہ سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت چھ سندوں سے مروی ہے، اس کو امام ہیثمی نے حسن قرار دیا ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام احمد نے صحیح کہا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام احمد نے کتاب الزہد میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں تین سندوں سے بیان کیا ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دیلمی

Marfat.com

نے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو امام اور احمد اور امام ابوداؤد نے سنن میں نقل کیا ہے، پھر ابدال کے متعلق حسن بصری، قتادہ، خالد بن معدان، ابن الزاہریہ، ابن شوذب اور عطا وغیرہم رضی اللہ عنہم جیسے تابعین اور تبع تابعین سے بے شمار آثار مروی ہیں، اس کی مثل لامحالہ تواتر معنوی تک پہنچتی ہے، جس سے ابدال کا وجود بداہتاً ثابت ہوتا ہے، (التعقبات علی الموضوعات ص ۴۷)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

''جس آدمی میں تین چیزیں پائی جائیں وہ ابدال میں سے ہوگا، بھم قوام الدنیا و اھلھا، جن کے وسیلے سے دنیا اور اہل دنیا کا قیام ہے، ہر تقدیر پر راضی رہنا، خدا تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے رکنا، اللہ کے لئے کسی پر غضبناک ہونا (کنز العمال ۱۲/ ۱۸۷، الفردوس ۲/ ۸۴، الحاوی للفتاویٰ ۲/ ۲۴۸)

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

ابدال اہل شام میں ہیں، انہی کے وسیلے سے تم مدد کیے جاتے ہو اور انہی کی وجہ سے تم کو رزق دیئے جاتے ہیں، (اتحاف السادۃ المتقین ۸/ ۳۸۶، مجمع الزوائد ۱۰/ ۶۶، طبرانی کبیر ۱۸/ ۶۵، المستدرک ۴/ ۵۵۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

''چالیس آدمی ہمیشہ ایسے ہوں گے جن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت فرماتا ہے، ان میں سے جب کوئی وصال کر جاتا ہے تو اس کی جگہ کسی اور کو متعین کر دیا جاتا ہے، یہ

Marfat.com

چالیس مردانِ خدا ساری زمین میں ہوتے ہیں، (کنز العمال ۱۲/۱۹۱)

ان احادیث قدسیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بقائے انسانیت کا وسیلہ اور نزول انعامات کا واسطہ ہیں، اگر ان کی بارگاہوں میں جا کر ان کی ارواح طیبہ کے ذریعے سے امداد حاصل کی جائے تو دراصل یہ ان کو وسیلہ اور ذریعہ بنانے والے پروردگار کی امداد ہوگی، یاد رہے کہ کافروں اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے، وما لکم من دون الله من ولی ولا نصیر، وما لکم من دون الله من ولی ولا شفیع، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارا کوئی ولی، مددگار اور شفیع نہیں ہے، ان کا کوئی مددگار اور راہ دکھانے والا نہیں، (سورۃ الکہف:۱۷) اس مضمون کی متعدد آیات ہیں، لیکن مومنوں اور مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے مددگار پیدا کئے ہیں فرمایا،

- ...... بے شک جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کی، اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی، بعضهم اولیا بعض وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں، (القرآن)
- ...... بلکہ مومن مسلمان تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، فاجعل لنا من لدنك ولياً واجعل لنا من لدنك نصيراً، اے اللہ ہمیں اپنی طرف سے کوئی دوست عطا کر اور ہمیں اپنی طرف سے کوئی مددگار عطا فرما، (القرآن)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے مددگار پیدا فرماتا ہے، لہذا ان مددگاروں سے مدد حاصل کرنا، مصائب ومہالک میں ان سے پناہ طلب کرنا شرک نہیں، کیونکہ مسلمان ان مددگاروں کو عبادت کے قابل نہیں سمجھتے، محبت کے قابل سمجھتے ہیں، غیر

Marfat.com

مقلد عالم مولانا وحید الزمان اپنی کتاب ''ہدیۃ المہدی'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں،

''اے اللہ اس کتاب کو لکھنے اور اسے مکمل کرنے میں انبیا وصالحین اور ملائکہ مقربین کی مقدس روحوں کے وسیلے سے مری امداد فرما، بالخصوص ہمارے امام حسن بن علی کی روح، ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی کی روح، ہمارے شیخ ابن تیمیہ حرانی کی روح اور ہمارے شیخ احمد مجدد الف ثانی کی روح کے وسیلے سے امداد فرما،''

کیا کوئی ''موحد'' اپنے اس عالم کو مشرک کہنے کے لئے تیار ہوگا، کیا اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے بغیر امداد کرنے پر قادر نہیں، اگر عامۃ المسلمین انبیا اور اولیا کے وسیلے سے دعا کریں تو مشرک کیسے ہو گئے، شاید حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو اپنے کمالات واحسانات کا مظہر بناتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی سے ثابت ہے،

''میں اپنے بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں، جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، وہ مجھ سے کچھ بھی مانگے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں''، (بخاری ۱/۹۶۳، صحیح ابن حبان ص ۱/۲۸۰، مسند احمد ۶/۲۵۶، مشکوۃ شریف ۱۹۷، سنن کبریٰ ۳/۳۴۶)

ایک روایت میں ہے کہ میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے (فتح الباری

Marfat.com

۱۱/ ۲۸۸) بعض روایات میں ہے کہ وہ میرے ساتھ ہی سنتا ہے، دیکھتا
ہے، میرے ساتھ پکڑتا ہے، چلتا ہے، (حاشیہ بخاری ص ۲/۹۶۳)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اس حدیث مبارک کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں،

"تو پھر اس وقت تجھے علوم لدنی کے اسرار اور ان کے عجائبات کا امانتدار بنایا جائے گا، اور تجھ پر تکوین اور خوارق عادات کو لوٹایا جائے گا، جو اس قدرت کی قسم سے ہے جو اہل ایمان کو جنت میں حاصل ہوگی، پس تو اس حالت میں ہوگا کہ تجھے مرنے کے بعد عالم آخرت میں دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا، پھر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سنے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام کرے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکڑے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ چلے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوچے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ سکون کرے گا، (فتوح الغیب مقالہ ۴۰)

علم حق در علم صوفی گم شود
ایں سخن کے باور مردم شود
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ انعام عطا فرماتا ہے تو ہمیشہ کیلئے عطا فرماتا ہے۔ وہ مزار اقدس میں جا کر بھی قدرت خدا کے مظہر اتم ہوتے ہیں، لہذا ان کے مزار پر جا کر مصائب ٹالنے کی التجا کرنا درست ہے۔ اور وہ ایسا کرنے پر باذن اللہ مامور ہیں، آیئے آلِ نجد کے مقتدر اعلیٰ کی خاک تربت کا کمال ملاحظہ کیجئے،

Marfat.com

''ابو العباس احمد بن علاء الدین بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبد الکریم بغدادی کی لڑکی کو مرض رمد (فتور نظر) لاحق ہو گیا، اسے خیال آیا کہ ابن تیمیہ کی خاک تربت لڑکی کی آنکھوں میں ڈالے، چنانچہ وہ قبر پر گیا، وہاں ایک اور بغدادی اسی مقصد کیلئے خاک جمع کر رہا تھا، علی بن عبد الکریم کی عقیدت اور بڑھ گئی، اس نے خاک لی، بچی کی آنکھ میں ڈالی اور لڑکی دوسری صبح کو تندرست ہو کر اٹھی، (امام ابن تیمیہ ص ۹۹)

ہمارا سوال ہے کہ کیا یہ شرک زمانہ جاہلیت کے شرک سے دوگنا نہیں، اگر ابن تیمیہ کی خاک تربت تیرہ نگاہوں کو روشنی سے مالا مال کرتی ہے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور پھر رسول اعظم، شفیع معظم، نور مجسم، سرور دو عالم ﷺ کے دربار کی خاکِ شفا کیوں نہ متبرک ہو گی۔ اپنے بزرگوں کی قبروں کو بھی شافی مانا جاتا ہے جبکہ انبیا کرام اور اولیا عظام کی ذوات و صفات تک کو کچھ نہیں سمجھا جاتا، کیا یہ انصاف ہے، حضرت شیخ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

''جب ثابت ہو گیا کہ روح باقی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے، اور اس کی بدولت ان میں علم و شعور پیدا ہوتا ہے، جس سے قبر والوں کو زائرین کے احوال سے آگاہی ہوتی ہے، کامل لوگوں کی ارواح جنہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت و منزلت حاصل تھی اور وہ کرامات و تصرفات سے لوگوں کی مدد کرتے تھے، انہیں وفات کے بعد بھی یہ قدرت اور تصرف

Marfat.com

کی طاقت اور بڑھ جاتی ہے۔اب اُن سے امداد مانگنے کے انکار کی معقول وجہ نظر نہیں آتی ،مگر یہ کہ پہلی بات کا انکار کردیا جائے۔اور کہا جائے کہ روحوں کا جسموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ،اور ایسا کہنا تو نصوص کے خلاف ہے،اور یوں قبروں کی زیارت کرنا بھی لغواور بے معنیٰ ہو جائے گا،اور ولی سے امداد طلب کرنے کی صورت اس کے سوا کچھ نہیں کہ محتاج اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرے، اس روحانی وسیلے سے جو بندہ مقبول کو اس کے ہاں حاصل ہے،اور یوں کہے کہ اے اللہ اس بندے کی برکت سے ، جس پر تو نے رحمت فرمائی ہے، میری حاجت کو پورا کردے، پس اس صورت میں بندہ مقبول صرف وسیلہ ہے،اور دینے والا قادر صرف پروردگار ہے،اس صورت میں شرک کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا ،جیسا کہ منکر اولیا کو وہم ہوا ہے،اس قسم کا توسل انبیا اولیا کی حیات میں جائز ہے تو وفات کے بعد کیوں جائز نہیں،کامل افراد کی حیات اور بعد از وفات میں صرف یہ فرق ہے کہ بعد از وفات ان کی روحوں کو ترقی مل جاتی ہے،(فتاویٰ عزیزیہ ۳/۱۰۷)

قرآن پاک میں ہے فالمدبرات امراً ان کی قسم کہ تمام کاروبار دنیا کی تدبیر کرتے ہیں (سورۃ النازعات:۵)اس آیت مبارکہ کی ایک تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی کہ ھم الملائکۃ و کلو باموور عرفھم اللہ تعالیٰ العمل بھا ، یہ تدبیر کرنے والے ملائکہ ہیں جو ان کاموں پر مقرر کئے گئے ہیں جن کی کارروائی اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم فرمائی ہے،حضرت امام بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ارواح اولیا کا ذکر فرماتا ہے، جب وہ اپنے پاک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی ہوئی خطیر ہائے قدس تک رسائی پاتی ہیں، پس اپنی بزرگی کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں، (الامن والعلی ص ۴۴) علمائے اسلام نے تصریح فرمائی ہے، جب تم کاموں میں حیرت زدہ ہو جاؤ تو اصحاب قبور سے مدد چاہو، اگرچہ یہ حدیث نہیں لیکن مزارات کی زیارت کرنے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ ہمارے زمانے کے بعض ملحد بے دین لوگ اس حقیقت کے منکر ہو گئے ہیں، یہ حضرت امام محمد غزالی اور حضرت امام رازی علیہما الرحمہ کا ارشاد ہے، (الامن والعلی ص ۴۴) حضرت امام ابن الحاج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، صالحین کی قبور کے پاس دعا کرنا اور شفاعت چاہنا ہمارے علمائے محققین، ائمہ دین کا معمول ہے، (المدخل ۱/ ۲۴۹) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، وفات کے بعد کامل انسان کے تمام جسمانی تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں، وہ اپنی اصل طبیعت کی طرف لوٹ جاتا ہے اور فرشتوں سے مل کر ان جیسا ہو جاتا ہے، ان کی طرح اس کی طرف بھی الہام ہوتے ہیں اور ان کی طرح وہ بھی تصرف کرتا ہے، کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کرنے اور اس کے لشکروں کی امداد کرنے میں مصروف ہوتی ہیں، اور کبھی بنی آدم کے قریب ہوتی ہیں کہ ان پر افاضہ خیر فرمائیں، (حجۃ اللہ البالغہ جز ۱ ص ۳۵)، حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر روح کو اپنے بدن کے ساتھ ایک معنوی تعلق ہے، روحوں کو علیین یا سجین میں ہونے کے باوجود کائنات میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے، اور اپنے ٹھکانوں میں جانے کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ اگر قبر میں میت کے اجزا بھی بکھر جائیں تو بھی یہ تعلق اور تصرف برقرار رہتا ہے، (مرقاۃ ۴/ ۲۵) حضرت امام ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

Marfat.com

انبیاواولیا کی روحیں زمین وآسمان اور جنت مین جہاں چاہیں تشریف لے جاتی ہیں، دنیا وآخرت میں اپنے دوستوں کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں، ان سے بطریق اویسی فیض پہنچتا ہے، یہی سبب ہے کہ ان کے جسم زندہ ہوتے ہیں، خاک ان کو نہیں کھاتی، بلکہ ان کے کفن بھی تروتازہ اور محفوظ رہتے ہیں، (تذکرۃ الموتی والقبور ص ۴۱) حضرت شیخ اوران کی ذریت اپنے بزرگ محتشم حضرت علامہ ابن قیم الجوزیہ کی کتاب الروح کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں، انہوں نے بھی روحوں کے تصرف، قوت، سرعت کو بڑے عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ان کا اپنے اجسام سے تعلق قائم رہتا ہے، اوروہ اپنے زائرین کو پہچانتی ہیں اوران کی امداد کرتی ہیں، انکے حق میں دعا کرتی ہیں اورایک ہی وقت میں کئی مقامات پر حاضر ہوتی ہیں، جیسا کہ روح القدس علیہ السلام حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس بھی ہوتے تھے اور مقام سدرۃ المنتہیٰ پر بھی، جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور آگے مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے، چند روحیں مل کر لشکر جرار کو شکست فاش دے سکتی ہیں، ان کے اختیار میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس طرح وفات کے بعد اہل قبور کے تصرف، امداد اور فیضان نظر کا اعتراف حضرت علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی کرلیا ہے، حضرت شیخ کبیر امام ابوعبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ روحانی کیفیت کی طرف منتقل ہوجائے تو اسے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) غیب کا علم حاصل ہوجاتا ہے، اس کیلئے زمین سمٹ جاتی ہے، اوروہ پانی پر چلتا ہے اور نظروں سے اوجھل ہوسکتا ہے، (مرقاۃ ۱/۶۲) انسان کامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے، واقعی اس کی یہی شان وعظمت ہونی چاہیئے ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب وکارآفریں کارکشا، کارساز

Marfat.com

حضرت شیخ کا فرمانا کہ قبر والوں سے مدد مانگنا شرک اکبر ہے، اس کا جواب انہی کے ہم عقیدہ جناب نواب وحید الزمان کی زبان سے ملاحظہ کیجئے،

''عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے اس مسئلہ میں زندوں اور مردوں کا فرق کیا ہے اور گمان کیا ہے کہ وہ امور جو بندوں کی قدرت میں ہیں، ان امور میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں، جبکہ مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے، حالانکہ یہ واضح طور پر غلط ہے، کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں'' (ہدیۃ المھدی ص ۱۸)

سب کے ممدوح حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جس کی زندگی میں اس سے مدد مانگی جاتی ہے، اس سے وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے گی، اہل قبور کی برکات وتصرفات کا اعتراف حضرت علامہ ابن تیمیہ حرانی نے بھی فرمایا ہے،

''اسی طرح انبیا و صالحین کی قبروں کے نزدیک ظاہر ہونے والی کرامات بھی ہیں، مثلاً ان قبروں کے نزدیک انوار الٰہیہ اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، شیاطین و بہائم ان سے دور رہتے ہیں، ان کے ارد گرد کی آگ بجھ جاتی ہے، وہ اپنے پڑوس میں مدفون لوگوں کی شفاعت کرتے ہیں، اس لئے ان کے قریب دفن ہونا بہتر ہے، وہاں جا کر سکون قلب اور اطمینان حاصل ہوتا ہے، یہ سب باتیں برحق اور بالکل صحیح ہیں، ان باتوں کا ہماری بحث سے تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ انبیا کرام اور صالحین کی قبروں پر جو رحمتیں اور برکتیں فرماتا ہے اور اس کی بارگاہ میں انہیں جو شرف و کرامت

Marfat.com

حاصل ہے وہ اکثر لوگوں کے وہم وگمان سے بھی زیادہ ہے (اقتضا الصراط المستقیم ص ۳۸۴ بحوالہ مزارات اولیا ص ۱۶۱)

اب چند محبوبان خدا کے مزارات کی برکتیں مشاہدہ کریں، حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر آکر بارش کی دعا کی جائے تو بارش نصیب ہو جاتی ہے، (الاستیعاب ۱/۴۰۴) حضرت سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے مزار پر جو بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے، ان کے مزار کو قبر المراۃ الصالحہ کہا جاتا ہے، (البدایہ والنھایہ ص ۱۵۳) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کیلئے علما کرام اور حاجت مند افراد حاضر ہوتے ہیں، آپ کو وسیلہ بناتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں، حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ بھی اپنی حاجت روائی کیلئے مزار امام پر حاضر ہوا کرتے تھے (الخیرات الحسان ۱/۳۸) حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے مزار کی زیارت کیلئے لوگ آتے ہیں اور اس کی برکت حاصل کرتے ہیں، (مقدمہ اشعۃ اللمعات) حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بھی حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے توسل کیا کرتے تھے (شواہد الحق ص ۱۴۴) حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے مزار کی زیارت کرنا اور برکات حاصل کرنا مسلمانوں کا معمول ہے، (مرقاۃ ۱/۲۲) حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا مزار دعا کی قبولیت کیلئے تریاق ہے (اشعۃ اللمعات ۱/۷۱۵) حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کا مزار اکسیر مجرب ہے، (صفۃ الصفوۃ ۲/۱۸۳) حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے مزار کی مٹی سے خوشبو آتی رہی اور لوگ اسے بطور تبرک لے جاتے رہے، (ہدی الساری ۲/۲۶۶) آپ کے مزار کے توسل سے شدید بارش ہوئی (ارشاد الساری ص ۱/۳۹) حضرت ابو العباس سیاری علیہ الرحمہ کے مزار پر لوگ مرادیں پاتے ہیں، مقاصد کے حل کیلئے وہاں جانا مجرب ہے۔ (کشف المحجوب ص ۲۳۵) حضرت شیخ ابن باز نے تو شاید ساری عمر کوئی کافر بھی مسلمان نہیں کیا، حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ نے

Marfat.com

نوے لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے، جب اتنا بڑا موحد ''گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا''، کا ترانہ آلاپ رہا ہے تو حضرت داتا علی ہجویری قدس سرہٗ میں ایسے خداداد کمالات موجود ہیں تو آلاپ رہا ہے، کتنے تعجب کی بات ہے کہ مسلمان حضرت شیخ ابن باز کے خود ساختہ نظریے کی پیروی تو کریں اور جس کے صدقے اہل برصغیر کو کلمہ نصیب ہوا، اس کی پیروی نہ کریں، ہاں ہاں حضرت داتا علی ہجویری، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت غوث اعظم، حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی، حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی، حضرت سید جماعت علی لاثانی، حضرت خواجہ نورالدین قدس سرہم کے مزارات اور دیگر ہزاروں اولیا کے مزارات خیرات وحسنات کے خزانے تقسیم کررہے ہیں، احقر راقم السطور کا اپنا واقعہ ہے، میرے عرصہ پانچ سال سے دائیں ٹانگ میں شدید درد تھا، اسے شیٹیکا پین یا لنگڑی کا درد بھی کہتے ہیں، بہت علاج معالجے کروائے، کوئی آرام نہ آیا، یہی درد میرے دوست مولانا غلام دستگیر احمد کو بھی لاحق تھا، ہم دونوں آفتاب شرقپور حضور شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جاتے ہوئے اڈے سے لے کر مزار تک دو تین مرتبہ دم مارا، کیونکہ یہ درد چلنے نہیں دیتا، مزار پر جاکر فاتحہ پڑھی اور ان سے دعا کی درخواست کی، خدا شاہد ہے، اس دن سے آج تک شفا ہی شفا ہے، ہم دونوں دوست اس موذی مرض سے مکمل شفایاب ہیں، یہ اگر اتفاق ہوتا تو ایک کیساتھ ہوتا، دونوں کا ایک ہی دن شفایاب ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور شیر ربانی قدس سرہٗ کا عالی شان تصرف ہے، میرے ایک دوست حافظ شان رضا صاحب ایک شدید مشکل سے دوچار تھے، وہ میرے سامنے حضور پیر لاثانی علی پوری قدس سرہٗ کے مزار پر اتنا روئے کہ میں خود حیران رہ گیا، چند دنوں کے بعد ان کی مشکل ختم ہوگئی، اور اب وہ پرسکون زندگی گزار رہے ہیں، مولانا غلام دستگیر احمد صاحب ملازمت کے بارے میں بہت پریشان تھے،

Marfat.com

رہے ہیں، مولانا غلام دستگیر احمد صاحب ملازمت کے بارے میں بہت پریشان تھے، میں نے کہا، ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ خواجہ دوست محمد قندہاری قدس سرہٗ کا فرمان ہے کہ تم بڑے بزرگوں کو تکلیف نہ دیا کرو، تمہارے چھوٹے بڑے معاملات پورے کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں ہی کافی ہوں، لہذا آپ ان کی بارگاہ میں حاضری کی نیت کریں، انشاء اللہ کام ہو جائے گا، مولانا نے کہا کہ میں نے اسی وقت سے نیت کر لی، آپ یقین فرمائیں، اسی دن انہوں نے عربی ٹیچر کا اشتہار پڑھا اور درخواست دے دی، چند دنوں کے بعد ان کی تقرری ہو گئی، پھر وہ میرے ہمراہ حضرت خواجہ قندہاری قدس سرہٗ کے دربار میں حاضر ہوئے، اور ان کی توجہات کا شکریہ ادا کیا۔ ہم سب اہل خاندان کا معمول ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے، ہم عارف کامل، مرشد عالی جناب حضرت مولانا محمد نور الدین سرکار قدس سرہٗ کے دربار نور میں حاضر ہوتے ہیں، اور ان سے اپنا مسئلہ اس طرح عرض کرتے ہیں جس طرح کوئی اولاد مہربان باپ سے عرض کرتی ہے، مشکلات کو ٹالنے والا پروردگار ان کی دعا اور توجہ سے مشکل آسان کر دیتا ہے۔

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

ایک مسلمان کی سب سے بڑی مشکل ایمان کی حفاظت ہے، ان مخلصین اسلام کے درباروں پر ایمان محفوظ رہتا ہے، کیونکہ وہاں شیطان کا کوئی تسلط نہیں، اللہ پاک نے قرآن پاک میں اپنے ان برگزیدہ بندوں کی شان میں ارشاد فرمایا ہے،

۞......ان عبادی لیس لک علیھم سلطن یعنی بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں (سورۃ الحجر:۴۲) اور شیطان نے اعتراف کیا تھا کہ میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا لیکن عبادك منهم المخلصين، تیرے مخلص بندوں پر مرا کوئی تسلط نہیں،

Marfat.com

معلوم ہوا اگر کوئی شیطانی اثرات سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو ان اہل اخلاص کی بارگاہوں کا خادم بن جائے، ان محفوظ پناہ گاہوں کا سہارا حاصل کر لے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ آج بھی جو شخص ان اللہ والوں کا مرید ہے، ان کے آستانوں پر حاضری دیتا رہتا ہے، وہ بدعقیدگی اور بدعملی کے تمام اثرات سے بچا ہوا ہے

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ سنتا ہے، پھر انبیا اور اولیا کے پاس جانے کا کیا فائدہ، ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر جگہ سنتا ہے، لیکن مانتا اس وقت ہے جب اس کے پیاروں کے وسیلے سے مانگا جائے، ان لوگوں کو سنانے کی فکر ہے اور ہمیں منانے کی فکر ہے، پھر یہ بھی اعتراض ہے کہ جب وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے تو اسے پانے کے لئے اور کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے، ہم کہتے ہیں، یہ سوال نہیں کہ وہ ہمارے کتنا قریب ہے، سوال یہ ہے کہ ہم اس کے کتنے قریب ہیں، ہم اس کے قریب ہونا چاہتے ہیں تو ان کے قریب جانا پڑے گا، جو اس کے قریب ہو چکے ہیں، اس فلسفے پر بے شمار دلائل موجود ہیں، خدا تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔

چند آیات کا افہام: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

"اے محبوب ان لوگوں کو اس شخص کا حال سناؤ، جس کو ہم نے اپنی آیات عطا کیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا، پس شیطان اس کے تعاقب میں نکلا تو وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا" (سورۃ الاعراف: ۱۷۵)

حضرت علامہ اسماعیل ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کے تحت ایک حدیث مبارک بیان فرمائی ہے، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

Marfat.com

رسول خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ نے اعلان فرمایا،

ان مما اتخوف علیکم رجل قرء القرآن حتی ازارویت بہجتہٗ علیہ .... بے شک مجھے تم لوگوں پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن کی تلاوت کرے گا، جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور وہ اسلام کی چادر اوڑھ لے تو اللہ جدھر چاہے گا، اس کے تکبر کی وجہ سے اسے چھوڑ دے گا، پھر وہ شخص اسلام کی چادر اتار کر اور اسے پس پشت ڈال کر اپنے ہمسائے پر تلوار چلانا شروع کر دے گا، ورماہ بالشرك اس پر شرک کا الزام عائد کرے گا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا نبی اللہ! شرک کا زیادہ حقدار کون ہوگا جس پر الزام عائد ہوا یا جس نے الزام عائد کیا، آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے الزام عائد کیا (وہ شرک کا زیادہ حقدار ہوگا)

قارئین کرام! خدارا نظر انصاف سے قرآن وحدیث کے اس ارشاد ہدایت بنیاد کی روشنی میں حضرت شیخ ابن باز نجدی اور ان کی ذریت کے الزامات کا مشاہدہ کریں، قرآن پاک پڑھ پڑھ کر تمام اہل اسلام کو شرک اور کفر کے الزامات سے آلودہ کر رہے ہیں، محبوبان خدا کو معبودان باطلہ کا نام دے کر ان کی اطاعت ومحبت سے مالا مال مسلمانوں کو زمانہ جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بڑے مشرک قرار دے رہے ہیں۔

تم نے وہ لوگ ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنھیں خاک چھان کر

آیئے اس آیات کا مفہوم بیان کریں جن کو بیمار ذہنوں نے نجانے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے،

Marfat.com

﴿......۱......﴾

ان الـذيـن تـد عـون مـن دو ن الله عبادا مثالكم فا دعوهم فليستجيبوا لكم ان كنتم صادقين ، بے شک تم جنھیں اللہ کے سوا پکارتے ہو (یعنی جن کی عبادت کرتے ہو) وہ تمہاری طرح بندے ہیں، پس انہیں پکارو تو وہ تمہیں جواب دیں، اگر تم سچے ہو، (سورۃ الاعراف:۱۹۴)

اس آیت کریمہ میں "عباد امثالکم" سے مراد انبیا اور اولیا نہیں، پتھر اور مٹی کے بت ہیں جن کو انسانی صورت میں بنایا گیا تھا، اس آیت کریمہ کے بعد وارد ہونے والی آیات میں ہی وضاحت موجود ہے، فرمایا الهم ارجل يمشون بها .... کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چل سکیں، کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑ سکیں، کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھ سکیں، کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سن سکیں، اور جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (یعنی پوجتے ہو) وہ تمہاری امداد نہیں کر سکتے اور نہ اپنی امداد کر سکتے ہیں، اور اگر تم ان کو راستے کی طرف بلاؤ تو نہیں سنتے، اور تم انہیں دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں، حالانکہ وہ نہیں دیکھ سکتے (سورۃ الاعراف:۱۹۸) اگر عقل وشعور کی روشنی نصیب ہو تو یہ سب آیات خود اپنی تفسیر ہیں، جن ﴿عبـاد امثـالکم﴾ کو کفار عرب پکارتے تھے یا ان کی عبادت کرتے تھے، ان کی شکل وصورت تو انسان سے ملتی تھی، لیکن وہ دیکھنے، سننے، پکڑنے اور چلنے کی قوت سے عاری تھے، وہ کسی کی امداد کیا اپنی امداد نہیں کر سکتے تھے، ان کی پتھریلی آنکھیں تو کھلی ہوئی تھیں لیکن ان میں بصارت اور بصیرت کا نور جلوہ گر نہیں تھا، اب انصاف سے بتائیے کہ ان آیات مبارکہ کو انبیا اور اولیا پر کیسے چسپاں کیا جا سکتا ہے، ایک تو مسلمان ان کو خدا کا شریک سمجھ کر نہیں پکارتے، اور

Marfat.com

نہ ہی ان کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں، دوسرا وہ بتوں کے احکام میں داخل نہیں، وہ دیکھتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں، وہ سنتے[1] ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سنتے ہیں، وہ پکڑتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے پکڑتے ہیں، وہ چلتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے چلتے ہیں، وہ امداد کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے امداد کرتے ہیں

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تمام مفسرین امت کے نزدیک ﴿عباد امثالکم﴾ سے مراد بت ہیں اور ﴿الذین تدعون﴾ سے مراد بتوں کی عبادت کرنے والے مشرکین ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،

> ''بے شک جن کو پکارتے ہو، (تعبدون) یعنی عبادت کرتے ہو، اللہ کے سوا (من الاصنام) یعنی پتھر، مٹی وغیرہ کے بت، وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں، ﴿مخلوقون امثالکم﴾ یعنی تمہاری صورت میں گھڑے ہوئے مجسمے ہیں .... اے محبوب تم ان کو دیکھتے ہو، (یعنی الاصنام) یعنی بتوں کو'' (تفسیر ابن عباس ص ۱۱۲)

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ پکارنا سے مراد عبادت کرنا ہے، عباد سے مراد بت ہیں، انکو ﴿عباد﴾ یعنی بندے اس لئے کہا گیا کہ پتھر اور لکڑی کے بت بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، ﴿امثالکم﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری شکل و صورت پر گھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی آنکھیں ہیروں سے مزین ہیں (جو دیکھنے کی

---

[1] حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سن لی تھی، حضور انور ﷺ نے زمین پر چلنے والے بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز جنت میں سماعت فرمائی تھی، آپ تمام مسلمانوں کا درود اور سلام سماعت فرماتے ہیں،

Marfat.com

قوت سے عاری ہیں) (تفسیر قرطبی ۴/ ۲۱۷) حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ حضرت امام اسماعیل ابن کثیر علیہ الرحمہ، حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ، حضرت امام خازن علیہ الرحمہ، حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ، نے بھی، ﴿عباد امثالکم﴾ سے بت مراد لئے ہیں، پکارنا کو عبادت کرنا قرار دیا ہے، کسی مستند مفسر نے یہ آیت کریمہ انبیا اور اولیا پر چسپاں نہیں کی اور اس کی آڑ میں مسلمانوں کو مشرک قرار نہیں دیا۔

﴿......۲......﴾

والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الافی ضلل ، وہ لوگ جو اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں (یعنی عبادت کرتے ہیں) وہ ان کی کوئی نہیں سنتے، مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہو کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے، اور پانی ہرگز (اس کے منہ تک) نہیں پہنچے گا، اور کافروں کی ہر دعا گمراہی کا شکار ہے (یعنی رائیگاں ہے۔ (سورۃ الرعد: ۱۴)

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ﴿والذین یدعون من دونہ ای یعبدون الاصنام والاوثان﴾ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بتوں اور مجسموں کی عبادت کرتے ہیں، وہ بت اور مجسمے ان کی کوئی فریاد نہیں سنتے ﴿وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ای لیست عبادۃ الکافرین الاصنام الا فی ضلال﴾ کافروں کی ہر دعا گمراہی کا شکار ہے، یعنی ان کا بتوں اور مجسموں کی عبادت کرنا گمراہی کا شکار ہے۔
(تفسیر قرطبی ۵/ ۱۹۷) اسی طرح باقی مفسرین امت نے صراحت سے لکھا ہے جس طرح پانی کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے کی پانی کو کوئی خبر نہیں ہوتی اس عدم شعور کی وجہ سے بت

Marfat.com

اور مجسمے بھی پانی کی طرح جماد ہیں استجابت سے تہی دامن ہیں، ان کی عبادت کرنا عبادت کی توہین ہے، اس آیت کریمہ کو انبیا اور اولیا پر چسپاں کرنا جہالت وضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔ ان کی ذوات قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ونصرت کا وسیلہ بنایا ہے۔ یہ آیت کریمہ مسلمانوں پر بھی چسپاں نہیں کی جاسکتی کہ وہ انبیا اور اولیا کو خدا سمجھ کر یا خدا کے مقابلے میں نہیں پکارتے اور نہ ان کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں، ایک بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اگر کسی مقبول بندے کو پکارا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف بھی مشکل آسان کر دے گا، یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مقبول بندے کی بھی عبادت کی جائے کہ وہ راضی ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے زبردستی مشکل آسان کروالے گا، جیسا کہ یہودی، عیسائی اور مشرکین عرب انبیا اور جنات کی عبادت کرتے تھے، ایسی صورت میں وہ مقبول بندہ پکارنے والے کی پکار سے اور عبادت کرنے والے کی عبادت سے بری ہوگا، اس صورت میں وہ پکارنے والے کو اور عبادت کرنے والے کو کوئی نفع نہیں دے سکتا، اور نہ کوئی نقصان ٹال سکتا ہے، حتیٰ کہ ایسے بدنصیب کی وہ شفاعت بھی نہیں کرسکتا، الحمدللہ اہل اسلام بھی اس صورت میں کسی مقبول بندے کو نہیں پکارتے اور نہ اس کی عبادت کرتے ہیں، اہل اسلام کے نزدیک انبیا اور اولیا کے تمام تر کمالات اللہ تعالیٰ کی مشیت وقدرت کے تابع ہیں۔ وہ مردے زندہ کرتے ہیں، برص والوں کو شفا دیتے ہیں، اندھوں کو بصارت عطا کرتے ہیں، چھپی ہوئی چیزوں کی خبر بخشتے ہیں، سورج کو واپس لوٹاتے ہیں، پتھروں سے پانی کے چشمے جاری کرتے ہیں، بوسیدہ کھجوروں کو تروتازہ کرتے ہیں، بے موسمی پھل منگواتے ہیں، مستقبل کے اسرار فاش کرتے ہیں، آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت لاتے ہیں، لوہے کو موم بناتے ہیں، ہواؤں، جنوں، فرشتوں پرندوں، درندوں پر حکومت کرتے ہیں، تین میل سے چیونٹی کی آواز سنتے ہیں، پہاڑ کے

Marfat.com

دامن سے اونٹنی کو ظاہر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے، مشیت سے، قدرت سے کرتے ہیں، کوئی معجزہ ہو یا کوئی کرامت ہو، سب میں قدرت الٰہی اور مشیت الٰہی کا ظہور ہوتا ہے، لہٰذا اخدارا اہل اسلام پر رحم کھایا جائے اور ان کو پلید مشرکوں کی صفوں میں شامل نہ کیا جائے۔

ہمارے دامن ایماں سے کھیلنے والو
ہمیں بہار کا سورج سلام کرتا ہے

﴿......۳......﴾

قل ادعو الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اولیک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ط ان عذاب ربک کان محذورا O اے محبوب فرمادے، تم ان کو پکارو جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا گمان کرتے ہو، پس وہ تم سے کوئی تکلیف دور کرنے اور (مشکل) پھیرنے کا اختیار نہیں رکھتے، وہ (نیک لوگ) جن کو یہ پکارتے ہیں تو وہ (نیک لوگ) خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون (اللہ کے زیادہ) قریب ہے، اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خود کھاتے ہیں، بے شک تیرے رب کا عذاب خوف کی چیز ہے (سورۃ بنی اسرائیل:۵۶،۵۷)

اس آیت کریمہ کی شان نزول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ ﴿ناس من الجن کا نوا یعبدون فاسلموا﴾ کچھ مشرکین بعض جنات کی عبادت کرتے تھے، پھر وہ جن تو مسلمان ہو گئے (لیکن مشرکین ان کی عبادت

Marfat.com

کرتے رہے) (صحیح بخاری ۲/۶۸۵) یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ﴿یدعون﴾ کا معنی ﴿یعبدون﴾ ہے، یعنی وہ عبادت کرتے ہیں، تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی مقبول بندے کی بھی عبادت کی جائے تو وہ عبادت گزار کی کوئی مشکل آسان نہیں کر سکتا اور نہ اس کی کسی مصیبت کو پھیر سکتا ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ کچھ مشرکین فرشتوں کی، حضرت عزیر علیہ السلام کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور بعض جنوں کی عبادت کرتے تھے، ﴿کانوا یعبدون﴾ کے الفاظ وارد ہیں، (تفسیر ابن جریر ۹/۱۰۲) دیگر مفسرین امت نے بھی یہی رقم فرمایا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے مقابلے حضرت عزیر علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرات ملائکہ علیہم السلام، اور بعض جنات اپنے عبادت گزاروں کو کیا فائدہ دے سکتے تھے، مشرکوں اور کافروں کو کسی کی شفاعت اور ولایت ہرگز نہیں بچا سکتی قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے،

> ''تو کیا کافروں نے گمان کر رکھا ہے کہ وہ میرے بندوں کو میرے مقابلے میں مددگار بنالیں گے، بے شک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے'' (سورۃ الکہف:۱۰۲)

الحمد للہ! مسلمان اس قسم کی عبادت اور شفاعت کے قائل نہیں جو کافروں کا طرہ امتیاز ہوا کرتی تھی، مسلمان، مقبولانِ خدا کی ہرگز ہرگز عبادت نہیں کرتے اور ان کی اسی شفاعت کے طلبگار ہیں جس پر ان کے خدا تعالیٰ نے ان کو فائز کر رکھا ہے، اس آیت کریمہ میں وسیلے کا ثبوت مل رہا ہے ﴿یبتغون الی ربھم الوسیلہ ایھم اقرب﴾ یعنی مقبول بندے اپنے رب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون رب تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے، یہ امر دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انبیا اور اولیا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی صفات کا وسیلہ چاہتے ہیں، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت و

Marfat.com

رافت کا وسیلہ عظمٰی اور ذریعہ کبریٰ ہیں، لہذا ہم امتی کیوں نہ قربت خداوندی سے سرفراز ہونے کیلئے ان کا وسیلہ طلب کریں اور ہم کیوں نہ ان کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی تمنا رکھیں، بوصیری کہتے ہیں

یا اکرم الخلق مالی من الو ذبه
سواك عند حلول الحادث العمم

۴

ان الـذیـن تدعون من دون الله لن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا له ط وان یسلبهـم الـذبـاب شیأً لا یستنقذوہ منه ضعف الطالب والـمطلوب ہ بے شک تم لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو، وہ سب مل جل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے، اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہیں سکتے، کتنا کمزور ہے طالب اور (کتنا کمزور ہے) مطلوب، (الحج:۷۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

یعنی تم اللہ کے سوا جن مجسموں اور بتوں کی عبادت کرتے ہو، وہ مجسمے اور بت ایک مکھی بنانے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ سارے بت (عزیٰ، لات، منات ہُبل) اور ان کے عبادت گزار (ابوجہل، ابولہب، ولید بن مغیرہ) اکٹھے ہو جائیں، (پھر اتنے مجبور ہیں کہ) ان پر شہد وغیرہ کا لیپ کیا جاتا ہے، اور اس شہد سے کوئی مکھی کچھ حصہ لے جائے تو وہ مجسمے اور بت اس مکھی سے وہ حصہ نہیں چھڑا سکتے، یہ طالب یعنی عابد اور یہ مطلوب یعنی معبود کتنے

Marfat.com

کمزور ہیں، (تفسیر ابن عباس ص ۲۱۱)

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بھی یہی لکھا ہے، کہ یہاں وہ مجسمے اور بت مراد ہیں جن کی مشرکین عرب عبادت کرتے تھے، وہ کعبہ اور مکہ مکرمہ کے ارد گرد رکھے ہوئے تھے، ان کی تعداد تین سو ساٹھ تھی، (تفسیر قرطبی ۲/۶۴) حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "یعنی الاصنام" من دون اللہ سے مراد مجسمے اور بت وغیرہ ہیں، (تفسیر معالم التنزیل ۳/ ۲۹۸) حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ بھی لکھتے ہیں، "یعنی الاصنام تعبدونها متجاوزین عبادة الله ، یہاں بت مراد ہیں جن کی تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے متجاوز کرتے ہوئے عبادت کرتے ہو، (روح البیان ۶/ ۶۱) اس آیت کریمہ کو انبیا اور اولیا پر چسپاں کرنا سراسر زیادتی ہے۔ کیا قرآن پاک نے انبیا اور اولیا کے خداداد کمالات بیان نہیں فرمائے، اللہ تعالیٰ کے دشمن اور مشرکوں کے باطل معبود تو مکھی نہیں بنا سکتے، مکھی سے کوئی چیز چھڑا نہیں سکتے لیکن اللہ تعالیٰ کے دوست اور مسلمانوں کے کامل محبوب مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مارتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن و مشیت سے محو پرواز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب مولا ہیں، ولی ہیں، مددگار ہیں، غنی کرنے والے ہیں، ظہیر ہیں، نصیر ہیں۔ انصار ہیں، ہاتھوں والے ہیں اور آنکھوں والے ہیں۔ ولیوں اور مجسموں میں فرق کرنا چاہئے ورنہ قرآن کی پھٹکار دوزخ میں ڈال دے گی۔ اللھم اجرنا من النار بحرمة سید الابرار،

﴿......۵......﴾

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیا کمثل العنکبوت ج اتخذت بیتا ط وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ○ ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور ولی بنائے مکڑی کی طرح ہے، اس نے جالے کا گھر بنایا

Marfat.com

بے شک سب گھروں سے کمزور ترین گھر مکڑی کا ہوتا ہے، اگر وہ لوگ جانتے، (العنکبوت:۴۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں، یہاں ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو پروردگار مان کر عبادت کی، آپ نے اتخذوا کا معنٰی "عبدوا" اور "من دون اللہ اولیا" کا معنٰی "ارباباً من الاوثان" کی صورت میں بیان کیا ہے۔ جس طرح مکڑی کا گھر گرمی اور سردی سے نہیں بچا سکتا اس طرح یہ مجسمے اور بت اپنے عبادت گزاروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ (تفسیر ابن عباس ص ۲۴۸) حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ مشرکین جان لیتے کہ اوثان و اصنام کی عبادت مکڑی کے گھر کی طرح بے فائدہ ہے تو ان کی عبادت نہ کرتے، (تفسیر قرطبی ۷/۲۲۹) حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، ای الاصنام یرجون نصرھا مراد بت ہیں جن سے وہ امداد کی امید رکھتے ہیں، (معالم التنزیل ۳/۴۶۸) حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، والمراد بالاولیاء الالھۃ ای الاصنام یہاں "اولیا" سے مراد جھوٹے خدا یا اصنام ہیں، (تفسیر روح البیان ۷/۴۷۰) حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، من دون اللہ اولیاء ای اصناماً یرجون نفعھا .... الاصنام لا تنفع عابدیھا، اللہ کے سوا اولیا سے مراد اصنام ہیں جن سے مشرکین نفع کی امید رکھتے ہیں، اصنام اپنے عبادت گزار کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے، (تفسیر جلالین ص ۳۳۸) اس آیت کریمہ کو انبیا اور اولیا پر چسپاں کرنا کہاں کا انصاف ہے، مسلمان "من دون اللہ اولیا" کو نہیں مانتے، مسلمان "من عند اللہ اولیا" کو مانتے ہیں، جن کیلئے دنیا و آخرت میں بشارت ہے، جو زمین کے وارث ہیں، جو جنت کے بادشاہ ہیں، جن کو نہ دنیا کے حوادث کا خوف ہے نہ آخرت کے مہالک کا خدشہ ہے۔

Marfat.com

جو اپنے محبت گزاروں کی امداد کرتے ہیں، جو دین خدا کے انصار ہیں، جو بندگان خدا کے مددگار ہیں، جو قاری نظر آتے ہیں، حقیقت میں قرآن ہیں، جو اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے انسان ہیں۔

خدا کے پاک بندے مظہر اخلاق باری ہیں
زمانے بھر کی دولت ہے انہی کی خانقاہوں میں

……٦……

والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر، بے شک تم لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو، وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری بات نہیں سنتے، اور اگر سن بھی لیں تو حاجت دور نہیں کر سکتے (سورۃ الفاطر:۱۳،۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ﴿والذین تدعون،تعبدون،من دونہ،من دون اللہ، مایملکون،من قطمیر،لایقدرون،ان یفعلوامن ذالك قلم قطمیر﴾ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم لوگ جن کی عبادت کرتے ہو، وہ کھجور کے دانے پر آنے والے چھلکے کے مالک نہیں، یعنی اتنا کام کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے (تفسیر ابن عباس ص ۲۷۰)

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یعنی ﴿الاصنام ما یملکون من قطمیر﴾ گویا ان سے مراد بت ہیں جو کھجور کے دانے پر آنے والے چھلکے کے بھی مالک نہیں (تفسیر قرطبی ۷/۲۱۴) حضرت امام خازن نے بھی لکھا ہے، مراد بت ہیں جو کھجور کے دانے پر آنے والے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر ان بتوں کو بلاؤ تو وہ آواز نہیں سنتے،

Marfat.com

کیونکہ وہ محض پتھر ہیں، (تفسیر خازن ۵۳۲/۳) اس آیت کریمہ کو انبیا اور اولیا پر چسپاں کرنا
کونسی قرآن فہمی ہے، اصنام اور اوثان تو کھجور کے دانے پر آنے والے چھلکے کے بھی مالک
نہیں، لیکن انبیا اور اولیا دو جہان کے وارث اور مختار ہیں، بالخصوص اللہ تعالیٰ کا رسول
اعظم و آخر ﷺ تو اس کی عنائیوں کا قاسم ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اس کا
نام بھی بیان فرمایا ہے ﴿قل الانفال لله وللرسول﴾ فرمادے، غنیمتوں کا مالک اللہ اور
اس کا رسول ہے۔ (سورۃ الانفال:۱) ﴿سیئو تینا الله من فضله ورسولهٗ﴾ اب عطا کرتا
ہے اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (بھی عطا کرتا ہے، اپنے فضل سے) (سورۃ
التوبہ:۵۹) ﴿اذا قضى الله ورسولهٗ﴾ اور جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم نافذ کر دے،
(سورۃ الاحزاب:۳۶) اس طرح اور بھی بے شمار مثالیں ہیں، جن کو قرآن و حدیث میں
تلاش کیا جا سکتا ہے، لیکن دیدہ بیدار کی ضرورت ہے۔ بتوں اور مجسموں کے پاس اور
باطل معبودوں کے ہاں تو چھلکے جتنا بھی اختیار نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے
فرمایا ہے ﴿اعطيت الكنزين الاحمر والا بيض﴾ مجھے سرخ و سفید خزانے عطا کئے
گئے، (رواہ مسلم، مشکوٰۃ:۵۱۲) اور فرمایا ہے، ﴿او تیت مفاتيح خزائن الارض فوضعت
فی یدی﴾ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے حضور پیش کی گئیں اور میرے ہاتھ پر
رکھ دی گئیں (رواہ البخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۲) اور فرمایا ہے ﴿فاعلموا انما الارض لله
ولرسوله﴾ جان لو! زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے (رواہ البخاری) اور فرمایا ہے، میں
مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ مالک ہوں (رواہ البخاری) حضور اقدس ﷺ کے
خلفائے راشدین کو بھی اللہ تعالیٰ نے کرامات و کمالات کے خزانے عطا فرمائے،
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے رقعے کی برکت وجلالت سے دریائے نیل کا پانی
رواں دواں ہو گیا، (تاریخ الخلفاء ص ۸۴) آپ کے کوڑے کی ہیبت سے زمین کا زلزلہ رک

Marfat.com

گیا، (جامع کرامات اولیا ص ۴۵۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رب تعالیٰ نے مجھے ایسی فراست عطا فرمائی ہے جس سے میں دلوں کے خیالات بھی جانتا ہوں، (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۶۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے سورج لوٹا دیا گیا، بتوں اور مجسموں کے پاس تو کچھ نہیں اوران کے پجاریوں کے پاس بھی کچھ نہیں، اگر اللہ تعالیٰ کے بنائے خلفا کرام کے پاس بھی کچھ نہ ہو تو اللہ کو ماننے کا کیا فائدہ ہوگا۔

۷

وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً، اور بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی (کو خدا سمجھ کر) نہ پکارو، کسی کی عبادت نہ کرو، (سورۃ الجن: ص ۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

﴿وان المساجد لله بنيت لذكر الله ، فلا تدعوا فلا تعبدوا﴾ اور بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے بنائی گئی ہیں، لہذا اس کے ساتھ کسی کو نہ پکارو یعنی کسی کی عبادت نہ کرو، (تفسیر ابن عباس ص ۳۷۰) حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت بھی کرتے تھے، ان کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے تھے، ان کے اس رویے کا رد فرمایا گیا اور مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنائی جاتی ہیں وہاں کسی اور کی عبادت نہ کرنا، تمام مفسرین امت نے یہاں بھی "فلاتدعوا" کا معنیٰ "فلا تعبدوا" کی صورت میں کیا ہے، یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا اور خدا کا بیٹا سمجھ کر پکارنا مراد لیا ہے، اس کی تائید دیگر آیات سے بھی ہوتی ہے، فرمایا، فلا تدع مع الله الها اخر پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کی

Marfat.com

عبادت نہ کرنا (سورۃ الشعرا:۲۱۳) اور فرمایا، ومن یدع مع اللہ الھا اخر، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کی عبادت کرے، (سورۃ المومنون:۱۱۷) معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا یا کسی اور کو خدا[1] سمجھ کر پکارنا شرک ہے اور مسلمان اس شرک سے ہر طرح محفوظ ہیں، کیونکہ وہ انبیا اور اولیا کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں خدا سمجھ کر پکارتے ہیں، وہ تو ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کو نصرت خداوندی کا وسیلہ اور مظہر سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ان دونوں باتوں پر بے شمار دلائل ہیں۔ غیر مقلدین کے امام مولانا نواب وحید الزمان صاحب نے بھی اس پر کافی دلائل دیئے ہیں اور جمہور اہل اسلام کے عقیدے کی توثیق وتصدیق کی ہے۔ ان کے نزدیک دعا کا شرعی معنی عبادت ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں جبکہ دعا کا لغوی معنی ندا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ زندہ کیلئے بھی اور فوت شدہ کیلئے بھی جائز ہے، جیسا کہ نابینے صحابی نے کہا یا محمد میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں، ایک حدیث میں ہے یا عباد اللہ اعینونی یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے وا محمداہ کے الفاظ میں ندا کی، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ان کو پکارا، یا عمراہ، یا عمراہ، یا عمراہ (ہدیۃ المھدی ص ۲۳) ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے مزار پر حاضر ہو کر کہیں گے "یا محمد" اور حضور اقدس ﷺ

---

[1] حضرت شیخ ابن باز کی کتاب عقیدۃ المسلم میں ایک حدیث کا ترجمہ لقمان سلفی نے یوں کیا ہے، جس کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل سمجھ کر پکارتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا، اس ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سلفیوں کے نزدیک بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل سمجھ کر پکارنے سے شرک ہوتا ہے، کسی کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ سمجھ کر اور اسے عنایت الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر پکارنے سے شرک نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس قسم کی کتابیں دھڑا دھڑ شائع کرنے کی سعی نامشکور سے نفرتوں کی خلیج زیادہ ہوگی۔

Marfat.com

جواب دیں گے، حضرت شیخ ابن باز اور ان کی ذریت بھی مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر یارسول اللہ کہنے کی قائل ہے، تو کیا وہ مسجد نبوی شریف میں حضور اقدس ﷺ کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں، یا خدا کے ساتھ آپ کی عبادت کرتے ہیں، اس آیت کریمہ کو انبیا اور اولیا کا ذکر بند کرنے کے لئے استعمال کرنا قرآن پاک کے ساتھ کھلی ''دہشت گردی'' ہے،، یہ آیت کریمہ تو یہودیوں اور نصرانیوں کے عقیدے کا پول کھولنے کیلئے نازل ہوئی ہے، اسے خواہ مخواہ مسلمانوں پر چسپاں کرنا کوئی قابل تحسین عمل نہیں۔

۸

و من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ ...... وکانوا بعبادتھم کافرین ۝ یعنی اس انسان سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کی عبادت کرے (یا ایسوں کو خدا سمجھ کر پکارے) جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور وہ ایسے لوگوں کی عبادت سے غافل ہیں اور جب محشر برپا ہوگا تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے انکاری ہوں گے (سورۃ الاحقاف:۵،۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بھی ''یدعوا'' کا معنیٰ ''یعبد'' بیان کرتے ہیں، اس معنیٰ کی تائید کانوا بعبادتھم سے بھی ہو رہی ہے۔ آپ کے نزدیک جن کی وہ مشرک عبادت کرتے ہیں، سے مراد اصنام اور اوثان ہیں، اور وہ ان کی عبادت سے قطعی بے خبر ہیں، قیامت کے دن وہ اپنے عبادت گزاروں کی عبادت کا انکار کردیں گے (تفسیر ابن عباس ص ۳۱۲) حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ بھی لکھتے ہیں، کہ اصنام ان کی قیامت تک نہیں سنیں گے کیونکہ وہ پتھر اور لکڑی کے بنائے گئے ہیں، (تفسیر ابن جریر ۴/۱۳) حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وھی الاوثان وھم عن دعاءھم

Marfat.com

غافلون یعنی لا یسمعون و لا یفقھون، وہ معبود (پتھر اور لکڑی کے) مجسمے ہیں جو اپنے عبادت گزاروں کی دعا و عبادت سے غافل ہیں، یعنی نہ ان کی سنتے ہیں اور نہ ادراک رکھتے ہیں (تفسیر قرطبی ۸/۱۲۲) حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں، یعنی الاصنام لاتجیب عابدیھا.........لانھا جماد لا تسمع و لاتفھم مراد بت ہیں جو اپنے عبادت گزاروں کو جواب نہیں دے سکتے، کیونکہ وہ پتھر ہیں، نہ سنتے ہیں، اور نہ سمجھتے ہیں، (تفسیر معالم التنزیل ۴/۱۶۳) حضرت امام رازی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں، انھا جمادات فلا تسمع دعاء الداعین ، وہ پتھر ہیں، اپنے پکارنے والوں اور عبادت کرنے والوں کی ہرگز نہیں سن سکتے (تفسیر کبیر ۲۸/۵) باقی مفسرین امت نے بھی یہی معانی اور معارف بیان کئے ہیں، اس آیت مبارکہ کو انبیا اور اولیا پر چسپاں کرنا کتنا بڑا ظلم ہے، ایک تو کوئی مسلمان ان کی عبادت نہیں کرتا، ان کو رحمت خداوندی اور نصرت ایزدی کا وسیلہ سمجھ کر پکارتا ہے، دوسرا اصنام اور اوثان کسی کی آواز کو نہیں سنتے، لیکن انبیا اور اولیا نور کبریائی سے سماعت فرماتے ہیں، خدا تعالیٰ نے عام انسان کے بارے میں فرمایا، و جعلناہ سمیعا بصیراً، ہم نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا ہے، اور اعلیٰ انسانوں کا کیا مقام ہوگا، صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں مروی ہے، غزوہ بدر کے موقع پر کفار عرب کے سرداروں کو واصل نار کر کے جب بدر کے کنوئیں میں پھینکا گیا تو پیغمبر برحق ﷺ نے ان کا نام لے کر ان کو پکارا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح فیھا حضور آپ بے روح جسموں سے کلام فرما رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، و الذی نفس محمد بیدہ ما انتم با سمع لما اقول منھم ، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ محمد مصطفیٰ کی جان ہے، تم میری گفتگو کو ان سے زیادہ نہیں سنتے، اگر عرب کے کفار مرنے کے بعد آواز کو سن رہے ہیں تو خدا کے یار کیوں نہیں سن سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے،

Marfat.com

"آگ پر چلنا یا تلوار پر چلنا یا آگ کے جوتے پہننا مجھے مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے، مجھے قبروں کے اور بازار کے درمیان رفع حاجت کرنے میں کوئی فرق نظر نہیں آتا"۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۳)

معلوم ہوا، جس طرح بازاروں میں رفع حاجت کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ لوگ کیا کہیں گے اسی طرح قبروں کے پاس اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ قبر والے بھی دیکھتے اور سنتے ہیں، اگر عام قبر والوں کا یہ حال ہے تو انبیا اور اولیا کا کیا حال ہو گا، غیر مقلدین کے امام حافظ ابن قیم الجوزیہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل اسلام کا اس عقیدے پر اجماع ہے اور ان کے متواتر آثار سے ثابت ہے کہ قبر والا زندہ لوگوں کی زیارت کا علم رکھتا ہے اور زیارت سے خوش ہوتا ہے، (کتاب الروح ص ۵) گویا اس آیت مبارکہ کو بھی بزرگان دین، انبیا اور صالحین پر عائد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس میں قیامت تک نہ سننے والوں یعنی بتوں اور مجسموں کا ذکر ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اس کی عنایتوں سے خوب سنتے ہیں، راقم السطور نے عرض کیا ہے ؎

مرکز مہر وفا ہیں انبیا اور اولیا
نور حق سے پر ضیا ہیں انبیا اور اولیا
کون کہتا ہے کہ وہ معبود اور مسجود ہیں
مظہر شان خدا ہیں انبیا اور اولیا
یہ مسلماں کا عقیدہ ہے خدا کے فضل سے
بیکسوں کا آسرا ہیں انبیا اور اولیا
ان کے کانوں اور آنکھوں میں خدا کا نور ہے
قادر قدرت نما ہیں انبیا اور اولیا

Marfat.com

ان کو معبود ان باطل سے ملانا ہے فضول
بندگان کبریا ہیں انبیا اور اولیا
رب مدد گار حقیقی یہ مدد گار مجاز
حاکم کل بالعطا ہیں انبیا اور اولیا
وہ خلافت کے مقام اوج پر فائز ہوئے
راز کن سے آشنا ہیں انبیا اور اولیا
ان کے خالق نے انہیں وارث بنایا دہر کا
مالک ہر دوسرا ہیں انبیا اور اولیا
ان کے دربار محبت کا غلام زار ہوں
رحمت مولا کی جا ہیں انبیا اور اولیا

☆......☆......☆

Marfat.com

باب سوئم

لا الٰہ الا اللہ

کا مفہوم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......☆......

یہ رسالہ بھی حضرت شیخ ابن باز نجدی نے توحید کے اثبات اور علمبرداران توحید کی تردید میں رقم کیا ہے، انہوں نے بہت سی آیات مبارکہ کی روشنی میں بتایا ہے کہ انبیا کرام کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کا فروغ تھا، وہ اسی مقصد کیلئے سرگرم رہے اور اسی نصب العین کیلئے انہوں نے دنیا جہان کی مصیبتوں کا سامنا کیا،

...... حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا، اے قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں، (سورۃ المومنون:۲۳)

...... رسول اقدس ﷺ نے فرمایا، لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو، کامیاب ہو جاؤ گے، تو کہنے لگے، کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا، یہ بڑے تعجب کی بات ہے، (سورۃ ص:۵)

...... ارشاد باری تعالیٰ ہے، یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا

Marfat.com

کوئی معبود نہیں، تو اکڑ تے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے، (سورۃ الصافات: ۳۵،۳۶)

- ...... فرمایا، اور آپ کا رب حکم کر چکا کہ تم لوگ سوائے اس کے کسی کی پوجا نہ کرو، (سورۃ الاسراء: ۲۳)
- ...... فرمایا، یہ اس واسطے کہ اللہ ہی صحیح ہے اور جس کو اس کے سوا پکارتے ہیں، وہ غلط ہے، (سورۃ الحج: ۶۲)
- ...... فرمایا، اے لوگو، بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور تم سے پہلے والوں کو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ (سورۃ البقرہ: ۲۱)
- ...... فرمایا، ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (سورۃ الفاتحہ: ۵)
- ...... فرمایا، لوگو، اللہ کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، (سورۃ النساء: ۳۶)
- ...... فرمایا، اور ان کو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا کہ وہ یکسوئی کے ساتھ خالص اسی کی بندگی کریں، (سورۃ البینۃ: ۵)
- ...... پکارو اللہ کو اسی کیلئے بندگی کو خالص کر کے گرچہ منکرین برا مانیں، (سورۃ الغافر: ۱۴)
- ...... بندگی کیجئے اللہ کی اسی کیلئے بندگی کو خالص کر کے، سنئے اللہ ہی کیلئے بندگی ہے (سورۃ الزمر: ۲)

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے، جس کو ہر مرد مومن اور ہر فرد مسلم دل و جان سے تسلیم کرتا ہے۔ اللہ وحدہٗ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے

Marfat.com

لائق نہیں، یہی لا الہ الا اللہ کا مفہوم اور اس کی تفسیر ہے۔ آگے حضرت شیخ ابن باز نے اپنی فطرت ثانیہ سے مجبور ہو کر ایک بار پھر محبوبان خدا پر حملہ آور ہونے کی مذموم کوشش کی ہے اور گویا خود خدائے قہار کو جنگ کیلئے للکارا ہے۔ لکھتے ہیں،

''لیکن جو بات عیاں ہے، وہ یہ ہے کہ غیر اللہ پوجے جا رہے ہیں، ہر طرف اللہ کے علاوہ بتوں، مورتیوں، فرعونوں، فرشتوں، رسولوں اور نیک لوگوں کی پرستش کی جا رہی ہے، یہ تمام کا تمام جو کچھ بھی ہو رہا ہے، سراسر غلط ہے اور صحیح عقیدہ کے خلاف ہے، صحیح معبود تو صرف ایک اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہے (عقیدۃ المسلم ص ۷۷)

حضرت شیخ کو کیا ہو گیا ہے، وہ بار بار بتوں، مورتیوں، فرعونوں، کیساتھ فرشتوں، رسولوں اور نیک لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں، گویا ان کے نزدیک اندھوں اور بیناؤں، اندھیروں اور اجالوں، فرعونوں اور رسولوں، باطل معبودوں اور اعظم محبوبوں کے درمیان کوئی فرق نہیں، اور نہ ہی مشرکوں، کافروں اور مومنوں مسلمانوں کے درمیان کوئی امتیاز ہے۔ واقعی جب کسی کے دیدوں کا پانی ڈھل جائے تو وہ ایسے ہی انہونے فیصلے کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ امت محمدیہ شرک و کفر سے بیزار ہے، حضرت شیخ کو قرآنی آیات کا شعور نہیں، اس لئے وہ اپنی عقل نارسا کو امام بنا کر سوچ رہے ہیں، بلکہ ایک عالمگیر صداقت کا انکار کر کے واویلہ کر رہے ہیں، کہ ''ہر طرف غیر اللہ کی پرستش کی جا رہی ہے'' حضرت شیخ کے اس ''انکشاف'' پر جتنا بھی اظہار غم کیا جائے کم ہے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

ہمیں بتوں، مورتیوں اور فرعونوں سے کوئی سروکار نہیں، وہ کافروں کا مسئلہ ہے،

Marfat.com

البتہ فرشتوں، رسولوں اور نیک لوگوں کی عالم اسلام میں کہیں بھی عبادت نہیں ہوتی، مسلمان ان کو خدا تعالیٰ کی جماعت سمجھتے ہیں اور ان کی ذوات وصفات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں، اس کام کا حکم بھی ان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اس کے پیغمبروں نے دیا ہے۔ اگر محبوبان خدا کا وسیلہ پکڑنا حرام اور شرک ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام ہمارے نبی اعظم و آخر ﷺ کا کبھی وسیلہ اختیار نہ کرتے۔ حضرت امام حاکم نے مستدرک میں، حضرت امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں، حضرت امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، حضرت امام زرقانی نے شرح المواہب میں، حضرت امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں، حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ نے شفاء السقام صحیح سند کے ساتھ حدیث رقم فرمائی ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی، اے اللہ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگتا ہوں کہ مجھے مغفرت عطا کردے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تو نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو کیسے پہچانا، عرض کی، اے اللہ جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے جسم میں اپنی روح پھونکی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا، میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام مبارک کے ساتھ جس ذات مقدسہ کا نام لکھا ہے وہ تجھے بہت محبوب ہے، فرمایا اے آدم، تو نے سچ کہا، بیشک محمد مصطفیٰ ﷺ مجھے سب مخلوق سے زیادہ محبوب ہے، تو مجھے اس کے وسیلہ جلیلہ سے پکارے گا تو میں تجھے مغفرت عطا کردوں گا، اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا، شیخ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو صحیح درجہ میں شمار کیا ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۱۵۱) امام حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ (المستدرک ۲/۲۱۵) ارشاد باری ہے، فتلقیٰ ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم، یعنی پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی، بے شک وہی بہت توبہ قبول

Marfat.com

کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (سورۃ البقرہ:۳۷) اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں بھی مفسرین نے مذکورہ صدر روایت بیان کی ہے (تفسیر عزیزی ۱/۱۱۶) گویا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کو قبول کرنا چاہا، انہیں وسیلہ مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ بتادیا اور انہیں یہ الفاظ سکھا دیئے، اسلك بحق محمد ان غفرت لی، میں تجھ سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگتا ہوں، کہ مجھے مغفرت عطا کر دے، اب آدم علیہ السلام کا فرزند وہی ہے جو آدم علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر محبوب اعظم ﷺ کا وسیلہ جلیلہ اختیار کرے گا، حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے ایک اور حدیث مبارک نقل فرمائی ہے، جس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے عیسیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لاؤ اور جو تمہاری امت میں ان کا زمانہ پائے اس کو ان پر ایمان لانے کا حکم دو، کیونکہ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا، اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا، اور میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو ہلنے لگا، پھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو وہ ساکن ہو گیا، ھذا حدیث، صحیح الاسناد، یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اگرچہ اس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت نہیں کیا، (المستدرک ۲/۶۱۵) حضرت امام سبکی نے شفا السقام میں اور حضرت امام بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصحیح فرمائی ہے، اور کہا ہے کہ یہ حدیث حکماً مرفوع ہے، (زرقانی علی المواہب ۱/۴۴) یہ احادیث بتارہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم، مطلوب اعظم ﷺ کے صدقے بزم کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

Marfat.com

بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اب جو انسان بھی اس جان موجودات، مقصد حیات ونجات، وجہ تخلیق کائنات ﷺ کا وسیلہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے التجا کرے گا، رحمت خداوندی جوش میں آجائے گی اور سائل کا کام بن جائے گا، قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلماجاء ھم ما عرفوا کفرو بہٖ فلعنۃ اللہ علی الکافرین ○ یعنی وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے، اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر (سورۃ البقرہ:۸۹)

حضرت امام قرطبی نے تفسیر القرطبی میں، حضرت امام آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں، حضرت امام ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں تصریح فرمائی ہے کہ حضور اقدس کی جلوہ فرمائی سے پہلے یہودیوں کا شعار تھا کہ وہ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے کفار ومشرکین کے خلاف فتح کی دعا مانگتے تھے۔ اللھم انانسلک بحق نبیک الذی وعد تنا ان تبعثہ فی آخر الزمان ان تنصر نا الیوم علی عدونا فینصرون، اے اللہ تعالیٰ! ہم تجھے تیرے اس نبی کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے، آج ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح عطا کر، تو اللہ حضور اقدس ﷺ کے صدقے ان کو فتح عطا فرماتا۔ اب قرآن کریم اعلان فرما رہا ہے، اے ظالمو! یہودیو! تم جس محبوب اعظم ﷺ کے وسیلے سے کامیاب ہوتے رہے، آج اس کے وجود مسعود کی برکتوں سے انکار کر بیٹھے ہو، تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی رہے گی، یہاں ہم یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اگر ظہور مصطفیٰ ﷺ سے

Marfat.com

پہلے وسیلہ مصطفےٰ کو اختیار کرنا مشروع تھا تو وصال مصطفےٰ ﷺ کے بعد کیوں مشروع نہیں ہوگا، پھر وسیلہ مصطفےٰ ﷺ کو اختیار کرنا ان کی عبادت تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قوم بنی اسرائیل کی آرزوؤں کو کیوں قبول کیا، کاش حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو کوئی بتائے کہ رسول کا معنیٰ ہی خالق اور مخلوق کے درمیان ''وسیلہ'' ہے حضرت امام الفاسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے واسطے سے اپنے بندوں پر انواع خیرات اور سعادت دنیوی، اور سعادت اخروی کے دروازے کھول دیئے، (مطالع المسرات ص۱۶۶) اور فرماتے ہیں، اللہ جس کا بھی رب ہے، محمد مصطفےٰ ﷺ اس کے رسول ہیں، ہر ایک کے پاس امداد واسطہ مصطفےٰ ﷺ سے پہنچ رہی ہے.........

حضور اقدس ﷺ انسان کبیر ہیں، جو علی الاطلاق ملک اور ملکوت میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ نے اسماء اور صفات کے اسرار نازل فرمائے اور ان کو بسائط اور مرکبات میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی (ایضاً ص۲۲۳) حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ نے حدیث مبارک ﴿انا سید الناس﴾ کا ترجمہ لکھا ''انا الفائق المفزوع الیه فی الشدائد'' یعنی میں وہ فائق و برتر ہوں جس کی طرف مصیبتوں میں فریاد کی جاتی ہے، (زرقانی علی المواہب ۸/۳۷۰) حضرت امام عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے حضور اقدس ﷺ کے اسم ''سید'' کا معنیٰ لکھا ہے، السید هو الذی یلجاء الناس الیه فی حوائجهم، یعنی وہ ہے کہ لوگ حاجتوں کو ٹالنے کے لئے جس کی بارگاہ میں التجا کریں، (کتاب الشفا ۱/۱۷۰)

حضرت شیخ ابن باز کے معتمد عالم شیخ ابن تیمیہ حرانی نے بھی لکھا ہے کہ انا نا ببرکة رسالته ویمن سفارته خیر الدنیا والآخرة اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسالت مصطفےٰ ﷺ کی برکت سے دنیا و آخرت کی خیر عطا فرمائی، (الصارم المسلول ص۲) ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا آپ کے امام ابن تیمیہ حرانی نے بھی فرعونوں کے ساتھ رسولوں کی عبادت شروع کر

دی تھی، حضور امام الانبیا، محبوب کبریا ﷺ نے اپنے وسیلے اور سابقہ انبیا کرام کے وسیلے سے دعا کی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں، جب رسول اللہ ﷺ ان کی لحد کھودنے سے فارغ ہوگئے تو آپ اس میں لیٹ گئے اور یہ دعا کی، اللہ الذی یحیی و یمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ولقنھا حجتھا وسع علیھا مدخلہ بحق نبیك والانبیا الذین من قبلی فانك ارحم الرحمین اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی موت دیتا ہے، اور وہی زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی، اے اللہ! اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیا کرام کے وسیلے سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما اور ان کو حجت القا فرما، ان کی قبر کو وسعت عطا فرما، بیشک تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے، (مجمع الزوائد ۹/ ۲۵۷) حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے کبیر اور اوسط میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی روح بن صلاح ہے جس کی امام ابن حبان اور امام حاکم نے توثیق فرمائی ہے، اور اس میں ضعف ہے، باقی تمام راوی صحیح ہیں، ہمارے نزدیک امام ابن حبان اور امام حاکم کا توثیق کردینا راوی کی ثقاہت کے لئے کافی ہے، محدثین کی کثیر تعداد نے اس روایت کو بیان فرما کر وسیلہ مصطفیٰ اور واسطہ انبیا کو ثابت کیا ہے۔ پھر اس روایت کی تائید دیگر روایات سے حاصل ہوتی ہے، جو اس کی صحت وثقاہت کو مزید واضح کر دیتی ہے۔ حضرت امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے روایت بیان کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی اپنے گھر سے نماز کیلئے نکلا اور اس نے دعا مانگی، اللھم انی اسئلك بحق سائلین علیك، اے اللہ سوال کرنے والوں کا جو تجھ پر حق ہے، میں اس کے وسیلہ سے مانگتا ہوں، اور میرے اس جانے کا جو حق ہے، اس کے وسیلے سے مانگتا ہوں، کیونکہ میں اکڑنے، مان کرنے اور دکھاوے کے لئے نہیں، میں تو تیرے

Marfat.com

غضب سے ڈر کر اور تیری رضا کی طلب کیلئے نکلا ہوں، پس میں سوال کرتا ہوں کہ مجھے دوزخ سے اپنی پناہ میں رکھنا، اور میرے گناہوں کو معاف کر دینا، بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا، جو آدمی یہ التجا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف توجہ فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کریں گے (سنن ابن ماجہ ص ۵۶، مسند احمد ۳/۲۱)

حضرت شیخ ابن باز کے امام شیخ ابن تیمیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے، قاضی شوکانی لکھتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سائلین کے حق سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا مسترد نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، (تحفۃ الذاکرین ص ۶۹، شرح مسلم سعیدی ۷/ ۵۸) ثابت ہوا کہ سائلین کے وسیلے سے دعا مانگنے کا طریقہ خود شارع اسلام ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اور وہ صحیح حدیث جس میں نابینا صحابی کو اپنے وسیلے سے دعا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، بھی اس امر کی دلیل مبین ہے، ان احکام شرعیہ پر عمل کرنے سے مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہوتے ہیں یا شرک و کفر کا ارتکاب کرتے ہیں، کیا کوئی بدنصیب یہ فتویٰ صادر کر سکتا ہے کہ خود پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی امت کو رسولوں اور نیک لوگوں کی عبادت کرنیکا حکم دیا ہے۔ محبوبان خدا کا وسیلہ اختیار کرنا ان کی عبادت نہیں بلکہ دعاؤں کیلئے سند اجابت ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک صحابی روزہ توڑ بیٹھا، وہ سیدھا حضور وسیلہ عظمیٰ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور فریاد کی، یارسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے اس کو ہلاکت سے کیسے بچایا، یہ بھی ایک ایمان افروز داستان ہے، فرمایا کھجوروں کا ٹوکرا لے جاؤ، خود کھالو اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو، کفارہ پورا ہو جائے گا، اسی طرح ایک راجز نے مکہ شریف سے حضور فریاد رس ﷺ کو مشکل کے وقت پکارا، آپ نے مدینہ منورہ میں اس کی آواز سن کر فرمایا، حاضر ہوں، حاضر ہوں،

Marfat.com

حاضر ہوں، تیری امداد کر دی گئی، تیری امداد کر دی گئی، تیری امداد کر دی گئی، (طبرانی صغیر ص ۲۰۱، مواہب لدنیہ، زرقانی علی المواہب ۲/۲۹۰، مدارج النبوۃ ۲/۲۸۲) کیا یہ پکارنے والے مسلمان سراپا شرک تھے یا سراپا ایمان تھے، یہ فیصلے کرنا ابھی حضرت شیخ ابن باز اور ان کی ذریت کے ذمے قرض ہے۔ حضرت امام محمد بن جذری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ویتوسل الی اللہ بانبیاء ہ والصالحین ،آداب دعا میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ سائل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیا اور اولیا کا وسیلہ پیش کرے، حضرت امام القاری علیہ الرحمہ شرح میں فرماتے ہیں،

"مصنف فاضل نے جو فرمایا کہ دعا میں انبیا اور اولیا کا وسیلہ پیش کرنا مستحب ہے (اس کی دلیل یہ ہے) بخاری شریف کتاب الاستسقا میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، پہلے ہم اپنے نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو اے اللہ تو ہم کو بارش عطا فرماتا تھا، اب ہم اپنے نبی اکرم ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما، پھر ان پر بارش ہو جاتی، اور جیسا کہ نابینا کی حدیث میں حضور اکرم ﷺ کے وسیلے دعا کا ذکر ہے، جس کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے، اور ہم نے اس کو حصن میں بیان کیا ہے، وسیلے سے دعا مانگنے کا ثبوت حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی موجود ہے (کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس سے زمین و آسمان روشن ہیں، اور تیرے ہر حق کے وسیلے سے اور جو سائلین کا تجھ پر حق ہے،

Marfat.com

اس کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں) اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم
کبیر اور کتاب الدعا میں بیان کیا ہے، (الحرز الثمین ص ۱۷۶)

حضرت شیخ ابن تیمیہ نے بھی اعتراف کیا ہے کہ سائل جب اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہے کہ میں تجھ سے فلاں کے حق سے، فرشتوں نبیوں اور ولیوں کے حق سے سوال کرتا ہوں، یا فلاں کی حرمت اور وجاہت کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں، اس دعا کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت ہو، اور یہ دعا بالکل صحیح ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان مقربین کی حرمت اور وجاہت قائم ہے، اور اس کا تقاضا ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے، اور ان کی قدر اور بڑھائے، اور جب یہ شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول فرمائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کی بارگاہ میں شفاعت کر سکے (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱/ ۲۱۱) گویا اصنام اور اوثان اجازت یافتہ نہیں، لہذا ان کی عبادت کرنا یا ان سے شفاعت چاہنا سراسر محرومی کی دلیل ہے، جبکہ انبیا اور اولیا اجازت یافتہ ہیں، اس لئے ان کی شفاعت حاصل کرنا، ان کا وسیلہ اختیار کرنا اور ان کی بارگاہوں میں جانا عین اسلام ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ اس عالم اسباب میں کونسی چیز ہے جو وسیلے کے بغیر حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے ملا، توحید کا عرفان بھی حضور انور ﷺ کے وسیلے سے ملا، جب اللہ وحدہٗ ہمیں ہر چیز حضور ﷺ کے وسیلے سے عطا فرما رہا ہے تو ہم ان کے وسیلے سے منحرف ہو کر کیوں بیٹھ جائیں

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

لا الہ الا اللہ کا مفہوم بیان کرنے والے اگر محمد رسول اللہ کا انکار کر دیں گے تو

Marfat.com

ان کو لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، حیرت ہے جس کے وسیلے اور صدقے سے لا الہ الا اللہ کا عرفان نصیب ہوا، اسی محبوب سے لوگوں کو دور کیا جا رہا ہے، اگر انبیا کرام اتنے غیر اہم ہوتے تو ان پر ایمان لانے کا حکم کیوں دیا گیا، فرمایا،

''ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں نہیں، بلکہ واقعی اچھا شخص وہ ہے جو اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتاب پر اور تمام نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو''۔ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

اس حقیقت کا اعتراف حضرت شیخ ابن باز نجدی نے بھی کیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا ہے،

''جتنی بھی مخلوقات ہیں، ان میں سے کوئی بھی نفع ونقصان کی مالک نہیں ہیں، بلکہ سارے ایک اللہ کے بندے اور غلام ہیں، تو بھلا یہ عبادت کے لائق کیسے ہو سکتے ہیں،'' (عقیدۃ المسلم)

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سب مخلوقات اللہ تعالیٰ کی بندگی اور غلامی کی سزاوار ہیں، اور عبادت کے ہرگز لائق نہیں، کوئی مسلمان کسی مخلوق کو بھی عبادت کے لائق نہیں سمجھتا، باقی رہا نفع ونقصان کا مالک ہونا تو اس میں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے، یعنی مخلوقات ذاتی طور پر نفع ونقصان کی مالک نہیں، اللہ تعالیٰ کے بنانے سے نفع ونقصان کی مالک ہیں، حضرت شیخ ابن باز کا مطلقاً انکار کرنا بہت سی نصوص اور دلائل کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے۔ دیکھئے حجر اسود ایک پتھر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقبول پتھر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی نفع ونقصان کا مالک بنایا، حدیث مبارک ہے، بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجر اسود کو اس شان سے اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی، جن سے وہ دیکھتا ہوگا، اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ کلام کرتا ہوگا، ویشھد لمن استلمه بحق اور ہر

Marfat.com

چومنے والے استلام کرنے والے کی گواہی دیتا ہوگا، (صحیح ترمذی ۱/۱۸۰، سنن ابن ماجہ کتاب المناسک، مسند احمد ۱/۲۴۶، سنن دارمی ۲/۴۲، سبل الھدیٰ ۱/۲۰۷)

جس پتھر کو محبوبان خدا نے بوسا دیا، اس کے عطائی علم کا یہ عالم ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اربوں کھربوں انسانوں کو جانتا ہوگا، ان کے حق میں شہادت دے گا اور ان کی شفاعت کر کے نفع پہنچائے گا، تو محبوبان خدا پھر خود محبوب اعظم ﷺ کے عطائی علم اور عطائی کمال اور شفاعت بالوجاہت اور شہادت بالکرامت کا کیا عالم ہوگا، وہ حجراسود اپنے چومنے والوں اور دور سے استلام کرنے والوں کو جانتا ہے، دیکھتا ہے، ان کے اندر کے جذبہ خلوص سے آشنا ہے، تو یہ محبوب اقدس اپنے درود پڑھنے، سلام بھیجنے والوں کو کیوں نہیں جانتے، کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں پرکھتے، جس خدا تعالیٰ نے پتھر کو یہ کمال دیا ہے، کیا وہ اپنی ذات وصفات کے مظہر کو کوئی کمال نہیں دے سکتا

نور محبوب خدا کے منکرو یہ دیکھ لو
کس کی برکت سے بنے پتھر بھی چشمہ نور کا

اگر اللہ تعالیٰ کے بنانے سے بھی کوئی نفع نہیں دے سکتا، اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تو یہ سلسلہ روزگار کیا ہے، دنیا اور آخرت کی سب جزائیں اور سزائیں کیا ہیں، ہاں! اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی نافع نہیں اور ضار نہیں، جیسا کہ نمرود اور فرعون نہ کسی کو نفع پہنچا سکے اور نہ کسی کو نقصان پہنچا سکے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے انبیا اور اولیا اپنے اطاعت گزاروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور نفرت شعاروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

❁...... کیا حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے تخت بلقیس لا کر نفع نہیں پہنچایا (القرآن)

Marfat.com

۞......کیا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے اپنے دست مسیحائی سے نفع نہیں دیا (القرآن)

۞......کیا حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نفع نہیں پہنچایا (القرآن)

۞......کیا قوم نے حضرت ذوالقرنین کی امداد کر کے نفع نہیں پہنچایا (القرآن)

۞......کیا عصائے موسوی نے قوم موسیٰ کو نفع نہیں دیا (القرآن)

۞......کیا قمیض یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو نفع نہیں پہنچایا (القرآن)

۞......کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک کی مخلوق خدا کو نفع نہیں پہنچایا، سب سے بڑا نفع تو توحید ہے، یہ کس نے بتائی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے، آپ ضرور سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔ آپ کی ذات تو بڑی بلند ہے، کیا آپ کے لعاب دہن نے صحابہ کرام کو نفع نہیں پہنچایا، آپ کے بول مقدس نے بیماریاں دور نہیں کیں، یہ سب منافع اور اثرات اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت سے رونما ہوئے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت سے انبیا اور اولیا کو نافع تسلیم کرنا کوئی شرک نہیں، بلکہ عام لوگ بھی نفع دیتے ہیں، فرمایا تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ قریب ہے، نفع میں (القرآن) حدیث پاک ہے جو کسی کو نقصان پہنچائے، اللہ اسے نقصان پہنچائے گا، جو کسی کو

Marfat.com

مشقت میں ڈالے گا، اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا،(ترمذی ۱/۲۸۷)فرمایا جو اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور نفع پہنچائے (مسلم ۲/۲۲۴)حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا، حجر اسود بھی نفع اور نقصان پہنچاتا ہے۔ (المستدرک ۱/۴۵۷)جب شیخ نجدی نے کہا تھا کہ میرا عصا محمد مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے،تو شرک تو اس نے بھی کر دیا، کیونکہ اس نے عصا کو''نفع''تسلیم کیا ہے۔ہم پوچھتے ہیں کہ آل سعود کو شیخ نجدی سے کوئی نفع نہیں پہنچا، کیا اہل عرب کو شیخ ابن باز سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا،اس کا جواب ذرا ان نجدی رہنماؤں کی سوانح میں تلاش کیا جائے،

حضرت شیخ ابن باز نجدی اس مقالے''لا الہ الا اللہ کا مفہوم''میں رقمطراز ہیں،

''اسی طرح لا الہ الا اللہ کا کہنے والا اگر بدوی، حسین، ابن علوان، عیدروس، آخری نبی محمد ﷺ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، یا شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہم کا پجاری ہو، انکو پکارنے والا، ان سے مدد چاہنے والا، ان کیلئے منتیں ماننے والا اوران کے سامنے دست سوال دراز کرنے والا ہو تو ایسے شخص کیلئے یہ لا الہ الا اللہ نافع نہیں ہے، اور وہ ان اعمال کی وجہ سے کافر گمراہ، اس کلمہ کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس کا انکار کرنے والا ہے۔(عقیدۃ المسلم ص ۹۸)

دیکھا، حضرت شیخ ساری امت محمدیہ کو کس طرح کافر اور گمراہ اور لا الہ الا اللہ کی منکر قرار دے رہے ہیں، حالانکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ ساری امت محمدیہ ان بزرگان دین کی ہرگز ہرگز پجاری نہیں، اللہ رب العالمین کی پجاری ہے، انہوں نے اہل اللہ کو پکارنے، ان سے

Marfat.com

مدد چاہنے، ان کی منتیں ماننے اور ان کے سامنے دست سوال دراز کرنے کو ''پوجا'' تصور کیا ہے، اہل اللہ کو اللہ سمجھ کر، اللہ کے برابر سمجھ کر اللہ کی طرح واجب الوجود، خالق و مالک، رازق اور معبود سمجھ کر پکارنا، ان سے مدد چاہنا، ان کے سامنے دست سوال دراز کرنا شرک ہے، کفر ہے، گمراہی ہے، ہمارا چیلنج ہے کہ ہمارے کسی مستند عالم اور محقق عارف کے کلام سے اور ہمارے عقائد کی کتابوں سے کوئی حوالہ پیش کیا جائے جس میں اہل اللہ کو مذکورہ تصور کے ساتھ مانا گیا ہو، تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے، لہٰذا ڈرو دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، وہ منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو رازق اور خالق مان کر بھی اصنام اور اوثان کو اس کی خالقیت و رازقیت میں برابر کا حصے دار سمجھتے تھے اور اس خیال سے ان کی عبادت بھی کرتے تھے، جیسا کہ خود قرآن مقدس گواہی دیتا ہے، جب ان کو لا الہ الا اللہ کی طرف بلایا گیا تو وہ کہنے لگے۔

۞ ......اجعل الالهة الها واحداً ان هذا لشی عجاب، کیا اس پیغمبر نے اتنے سارے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا، یہ بڑے تعجب کی بات ہے، (سورۃ ص:۵)

۞ ...... انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون، یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکڑتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیا ہم دیوانہ شاعر کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے، (سورۃ الصافات:۳۵،۳۶)

۞ ......تم فرماؤ! بھلا بتاؤ تو وہ اپنے شریک جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو، مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں کونسا حصہ بنا لیا ہے، یا آسمانوں میں ان کا کچھ ساجھا ہے، (سورۃ الفاطر:۴۰)

۞ ......تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں یہ ہمارے شریکوں

Marfat.com

کا ہے، وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے، (سورۃ الانعام:۱۳۶)

ان آیات قدسیہ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ مشرکین عرب اپنے اصنام اور اوثان کو اللہ تعالیٰ کا حصے دار سمجھتے تھے، ان کے کئی معبود تھے، اسی لئے تو ان کو معبود واحد کی طرف بلایا گیا تھا، اگر چہ وہ بعض اوقات تنگی و تشنگی کی حالت میں زبانی دعویٰ کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس زبانی دعویٰ کے باوجود بتوں اور مجسموں کی عبادت کرتے تھے، ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے، اور اللہ تعالیٰ سے تکبر کرتے تھے، مسلمانوں کا حضرت احمد بدوی، حضرت حسین، حضرت ابن علوان، حضرت عید روس، حضرت ابن عباس، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بلکہ ان سب کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں، مسلمان تنگی و تشنگی اور خوشحالی و فارغ البالی میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، دریاؤں، سمندروں اور ہواؤں میں سفر کے دوران بھی اسی معبود یکتا کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہیں، اگر کہیں مشکل میں گرفتار ہو جائیں تو ان محبوبان خدا کے وسیلے سے اسی کی امداد کے طلبگار ہوتے ہیں، کیونکہ مسلمان جب یارسول اللہ ﷺ، یا عبدالقادر جیلانی، کہتے ہیں تو ان کے عقیدے میں یہ بات شامل ہے کہ رسول اللہ اور عبدالقادر جیلانی، اللہ نہیں، اللہ کے برابر نہیں، اللہ کے حصے دار نہیں بلکہ وہ رسول اللہ ہیں، عبدالقادر ہیں، ہمارا مشورہ ہے کہ اپنی بدگمانی کو چھوڑ کر عالم اسلام پر مہربانی کی جائے اور لا الہ الا اللہ کا وہ خودساختہ مفہوم نہ بتایا جائے جس سے ڈیڑھ ارب مسلمان، مشرکوں کی صف میں دکھائی دینے لگیں۔

Marfat.com

باب چہارم

نواقضِ اسلام

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ ابن باز نجدی نے اپنے رسالے "نواقض اسلام" میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو اسلام کو ختم کردیتی ہیں، ان میں پہلی بات شرک ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

۞......اللہ تعالیٰ اسکو قطعاً نہیں بخشے گا جو اس کے ساتھ شریک مقرر کرے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے، معاف فرمادے۔ (سورۃ النساء:۱۱۶)

۞......یقین مانو، کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے اوپر جنت حرام کردی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ظلم (یعنی شرک) کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں، (سورۃ المائدہ)

ان آیات قدسیہ پر ہم مسلمانوں کا مکمل ایمان ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا اور کسی کو اس کا شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے، لیکن آگے حضرت شیخ ابن باز اپنی نجدی فطرت سے مجبور ہو کر پھر بے انصافی پر اتر آئے اور کہنے لگے،

Marfat.com

"مردوں سے فریاد و مدد طلب کرنا، انہیں پکارنا، ان کیلئے نذر و نیاز اور ذبیحہ پیش کرنا بھی شرک فی العبادۃ میں داخل ہے، غیر اللہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ و ذریعہ سمجھ کر پکارنے والا اس کی شفاعت طلب کرنے والا، اور اس پر توکل و بھروسہ کرنے والا بالاتفاق کافر ہے۔" (عقیدۃ المسلم ص ۱۰۱)

مسلمان انبیا اور اولیا کو وسیلہ مان کر ان سے مدد طلب کرتے ہیں، ان کی شفاعت مانگتے ہیں، ان کی شفاعت پر بھروسہ ہے، تو اس لئے کہ وہ ان کو مزارات میں زندہ مانتے ہیں، انبیا اور اولیا کو "مردہ" سمجھنا اور جمادات میں شامل کرنا نجدیوں کا عقیدہ ہے، صحابہ کرام سے لے کر آج تک عام مسلمانوں کا نہیں، لہٰذا وہ زندوں سے فریاد کرتے ہیں، زندوں سے مدد طلب کرتے ہیں، زندوں کی شفاعت پر بھروسہ رکھتے ہیں، زندوں کو وسیلہ مان کر پکارتے ہیں، ان تمام عقائد پر ہم تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں، نذر و نیاز اور ذبیحے کا بھی الزام ہے، ہم نذر و نیاز اور ذبیحے سے مراد ایصال ثواب لیتے ہیں، یعنی ہمارے نزدیک اس کا معنی عرفی ہے، گویا شرعی نذر و نیاز اور ذبیحے اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، اس کا ثواب اپنے بزرگوں اور گنہگار بھائیوں کو پہنچانا جائز ہے، اس پر بے شمار دلائل ہیں جو ہماری کتابوں میں درج ہیں، حضرت شیخ ابن باز اور ان کی ذریت کے نزدیک بھی "غیر اللہ" سے مدد مانگنا، شفاعت طلب کرنا اور ان پر توکل کرنا جائز ہے، جو ماتحت الاسباب ہو، جیسا کہ لوگ حاکموں اور حکیموں سے مدد طلب کرتے ہیں، بلکہ قدم قدم پر امریکہ کی دہائی دیتے ہیں، ہمارا سوال ہے کہ ماتحت الاسباب امداد کرنے والے حاکم اور حکیم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہی امداد کرتے ہیں یا اس کی دی ہوئی صلاحیت اور استعداد کے ساتھ امداد کرتے ہیں، اگر پہلا عقیدہ ہے تو پھر تم بھی مشرک ہو، اور اگر دوسرا عقیدہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روحانی صلاحیت اور استعداد والے

Marfat.com

مافوق الاسباب بھی امداد کر سکتے ہیں، اگر ماتحت الاسباب کی صلاحیت رکھنے والوں سے امداد طلب کرنا جائز ہے تو مافوق الاسباب کی صلاحیت رکھنے والوں سے امداد طلب کرنا کیوں جائز نہیں، دونوں صورتوں میں فضل تو اللہ تعالیٰ ہی کا کارفرما ہے۔ اگر تمہیں یہ قاعدہ قبول نہیں تو پھر یاد رکھو! تم ماتحت الاسباب کے مشرک ہو، باقی مسلمان مافوق الاسباب کے مشرک ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ روئے زمین پر ایک بھی آدمی موجود نہیں جسے "موحد خالص" ہونے کا شرف حاصل ہو، اگر کوئی کہے کہ اسباب کے ماتحت تو غیر اللہ سے امداد طلب کرنے کے دلائل ہیں اور قرآن وحدیث میں اس کا حکم موجود ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ اسباب کے مافوق بھی امداد کرنے کے دلائل ہیں اور قرآن وحدیث میں اس کا حکم موجود ہے، مثلاً آنکھ جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل سے سینکڑوں من وزنی تخت کو اٹھا لانا اسباب کے ماتحت تھا یا اسباب سے مافوق تھا، ایک پیغمبر برحق نے اسباب رکھتے ہوئے بھی اسباب کے مافوق کام کرنے کی کیوں اجازت دی،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز حج کو قیامت تک کی ارواح نے سنا اور لبیک پکارا، یہ آواز حج کن اسباب کے ماتحت موصول ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس میل سے ایک سیاہ چیونٹی کو چلتے ہوئے مشاہدہ کرتے تھے تو کس سبب کے ماتحت کرتے تھے، حضور فخر آدم ﷺ نے زمین پر کھڑے ہو کر حوض کوثر کو دیکھا، عذاب دوزخ کو دیکھا اور زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھا تو کس سبب کے ماتحت دیکھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز کو سینکڑوں میل دور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے سماعت فرمایا تو یہ آواز کس سبب کے ماتحت پہنچی اور سنی گئی، حضرت شیخ ابن باز اور ان کی ذریت نجا نے کس دور کی بات کر رہی ہے، آج تو اسباب اس قدر تیز ہو چکے ہیں کہ ہزاروں میل سے موبائل کے ذریعے آوازیں سنائی دے رہی ہیں، اربوں میل کے فاصلے دوربین سے

Marfat.com

ملاحظہ کیے جا رہے ہیں، زمین کے خزانوں کا مشینوں کے ڈائل پر اندازہ لگایا جا رہا ہے، سکرینوں پر ساری دنیا کے ممالک کو مانٹر کیا جا رہا ہے، تیز رفتار راکٹ، طیارے اور خلائی شٹلیں منٹوں میں ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر رہی ہیں، اگر مادی اسباب کی ترقی کا یہ حال ہے تو روحانی کمالات اور تصرفات کا کیا عالم ہونا چاہئے، ایک اور جھلک دیکھئے۔

۞...... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے، ہم نے جنگ حنین میں حضور اقدس ﷺ کی معیت میں جہاد کیا، ایک وقت میں صحابہ کرام کے قدم اکھڑ گئے تو کفار نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ ﷺ اپنی سواری سے اتر آئے اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے چہروں پر ماری، اور فرمایا شاھت الوجوہ ان میں ہر کافر کی آنکھوں میں مٹی بھر گئی اور وہ پیچھے بھاگ گئے، (مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۵۲۴)

اس قسم کی سینکڑوں روایات صحیحہ حضور اکرم ﷺ کے خداداد تصرفات کی دہائی دے رہی ہیں، گویا اللہ تعالیٰ کے انبیا اور اولیا اس عالم اسباب میں رہتے ہوئے اسباب سے بھی کام لیتے ہیں اور جب معاملہ اسباب کی دسترس سے آگے نکل جائے تو اپنی مخصوص روحانی قوتوں کو بروئے کار لا کر ایسا کمال دکھاتے ہیں کہ میدان ان کے ہاتھوں میں رہتا ہے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

۞...... کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز ، اللہ یہ حکم لکھ چکا ہے کہ میں ضرور غالب آؤں گا، اور میرے رسول (غالب آئیں گے) بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے (سورۃ المجادلہ:۲۱)

چونکہ حضور رحمت دو عالم ﷺ کا زمانہ رسالت صدیوں پر محیط ہے، اس لئے

Marfat.com

آج کے جتنے اکتشافات اور حیران کن ایجادات ہیں، سب پر آپ کی قوت ورسالت کا غلبہ ہوگا، مثلاً دنیا کے تمام راکٹ، طیارے، اور خلائی شٹلیں مل کر بھی سیاح لامکاں ﷺ کے براق کے قدموں کی دھول تک نہیں پاسکتیں، دنیا کی دوربین اگرچہ اربوں میل کے فاصلوں اور مرحلوں پر پھیلی ہوئی کہکشاؤں اور سیاروں کا مشاہدہ کر رہی ہے لیکن حوض کوثر کو نہیں دیکھ سکتی، جہان غیب کے پردوں کو فاش نہیں کرسکتی، لیکن حضور ناظرِ ازل ﷺ غیب کو بھی دیکھ رہے ہیں اور غیب الغیب کو بھی دیکھ رہے ہیں، اس طرح عالم اسباب میں بڑے بڑے قوانین تشکیل دیئے گئے لیکن آپ کا اسلام ہی مکمل ضابطہ حیات ہے، گویا مادی اور روحانی طور پر آج بھی اللہ کا رسول ہی غالب ہے۔ حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"محل اور مقام میں قید روح کے لحاظ سے تصور نہیں کی جاسکتی، یہ قید فقط جسم میں ہوتی ہے، بلکہ روح جب لطیف اور پاکیزہ ہوجائے تو بدن بھی نورانیت اور لطافت میں اس کے تابع ہوجاتا ہے اور وہ جسم کو جہاں چاہتی ہے لے جاتی ہے، اور جہاں سے چاہتی ہے فائدہ اٹھاتی ہے، اور جہاں تک اللہ اسے پہنچانا چاہے، پہنچاتا ہے، جیسے نبی مکرم ﷺ کو شب معراج یہ مقام اعلیٰ نصیب ہوا اور آپ کے پیروکار اولیا کرام کیلئے بھی کہ زمین ان کیلئے سمیٹ دی جاتی ہے، اور انہیں بہت سارے مثالی بدن حاصل ہو جاتے ہیں، جنھیں وہ آن واحد میں مختلف مکانوں میں موجود پاتے ہیں، اور اللہ ہر چاہت پر قادر ہے، اور روح کیلئے یہ لطافت اور نورانیت اس عالم میں سے جو غالباً امور عادیہ پر مبنی ہے اور جب یہاں ان امور میں کوئی رکاوٹ نہیں تو عالم آخرت میں (مرنے

Marfat.com

کے بعد) کونسی رکاوٹ ہوگی، کیونکہ روح اور آخرت کے تمام معاملات خرق عادت پر مبنی ہیں، (اسلام اور ولایت، بحوالہ مرقاۃ ۴/۳۱)

آپ قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم مطلق کے ساتھ اپنے محبوب اکمل علیہ ﷺ کے کمالات اور تصرفات کا ذکر کیا ہے، مثلاً فرمایا،

۞...... یکون الرسول علیکم شهیداً اور یہ رسول تم تمام (مخلوق) پر نگہبان ہے، (سورۃ البقرہ:۱۴۴)

۞...... کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم و یعلمکم الکتٰب والحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون O جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے، اور تمہیں پاک کرتا ہے، اور تمہیں کتاب اور پختہ علم (حکمت) سکھاتا ہے، اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا، (سورۃ البقرۃ:۱۵۱)

۞...... واعلموا ان فیکم رسول اللہ اور جان لو کہ بے شک تم میں اللہ کا رسول ہے، (سورۃ الحجرات:۷)

۞......لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم، بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، مومنوں پر کمال مہربان، رحم فرمانے والے ہیں، (سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸)

ذرا دامن ایمان کو تھام کر جواب دیجئے، کیا ان آیات قدسیہ کے مخاطب صرف

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کے زمانہ ظاہری کے انسان اور جنات تھے یا صدیوں پر پھیلے ہوئے اربوں انسان اور جنات ہیں۔ اگر ان آیات قدسیہ کا حکم مطلق ہے[1] تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور اقدس ﷺ آج بھی آیات کی تلاوت کرتے ہیں، روحانی توجہات سے دلوں اور ضمیروں کو طہارت عطا کرتے ہیں، لاکھوں انسانوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، کائنات کے ان اسرار کی خبر دیتے ہیں جنکی کسی فرد بشر کو خبر تک نہیں، آج بھی ہمارے درمیان اپنی روحانیت، رسالت ونبوت اور تصرف وکمال کی وجہ سے موجود ہیں، وہ آج بھی ہمارے لیے شہید ہیں، عزیز ہیں، حریص ہیں، رؤف ہیں، رحیم ہیں اور رسول کریم ہیں، کیا آپ ﷺ کو ان مناصب رفیعہ سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اگر تو کسی بدنصیب کا عقیدہ یہ ہے تو واللہ باللہ وہ ہرگز مسلمان نہیں اور اگر کوئی خوش نصیب آج بھی آپ کو ان مناصب رفیعہ پر فائز المرام تصور کرتا ہے تو وہ کیوں نہ آپ کو پکارے، کیوں نہ آپ کی امداد حاصل کرے، کیوں نہ آپ کو نگہبان سمجھے، وہ کیوں نہ آپ کو فریاد رس سمجھے، رؤف اور رحیم کا مطلب ہے، مہربانی کرنے والا، رحمت فرمانے والا، اب خدا تعالیٰ سے کہا جائے کہ اس نے اپنے اسمائے خصوصی اپنے محبوب کے لئے استعمال کر کے کیوں ''شرک'' کا دروازہ کھول دیا ہے، کریم کا معنیٰ ہے کرم کرنے والا، اگر کوئی عرض کرے کہ اے کرم کرنے والے، میری نگہبانی فرما، تو کیا یہ ''شرک'' ہے، اگر یہ ''شرک'' ہے، تو اس کو خود خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے، خدا نے کسی بت کو شہید، روف، رحیم، کریم، شفیع نہیں کہا، تو جو آدمی کسی بت کو نگہبانی کرنے والا، مہربانی کرنے والا،

---

[1] قرآن پاک کے حکم مطلق کو مخصوص کرنے کیلئے مولوی کے خودساختہ عقیدے کی ضرورت نہیں ہوتی، کسی نص قطعی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا کوئی نص قطعی ہے، جو ان آیات کو منسوخ یا مخصوص کر رہی ہو ھا توا برھانکم ان کنتم صلقین، لاؤ کوئی دلیل اگر تم سچے ہو،

Marfat.com

رحمت فرمانے والا، کرم برسانے والا اور شفاعت کرنے والا قرار دے، وہ کافر ہے، لیکن اپنے رسول ﷺ کو تو اس نے ضرور نگہبانی کرنے والا، مہربانی کرنے والا، رحمت فرمانے والا، کرم برسانے والا کہا ہے، تو جو آدمی اس کے رسول ﷺ کو اس طرح نہ بلائے، اس طرح نہ پکارے وہ قرآن کا بھی منکر ہے، رحمان کا بھی منکر ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے، ذلك بانهم كرهوا ما انزل الله فا حبط اعما لهم، یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیئے (سورۃ محمد:۹)

خدا کے احسان کے خزانے خدا کے محبوب نے ہیں بانٹے
خدا کی رحمت، نبی کی دولت نصیب والوں کے ہاتھ آئی
اگر نبی کا کرم نہ ہو گا تو مار دے گا جہانِ دنیا
یہ سچ ہے مشکل کو ختم کرنے شہِ رسالت کی ذات آئی
خدا نے بندوں کو راہ دکھلائی اپنے محبوب دلربا کی
جو ان کی چوکھٹ پہ آ گیا تو اسی کے حصے نجات آئی

Marfat.com

باب پنجم

قرآن
اور
رسول کا مقام

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ ابن باز نجدی نے اس مقالے میں لبنانی مجلّہ شہاب میں شائع ہونے والی ایک تحریر کا تعاقب کیا ہے، جس میں قرآن اور پیغمبر قرآن کی شدید توہین کی گئی تھی، اس میں کہا گیا تھا کہ قرآن میں تناقض پایا جاتا ہے، اور اس میں بہت سی خرافات ہیں جیسے اصحاب کہف اور عصائے موسیٰ کے واقعات، پیغمبر قرآن کے بارے میں لکھا تھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ایک معمولی انسان تھے، کثرت سے صحرا میں سفر کیا کرتے تھے اور اس زمانے میں رائج سطحی خرافات سننے کے عادی تھے، اور انہی خرافات کو قرآن کے نام سے بیان کرتے تھے، پھر اس نے مسلمانوں پر الزام لگایا ہے۔

"مسلمانوں نے پیغمبر محمد ﷺ کو معبود کا درجہ دے دیا ہے، ہمیشہ محمد ﷺ اور اللہ، محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے، دہراتے رہتے ہیں، اور یہ بات محمد کو معبود بنانے کے مترادف ہے"۔ (عقیدۃ المسلم ص ۱۱۸)

ان توہین آمیز بکواسات کا جواب دیتے ہوئے حضرت شیخ ابن باز نجدی نے لکھا ہے،

"اس مقالے میں نبی کریم ﷺ کے عظیم مقام کے بارے میں یا وہ

Marfat.com

گوئی کی گئی ہے۔ اس تحریر نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔
اور انہوں نے شدت کے ساتھ اس کا انکار کیا ہے، اس لئے اگر یہ
تحریر آپ کی ہے تو شرعی طور پر آپ پر واجب ہے کہ صدق دل
سے اس سے توبہ کیجئے'' (ایضاص ۱۲۰)

ہم عرض کرتے ہیں کہ حضرت شیخ ابن باز بھی مسلمانوں پر یہی الزام لگاتے نہیں تھکتے کہ انہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو معبود بنا رکھا ہے، ہر جگہ انبیا اور اولیا کی پوجا ہو رہی ہے، کسی مخلوق میں نفع و نقصان کی طاقت نہیں، انہوں نے بھی بتوں اور مجسموں اور مورتیوں کے رد میں نازل ہونے والی آیتوں کو محبوب اقدس ﷺ اور آپ کے نام لیواؤں پر چسپاں کرنا اپنا شیوہ حیات بنا رکھا ہے۔ ان کے یہ توہین آمیز رویے نبی کریم ﷺ کے عظیم مقام کے بارے میں یاوہ گوئی نہیں تو اور کیا ہے، کیا انہوں نے محبوب اقدس ﷺ کو عام انسان نہیں سمجھ رکھا، ان کی اسی کتاب عقیدۃ المسلم میں ہے، ایک صوفی نے جب حضور اقدس ﷺ کو اللہ کا نائب اور راز دان کہا تو اس پر انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ''اس طرح کی باتیں تکلف اور دین میں غلو ہے، جس سے اللہ کے رسول نے روکا ہے'' گویا جب حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نائب اور راز دان کہنا بھی تکلف اور دین میں غلو ہے تو وہ ایک عام انسان ہی ہوئے، کیا حضرت شیخ ابن باز کے اس رویے نے مسلمانوں کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ کیا اس رویے کا تمام مسلمانوں نے شدید انکار نہیں کیا، اب ان کے اپنے فتویٰ کے مطابق کیا ان کو صدق دل سے توبہ نہیں کرنی چاہئے تھی، اور جو ان کی ان تعلیمات کو ترجمے کر کے عام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں، ان کو رجوع نہیں کرنا چاہئے، لبنانی مجلہ شہاب کا مصنف تو نرا بد بخت تھا، جس نے قرآن اور پیغمبر قرآن کے بارے میں ہرزہ سرائی کی

Marfat.com

انتہا کر دی، اب حضرت شیخ ابن باز کو کیا کہا جائے، انہوں نے قرآن اور پیغمبر قرآن کا مقام کیا سمجھا ہے اور مسلمانوں کو کیا قلبی سکون پہنچایا ہے۔ ومن اظلم ممن ذکر بایات ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون o اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا، پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا، یقین مانو کہ ہم گنہگاروں سے انتقام لینے والے ہیں، (سورۃ السجدۃ:۲۲) قل اباللہ وایاته ورسوله کنتم تستهزؤن o لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم o کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے مذاق کیلئے رہ گئے، تم بہانے نہ بناؤ، یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے (سورۃ التوبہ:۶۵،۶۶)

Marfat.com

باب ششم

نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے کا حکم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ ابن باز نجدی نے اپنے مضمون ''اہل بدعت کے خلاف اتمام حجت'' کے تین حصے کئے ہیں۔ پہلا حصہ ہے ''نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے کا حکم'' اس حصے میں ایک مسلمان شاعرہ آمنہ خاتون کے ''شرکیہ اشعار'' کا رد لکھا گیا ہے، شاعرہ آمنہ خاتون نے ''عید میلاد النبی'' کے نام سے ایک قصیدہ کویت کے مجلہ مجتمع میں شائع کروایا جس میں امت کے خلفشار اور افراتفری کے متعلق رسول اکرم ﷺ سے مدد طلب کی گئی ہے، اشعار کا ترجمہ یہ ہے،

''اے اللہ کے رسول! جنگ وجدل میں سلگتی کائنات کو بچایئے،
اے اللہ کے رسول! شکوک وشبہات میں بھٹکتی کائنات کو بچایئے،
(امت اپنی عزت گنوا چکی ہے اور غم وحزن سے دوچار ہے، اب تو امت پر نگاہ کرم فرمایئے) اے اللہ کے رسول! شب گزیدہ خیالات میں حیران پریشان امت کا ہاتھ اب تو تھام لیجئے۔ نظر عنایت جلدی ڈالئے، آخر آپ ہی نے بدر کے موقع پر بذریعہ دعا اللہ سے مدد مانگی

Marfat.com

تھی، جس کی بدولت امت کی ذلت ورسوائی عزت وشرف میں بدل گئی، بیشک اللہ کے پاس ایسی فوج ہے، جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا" ان "شرکیہ اشعار" پر حضرت شیخ ابن باز نجدی نے یہ تبصرہ فرمایا ہے،

"سبحان اللہ! کس طرح سے یہ ادیبہ اللہ کے رسول ﷺ سے مدد مانگ رہی ہے، اورمت کی بگڑی بنانے میں جلدی کرنے کو کہہ رہی ہے، اوروہ یہ چیز بھول جاتی ہے کہ مدد صرف اورصرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس کا مالک نہ تو اللہ کا نبی اور نہ ہی کوئی دوسرا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے، وما النصر الامن عند الله العزيز الحكيم مدد صرف غالب اوردانا اللہ کی طرف سے آتی ہے، (آل عمران:۱۲۶) نیز فرماتا ہے، ان ينصر كم الله فلا غالب لكم .... اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تمہیں کوئی مغلوب نہیں کرسکتا اوراگر مغلوب کرکے رسوا کرنا چاہے تو اس کے سوا بھلا اورکون مددگار ہوسکتا ہے،

(آل عمران:۱۶۰)، (عقیدۃ المسلم ص ۱۲۵)

حضرت شیخ ابن باز نجدی کے متعلق سنا ہے کہ وہ آنکھوں کے اندھے تھے، لیکن یہاں تو بالکل محسوس ہوتا ہے کہ وہ دل کے بھی اندھے تھے بفا نها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التى فى الصدور، صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دل بھی اندھے ہوجاتے ہیں، جو سینوں میں ہیں، (سورۃ الحج:۴۶) یہ دل کے اندھے ہونے کی کیسی عبرتناک مثال ہے کہ انہوں نے ایمانیہ اشعار کو "شرکیہ اشعار" کا درجہ دے دیا، آمنہ خاتون کے ایمان افروز اشعار میں صاف ظاہر ہے کہ وہ اللہ کو حقیقی مددگار تسلیم کرتی ہے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کررہی ہے کہ جس طرح آپ نے بدر کے

Marfat.com

موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر امت کو رسوائی سے بچایا تھا، اب بھی مدد مانگ کر جنگ وجدل سے سلگتی اور شکوک میں بھٹکتی ہوئی کائنات کو بچایئے، اس نے کب کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ مدد کے حقیقی مالک ہیں جو اس پر مذکورہ آیات چسپاں کی جائیں، وہ تو رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا رہی ہے، مراد یہ کہ یا رسول اللہ! ہم گنہگار ہیں، بے عمل ہیں، ہماری دعا اور التجا کا قبول ہونا یقینی امر نہیں جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول ترین بندے ہیں، محبوب ترین ہستی ہیں، آپ کی دعا اور التجا وہ ضرور قبول فرمائے گا، اور آپ کی عرض پر آپ کی امت کی پریشانی ضرور دور کرے گا، آگے اس نے اعتراف کیا ہے کہ اللہ کے پاس ایسی فوج ہے جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا، بھلا اس ایمان میں شیطان کہاں سے آ گیا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حضرت شیخ نے اور ان کے مترجم نے بار بار آپ ﷺ کو نبی کریم، اور رسول کریم کہا ہے، جس کا مطلب ہے، بہت کرم کرنے والا نبی، بہت کرم کرنے والا رسول، آہ دل کے اندھوں سے کوئی یہ پوچھے کہ کرم کرنے والے نبی سے کرم مانگنا کہاں کا جرم ہے۔ ظاہر ہے وہ اللہ کا کریم نبی ہے تو اللہ سے کرم لے کر دے گا، حضور اقدس ﷺ کے ارشادات ہیں،

- ......فرمایا انما اناقاسم واللہ یعطی، بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے، (بخاری ۱/۱۶)
- ......فرمایا انما انا قاسم وخازن واللہ یعطی، بے شک میں تقسیم کرنے والا اور خزانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے، (بخاری ۱/۴۳۹)

Marfat.com

۞......فرمایا، اللہ تعالیٰ نے عرش پر لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، میں ان ہی کے وسیلے سے لوں گا اوران ہی کے وسیلے سے عطا کروں گا، (کنزالعمال ۱۲/۱۶۱)

۞......فرمایا، اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ (مولد رسول اللہ ص ۲۰)

۞......فرمایا اللہ یعطی وانا اقسم ، اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، اور میں تقسیم کرتا ہوں (طحاوی ۴/۵۳۶)

۞......ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقعہ پر رضوان جنت نے اعلان فرمایا،معك مفا تیح النصر یا خلیفة الله، اے اللہ کے خلیفہ اعظم، تیرے ساتھ ہی نصرت کی کنجیاں ہیں (خصائص کبریٰ ۱/۴۹)

۞......فرمایا انا سید ولد آدم یو م القیامة ، میں قیامت کے دن نسل انسانی کا سردار ہوں، (مسلم ۲/۲۴۵) اس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ”سید وہ ہے جو خیر میں اپنی قوم سے بہتر ہو، بعض نے کہا کہ سید وہ ہے جس کی طرف مصیبتوں اور تنگیوں میں آہ و زاری کی جائے اور وہ لوگوں سے ان کو ٹال دے، بے شک وہ دنیا اور آخرت میں سید ہیں“ اور یہ شان ہر ایک پر ظاہر ہے،

قرآن پاک میں ہے،فا لمقسمات امراً پھر حکم سے بانٹنے والے،ان مقسمات سے مراد فرشتے ہیں، جو رزق اور بارش تقسیم کرتے ہیں، (مظہری ۹/۷۹،ابوالسعود ۷/۶۵۲،کبیر ۷/۶۵۴، مدارک ۴/۱۸۰، جلالین ص ۴۳۲) اب بتایئے اگر فرشتوں کو ان کاموں پر مامور کردیا جائے تو شرک نہیں ہوتا، رسول کریم ﷺ مامور اور ماذون ہو جائیں تو کیسے

Marfat.com

شرک ہوگا، فرشتوں کا تقسیم کرنا، بندگان خدا کی امداد کرنا اللہ تعالیٰ کا امداد کرنا ہے تو رسول کریم ﷺ کا امداد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا امداد کرنا ہے، ظالمو! اس رسول کا بولنا، اللہ کا بولنا ہے، اس رسول کا بیعت کرنا، اللہ کا بیعت کرنا ہے، یہ رسول اللہ کی طرف سے رحمت و نصرت بن کر آیا ہے۔ فرمایا وما ارسلناك الا رحمة للعالمين اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، جو مصیبت زدہ انسان اس کو امداد کیلئے پکارتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی رحمت و نصرت کو پکارتا ہے، حضرت امام الفاسی علیہ الرحمہ لفظ قاسم کی تشریح میں فرماتے ہیں،

> ''جہان میں حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نائب ہیں، اور حضرت الوہیت کا واسطہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی عطاؤں اور بخششوں کے متولی ہیں، جس کسی کو اس وجود میں کوئی رحمت ملی ہے، یا دنیا، آخرت، ظاہر، باطن، علوم، معارف اور اطاعات سے جو رزق ملا ہے، اس کو آپ کے ہاتھوں سے اور آپ کے واسطے سے ملا ہے۔ حضور جنت کے حقداروں میں جنت تقسیم فرماتے ہیں [1] ....

> ... فلا يخرج من الخزائن الالهية شى الا على يديه، خدائی خزانوں سے ہر چیز حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ سے ہی باہر آتی ہے ''

(مطالع المسرات ص ۲۴۶)

حضور اقدس ﷺ خود اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اپنی تمام مخلوق کی امداد فرمائی۔ جب کوئی یا رسول اللہ پکارتا ہے تو گویا وہ یا نصر اللہ اور یا رحمۃ اللہ پکارتا ہے۔ یعنی اے اللہ کی امداد میری امداد کر، اے اللہ کی رحمت

---

[1] اسی لیے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت طلب کی تھی۔ (مسلم شریف) کیا ایک صحابی عین رسول کریم کے سامنے شرک کر رہا تھا،

Marfat.com

میری مشکل آسان کر، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ کی امداد قریب ہے، حضور اقدس ﷺ چونکہ خود اللہ تعالیٰ کی امداد ہیں اس لئے اہل ایمان کے کس قدر قریب ہیں، فرمایا النبی اولی بالمومنین من انفسھم یہ نبی تو ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کی امداد سمجھ کر آواز دی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں اہل ایمان کو ان کی دیرینہ نشانی سے پہچان کیا، اور اہل ایمان کی دیرینہ نشانی تھی "یا محمداہ" پھر وہ جس کو بھی للکارتے، قتل کر دیتے، (الکامل فی التاریخ جلد ۴ ص ۲۴۶، البدایہ والنھایہ جلد ۶ ص ۳۲۴) حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے میدان حلب سے پکارا یا محمداہ، یا نصر الله انزل، اے محمد، اے اللہ کی مدد نزول فرمائیے، تھوڑی ہی دیر کے بعد مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگئی۔ (فتوح الشام ۱/۱۹۲)

حضرت امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ تین اولیا کرام کا واقعہ بیان کیا ہے، اور حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی لکھا ہے، کہ تین مجاہد روم میں عیسائیوں کے ہاں گرفتار ہو گئے، بادشاہ نے انہیں عیسائی بنانا چاہا تو انہوں نے آواز دی، یا محمداہ یعنی یا رسول اللہ ہماری امداد کیجئے، بادشاہ نے انہیں گرم تیل میں پھینک دیا۔ ایک بھائی کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ پھر چھ ماہ کے بعد وہ دونوں بھائی فرشتوں کے ہمراہ اس کی شادی میں شرکت کرنے کیلئے آئے۔ اس نے جب ان بھائیوں کا حال پوچھا تو کہنے لگے، گرم تیل میں غوطہ کھاتے ہی ہم جنت الفردوس میں پہنچ گئے تھے، (عیون الحکایات، شرح الصدور) یہ واقعہ ہارون الرشید کے دور کا ہے، لہٰذا وہ اگر تابعین میں سے نہیں تھے تو تبع تابعین میں سے تو ضرور تھے، معلوم ہوا کہ حضور نصرت خداوندی، ﷺ کو پکارنا اور آپ کو رحمت ایزدی کا وسیلہ بنانا قرون اولیٰ سے مشروع ہے، اگر آمنہ خاتون مشرک ہے تو کیا صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی مشرک تھے،

Marfat.com

حضرت علامہ زاہد الکوثر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"آغاز اسلام سے اب تک ہر زمانہ میں انبیا اور صلحا کا وسیلہ لینا امت مسلمہ کا دستور رہا ہے، اس سلسلہ میں تاریخ میں اتنا کچھ موجود ہے جس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا (محق التقول فی مسئلہ التوسل ص ۱)

صحیح بخاری شریف میں حدیث شفاعت کے الفاظ ہیں،

"استغاثوا بادم ثم بموسیٰ ثم بمحمد ﷺ، یعنی قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے امداد طلب کریں گے"

قیامت کے دن تو مشرکین کی رسوائی کا دن ہے۔ اُس دن یہ کیسا "شرک" سامنے آگیا کہ لوگ انبیا کرام کی جناب سے استغاثے کرنے لگے، اولیا عظام سے امدادیں طلب کرنے لگے، حضور اقدس ﷺ خود فقرا مہاجرین کے وسیلے سے دعا مانگا کرتے تھے۔ (رواہ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ ص ۴۴۷) حضرت علامہ شرف القادری رقم فرماتے ہیں،

"حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں، فقرا مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث ہرگز یہ نہیں کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں، بلکہ شکستہ خاطر اور ستم رسیدہ صحابہ مہاجرین کی عزت افزائی ہے اور امت مسلمہ کو یہ بتانا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو، سبحان اللہ، جس ذات اقدس کے غلاموں سے توسل کیا جا سکتا ہے، خود اس ذات مکرم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا، اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ بارگاہ الٰہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ مقبول بارگاہ

Marfat.com

صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے"(توسل ص ۴)

چند ایمان افروز واقعات: تاریخ اسلام کے روشن صفحات سے چند ایمان افروز واقعات اور اشتہادات پیش خدمت ہیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آمنہ خاتون نے ہی استغاثہ پیش نہیں کیا، اس ایمان افروز کام میں ساری امت پیش پیش ہے، اور ساری ملت آپ کے وسیلے سے سرفراز ہو رہی ہے۔

……۱……

عظیم صحابی حضرت سیدنا سواد بن قارب رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔

وانک ادنی المرسلین وسیلة
الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب
وکن لی شفیعاً یوم القیامة لا ذو شفاعة
بمغن فتیلاً عن سواد ابن قارب

اے طیب و مکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں، آپ اس دن میرے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہ کر سکے گا (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۶۹ از ابن نجدی)

……۲……

خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب حضور سید عالم ﷺ کے وصال کی اطلاع ملی تو آپ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے، ولو ان موتک کان اختیاراً لجدنا لموتک بالنفوس

Marfat.com

اذکرنا یا محمد عند ربک ولنکن من بالک ، اگر آپ کے وصال میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ، یا محمد رسول اللہ! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ہمارا خیال رکھنا ، (مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی ۳۲۲/۸)

……۳……

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب حراست میں میدان کربلا سے گزریں تو بے ساختہ فریاد کی ، اے بہت ہی تعریف کئے ہوئے ، امداد امداد ، اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے ، اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں ، یہ حسین میدان میں ہے ، خون میں نہایا ہوا ، اس کے اعضا کٹے ہوئے ہیں ، یا محمداہ ، امداد ، آپ کی شہزادیاں حراست میں ہیں ، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی ہے ، بادصبا ان پر گرد و غبار اڑا رہی ہے" راوی کہتے ہیں کہ پرسوز آواز نے ہر اپنے اور بیگانے کو رلا دیا (البدایہ والنہایہ ۱۹۳/۸)

……۴……

امام ابن اسحاق نے حضرت ابو طالب کے اشعار رقم کئے ہیں جن میں انہوں نے رسول کریم ﷺ کی مدحت سرائی کی ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے ان اشعار کو شرکیہ قرار نہیں دیا ۔

طویل النجاد خارج نصف ساقه

علی وجهه تسقیٰ الغمام و تسعد

عظیم الرماد سید و ابن سید

Marfat.com

يحض على مقرى الضيوف و يحشد

وہ دراز قد، جس کی آدھی پنڈلی باہر نکلی رہتی ہے، اس کے چہرہ کے طفیل ابر پانی برساتا اور سعادت حاصل کرتا ہے، بڑا سخی سردار اور سردار کا بیٹا، مہمانوں کی ضیافت پر دوسروں کو بھی ابھارتا ہے،

(مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۹۵)

......۵......

حضرت سیدہ اسما بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ ﷺ کا معاملہ پوشیدہ ہوا تو قریش کی ایک جماعت ہمارے گھر آئی............ تین دن تک ہمیں کوئی خبر نہ ملی کہ رسول اللہ ﷺ کہاں گئے، حتیٰ کہ مکہ کی نچلی طرف سے ایک آدمی آیا، وہ یہ شعر پڑھتا تھا، لوگوں کو اس کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن وہ خود نظر نہیں آتا تھا، ترجمہ

☆......اے قصی کی اولاد تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا عمدہ کردار اور کیسی عمدہ سرداری تم سے ہٹالی ہے، آج تک کسی اونٹنی نے اپنی پیٹھ پر محمد ﷺ سے زیادہ نیک اور اپنے عہد کا محمد ﷺ سے زیادہ پکا آدمی نہیں اٹھایا، جو اس سے زیادہ نیا لباس لوگوں کو پہنانے والا ہو اور تیز رفتار کم مو گھوڑے، اس سے زیادہ بخشنے والا ہو، اس کے ذریعے گمراہی کے بعد رب نے ان کو ہدایت دی اور سیدھی راہ دکھائی، اور جو حق کی پیروی کرتا ہے، اس کو راستہ مل جاتا ہے (مختصر سیرۃ الرسول ص ۲۹۵)

Marfat.com

(....۲...)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہوئے اور ایک قیصدہ عرض کیا، قصیدے کے اشعار سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حسن اعتقاد کا علم ہوتا ہے، کہتے ہیں،

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی

والعفو عند رسول اللہ مأمول

لظل یرعد الا ان یکون لہٗ

من الرسول باذن اللہ تنویل

ان الرسول لنور یستضاء بہٖ

مھند من سیوف اللہ مسلول

مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے، حالانکہ مجھے آپ سے معافی کی توقع ہے، تو وہ بھی کانپنے لگے، الا یہ کہ اس کھڑے ہونے والے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول کی طرف سے بخشش حاصل ہو جائے، بیشک اللہ کے رسول ایسا نور ہیں کہ جس سے راہ حق تلاش کی جاتی ہے، وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک بے نیام "ہندی" تلوار ہیں، (مختصر سیرۃ الرسول ص ۶۰۶)

جب حضرت کعب نے آخری شعر ﴿ان الرسول لنور یستضاء بہٖ﴾ پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر ان پر پھینکی جسے بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید لیا، اور کہا جاتا ہے کہ وہ چادر آج تک سلاطین کے پاس محفوظ ہے، (ایضاص ۶۰۹)

Marfat.com

﴿......۷......﴾

حضور اقدس ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مالک بن نمط رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور ان الفاظ میں نذرانہ محبت پیش کیا

ذکرت رسول اللہ فی قحمة الدجیٰ
ونحن باعلیٰ رحرحان وصلدد
بان رسول اللہ فینا مصدق
رسول اتیٰ من عند ذی العرش مهتد
فما حلت من ناقة فوق رحلها
ابروا وفی ذمة من محمد
واعطیٰ اذا ما طالب العرف جاءه
وامضیٰ بحد المشرفی المهند

میں نے اللہ کے رسول کو سخت اندھیرے میں اس وقت یاد کیا جب کہ ہم ایک کشادہ اور سخت میدان کے بالائی حصہ میں سفر کر رہے تھے، ہم اللہ کے رسول کی تصدیق کرتے ہیں، وہ رب عرش کے ہدایت یافتہ پیغمبر ہیں، آج تک کسی اونٹنی نے محمد ﷺ سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والا، عہد کا پکا کوئی آدمی اپنی زین پر سوار نہیں کیا، نیز جو سائل کے آنے پر ان سے بڑھ کر دینے والا اور مشرفی قاطع تلوار کی دھار سے زیادہ سرعت کے ساتھ اپنے عزم کو جامہ پہنانے والا ہو۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۶۷۰)

Marfat.com

کویت کی شاعرہ آمنہ خاتون نے ہی حضور اقدس ﷺ کو جلدی امداد کرنے کے لئے عرض نہیں کی، ایک صحابی رسول صدیوں پہلے اس عقیدے کا اظہار کر چکا ہے کہ آپ سرعت کے ساتھ عزم فرماتے ہیں اور سائل کو توقعات سے بڑھ کر عطا کرتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

......٨......

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، کے پاس جاتا تھا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے، ایک دن اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی، اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے اس بات کی شکایت کی، حضرت عثمان نے اس سے کہا، تم وضو خانہ جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو، پھر یہ کہو ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی، نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! میں آپ کے واسطے سے آپ کے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میری حاجت روائی کرے'' اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا، پھر میرے پاس آنا حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں، وہ شخص گیا، اور اس نے

Marfat.com

حضرت عثمان بن حنیف کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا۔ پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، دربان نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا، اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے، اس نے اپنا کام ذکر کیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کا کام کر دیا اور فرمایا، اس سے پہلے اب تک اپنے کام کا ذکر نہیں کیا تھا، اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو تو ہمارے پاس آجانا، پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلا گیا، اور جب اس کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اور میرے معاملہ میں غور نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، حضرت عثمان بن حنیف نے کہا، اللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا، آپ کے پاس ایک نابینا شخص آیا، اور اس نے اپنی نابینائی کی آپ سے شکایت کی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پر صبر کرو گے، اس نے کہا، یارسول اللہ! مجھے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں ہے۔ مجھے بڑی مشکل ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا، تم وضو خانے جاؤ اور وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر ان کلمات سے دعا کرو، (جس میں یا محمد انی توجهت بك، اے

Marfat.com

محمد مصطفیٰ میں آپ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں نا کے الفاظ ہیں)

ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ابھی زیادہ باتیں ہوئی تھیں کہ وہ نابینا شخص اس حال میں آگیا کہ اس میں بالکل نابینائی نہیں تھی، یہ حدیث صحیح ہے، (معجم صغیر طبرانی ۱/۱۸۴) حافظ زکی الدین منذری نے الترغیب میں اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، شیخ ابن تیمیہ نے بھی فتاویٰ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے، (تفصیل کے لئے دیکھئے شرح مسلم سعیدی ۷/۷۰)

یہ حدیث صحیح بتا رہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ کا وسیلہ اختیار کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ وہ یا محمد یا رسول اللہ پکار کر آپ کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور رب تعالیٰ کی رحمت و نصرت ان کی طرف متوجہ ہوتی تھی، آج بھی یہ معاملہ برحق ہے، کیونکہ حدیث مبارک ہے، عرضت علی اعمال امتی حسنها وسیئها، مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، وہ اچھے ہوں یا برے ہوں، (صحیح مسلم ۱/۲۰۷) یہ حکم عام ہے، کوئی نص قطعی اس کو منسوخ نہیں کر رہی، بلکہ قرآن خود بھی اعلان فرما رہا ہے، اے نبی ہم نے تمہیں شاہد بنا کر بھیجا ہے، اب تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ امت کی فریاد سے باخبر ہیں، جب باخبر ہیں تو شفیع امت ہونے کی وجہ سے شفاعت بھی فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرماتا ہے، یہ شان کرم وصال سے پہلے بھی قائم تھی اور وصال کے بعد بھی قائم ہے، بلکہ ہر آنے والی گھڑی گزرنے والی گھڑی سے زیادہ وجاہت والی ہے،

Marfat.com

۹

ایک صاحب نابینا تھے، حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ میں ساربان ہوں، سانپ کے انڈوں پر پاؤں آگیا تھا، جس کے زہر کی وجہ سے آنکھیں خراب ہو گئی ہیں، حضور اقدس ﷺ نے اس کی آنکھوں پر لعاب دہن مبارک لگایا تو اس کی آنکھیں ایسی روشن ہو گئیں کہ تاعمر روشن رہیں، لوگ اسی سال کی عمر میں انہیں سوئی میں دھاگہ ڈالتے ہوئے دیکھا کرتے تھے۔(مجمع الزوائد ۸/ ۲۹۸)

۱۰

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئیں، یا رسول اللہ، میرے ان دونوں شہزادوں کو کچھ فیوضات عطا کریں، آپ نے فرمایا، اما الحسن فقد نحلته، حلمی وھیبتی واماالحسین فقد نحلتہٗ نجدتی وجودی، یعنی حسن کو ہم نے اپنی بردباری اور ہیبت عطا فرمائی اور حسین کو اپنی قوت اور سخاوت عطا کر دی (الامن والعلیٰ ص ۹۹ بحوالہ ابن عساکر)

۱۱

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک ایمان افروز قصیدہ پیش کیا، جس کا ایک ایک لفظ پڑھنے اور غور کرنے کے لائق ہے۔

وردت نـــا ر الـخـلـيـل مكتتمـا

Marfat.com

فی صلبہ انت کیف یحترق

وانت لما ولدت اشرقت

الارض وضاءت بنورك الافق

فنحن فی ذالك الضياء

وفی النور سبل الرشاد نختر

آپ نے حضرت خلیل علیہ السلام کے ساتھ آگ میں نزول فرمایا، وہ کیسے جل سکتے تھے، کیونکہ آپ ان کی پشت انور میں موجود تھے، اور جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین روشن ہوگئی، آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے، لہذا ہم اسی روشنی اور نورانیت میں ہدایت کے راستوں پر گامزن ہیں، (نشر الطیب فی ذکر الحبیب از تھانوی)

۔۔۔۔۔۔۱۲۔۔۔۔۔۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محاصرے کے دوران حضور ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا، کیا تمہیں انہوں نے گھیرا ہوا ہے، اور پیاسا رکھا ہے، میں نے عرض کی، ہاں، آپ نے ایک پانی والا ڈول لٹکا دیا، اس میں پانی تھا، میں نے خوب سیراب ہو کر پیا، یہاں تک کہ میں اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو چاہے تو تیری امداد کر دی جائے اور اگر تو چاہے تو ہمارے ہاں افطار کرنا، میں نے آپ کے ہاں افطار کرنا پسند کر لیا، یہ واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے بیان فرمایا جو محاصرے کے دوران ان سے ملنے کیلئے گئے تھے۔اسی دن آپ کو شہید کر دیا گیا۔(الحاوی للفتاویٰ ۲/ ۴۴۸)

۱۳

حضرت امام علی عابد زین العابدین رضی اللہ عنہ سرکار رسالت ﷺ کے حضور پکار رہے ہیں ؎

یا رحمة للعالمین انت شفیع المذنبین
اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم
یا رحمة للعالمین ادرك لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی موکبٍ والمزدحم

اے تمام جہانوں کی رحمت، آپ گنا ہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں، اپنے فضل، جود اور کرم سے قیامت کے دن ہماری بھی لاج رکھ لینا، اے تمام جہانوں کی رحمت، زین العابدین کی دستگیری کیجئے، جو ظالموں کے ہاتھوں محبوس ہے اور امداد کیلئے عرض گزار ہے،

۱۴

امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سراپا فریاد ہیں ؎

یا سید السادات جئتك قاصداً
ارجو رضاك واحتمی بحماك
یا مالکی کن شافعی فی فاقتی
انی فقیر فی الوری لغناك

Marfat.com

یــا اکــرم الثـقـلیـن ، یــا کـنـز الوریٰ

جـدلـی بـجـودك وارضـنـی بر ضـاك

انـا طـا مـع بـا لـجـو د مـنـك ولـم یكن

لا بــی حـنـیـفـة فــی الا نــام ســواك

اے سیدوں کے سردار میں دلی قاصد کے ساتھ آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں، آپ کی رضا کا طالب ہوں اور خود کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں، اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں میرے شفیع ہو جائیں، میں تمام مخلوق میں آپ کی غنا کا فقیر ہوں، اے جن وانس سے زیادہ کریم، اے مخلوق کے خزانے، مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھے راضی فرما دیں، میں آپ کی بخشش کا امیدوار ہوں، آپ کے سوا مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی پرسان حال نہیں۔ (قصیدۃ النعمان)

۱۵

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ بھی وسیلے کے قائل ہیں۔

آل النبی ذریعتی...... وھم الیه وسیلتی

ارجو ابھم اعطی غداً......بیدی الیمین صحیفتی

آل نبی میرا ذریعہ نجات ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہے، مجھے امید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، (صواعق محرقہ ص ۱۸۰)

Marfat.com

۱۶

الغرض اس طرح کے بیشمار واقعات کتب اسلامیہ میں بکھرے پڑے ہیں۔قاضی شوکانی نے بھی تسلیم کیا ہے،حضور اکرم ﷺ سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی،آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی،حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ سے توسل ثابت ہے،آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل باجماع صحابہ ثابت ہے،(الدر النضید،تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی ۲۸۲/۴) نواب صدیق حسن بھوپالی بھی اعتراف کرتے ہیں،اے میرے آقا،اے میرے سہارے،اے میرے وسیلے،سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے،میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوں کہ میں ذلیل ہوں،گڑگڑا رہا ہوں،اور میری سانس پھولی ہوئی ہے،آپ کے سوا میرا کوئی نہیں،جس سے مدد مانگی جائے،اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و پکار پر رحم فرمائیے(حاشیہ ہدیۃ المھدی ص ۲۰)

زمہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
زمحروماں چرا فارغ نشینی جامی

اسمائے مصطفیٰ کا تقاضا: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اقدس ﷺ کو بڑے عظیم اور حسین اسمائے گرامی عطا فرمائے ہیں،ان اسمائے گرامی کا بھی ایک تقاضا ہے،آیئے

Marfat.com

ذیل میں اس پہلو پر بھی غور کیجئے۔

......حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ہے، اُحید، اس کا معنیٰ ہے اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے دور رکھنے والا، (زرقانی علی المواہب ۴/۱۷۲) آپ کا یہ اسم گرامی تورات میں مذکور ہے، (سبل الہدیٰ ۱/۴۲۴) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قرآن میں میرا نام محمد ہے، انجیل میں احمد ہے، تورات میں اُحید ہے، مجھے احید اس لئے کہا گیا ہے کہ میں اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے بچا کر ایک طرف لے جانے والا ہوں، (تہذیب الاسماء واللغات ۱/۴۹) امام ذہبی نے اس کو مرفوع حدیث کہا ہے۔ (میزان الاعتدال ۱/۳۳۶)

......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، اولیٰ، اسکا معنیٰ ہے سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ مالک، سب سے زیادہ قریب، قرآن پاک نے فرمایا ہے، یہ نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، یا مالک یا قریب ہے، حدیث پاک ہے، میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں، (بخاری کتاب التفسیر تفسیر ابن کثیر ۳/۴۶۸)

......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، بارقلیط، اس کا معنیٰ ہے خلاصی دلوانے والا (نسیم الریاض ۳/۲۷۹، سبل الھدیٰ ۱/ ۴۳۸، الریاض الانیقہ ص ۱۲۹، زرقانی ۴/۳۰۲)

......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، جواد، اس کا معنیٰ ہے کرم کرنے والا اور سخاوت کرنے والا، (لسان العرب ۳/۱۳۵) حدیث پاک ہے، اجو د با لخیر من الریح المر سلۃ آپ بھلائی کرنے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہیں، (بخاری کتاب بدء الوحی)

......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، حافظ، اس کا معنیٰ ہے، اپنی امت کی حفاظت کرنے والا، (الریاض الانیفہ ص ۱۳۹، زرقانی ۴/۱۸۲، سبل الھدیٰ ۱/ ۴۴۵)

......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، حبیب اللہ، یعنی اللہ کا دوست، حدیث پاک

Marfat.com

ہے، میں اللہ کا حبیب ہوں اور مجھے فخر نہیں، (ترمذی ابواب المناقب، سنن دارمی ۱/۳۰) حضرت امام عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ محبت کا درجہ خلت سے زیادہ بلند ہے، اس لئے حبیب ہونے کی وجہ سے آپ کا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہیں زیادہ بلند ہے، (کتاب الشفا ۱/۲۸۴)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، حسیب، اس کا معنیٰ ہے کافی اور بے نیاز، حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ کے حق میں یہ معنیٰ بالکل درست ہے، کیونکہ آپ اپنی امت کی تمام دنیوی اور اخروی حاجات پوری کرنے کیلئے کافی ہیں، اور امت کسی دوسرے کی محتاج نہیں (الریاض الانیقہ ص ۱۴۳) یہ نام قرآن سے ثابت ہے، یا ایھا النبی حسبك الله و من اتبعك من المومنین، اے نبی اللہ آپ کو کافی ہے اور آپ کے تابع فرمان مومن آپ کو کافی ہیں، اگر مومن کافی ہو سکتے ہیں تو آپ بدرجہ اولیٰ کافی ہیں،

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، خبیر، اس کا معنیٰ ہے آگاہ، خبر رکھنے والا، قرآن پاک میں ہے، الرحمن فسئل به خبیرا، وہ رحمٰن ہے تو اس کے متعلق کسی خبر رکھنے والے سے پوچھ، حضرت امام عیاض مالکی نے اس آیت سے آپ کا نام اخذ فرمایا ہے، کیونکہ آپ سے بڑھ کر اور کون اللہ تعالیٰ سے آگاہ اور آشنا ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پوشیدہ علوم اور عظیم معارف سے آگاہ فرمایا اور جن علوم کے اظہار کی اجازت دی، آپ نے ان کی اپنی امت کو خبر عطا فرمائی، (کتاب الشفا ۱/۲۲۸، الریاض الانیقہ ص ۱۵۱)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، رحمۃ للعالمین، اس کا معنیٰ ہے تمام جہانوں کیلئے رحمت، یہ اسم گرامی قرآن پاک سے ماخوذ ہے، امام آلوسی فرماتے ہیں، آپ کا تمام جہانوں کیلئے رحمت ہونا اس لحاظ سے ہے کہ آپ ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے مطابق فیض الٰہی کا وسیلہ ہیں، میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں کے ہر فرد کیلئے رحمت ہیں،

Marfat.com

آپ فرشتوں، انسانوں جنوں غرض سب کیلئے رحمت ہیں، اس شان رحمت میں جنوں اور انسانوں کے درمیان اور کافر اور مومن کے درمیان بھی کوئی فرق نہیں، کیونکہ یہ رحمت ہر فرد کے حق میں الگ الگ نوعیت کی حامل ہے، (روح المعانی ۱۷/۱۷/ ۱۰۵) حضور، رحمت ہیں تو اس کا تقاضا ہے کہ آپ سب مخلوق کے قریب ہیں، سب کے حالات کے عالم ہیں، سب کے فریادرس ہیں، سب کے مختار ہیں، آج بھی زندہ ہیں، کیونکہ رحمت دور نہیں ہوسکتی، جاہل نہیں ہوسکتی، بے رحم نہیں ہوسکتی، مجبور نہیں ہوسکتی، مردہ نہیں ہوسکتی۔

۞ ...... حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، رشید، اس کا معنٰی ہے ہدایت دینے والا اور ثابت قدم رہنے والا، حضرت ابو طالب نے کیا خوب فرمایا ۔

حلیم ، رشید ، عادل ، غیر طائش

یو الی الا ھا لیس عنہ بغافل

آپ بردبار، ہدایت دینے والے، عدل فرمانے والے اور غصے میں نہ آنے والے ہیں، اور اس معبود سے محبت کرنے والے ہیں جو اس سے کبھی غافل نہیں (البدایہ والنہایہ ۳/ ۵۷، سبل الھدیٰ ۱/ ۴۶۵) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے لئے ''الرشید المسدد'' کا نام استعمال کیا ہے، اس کا معنٰی ہے ہدایت دینے والا اور سیدھے راستے پر چلنے والا (دیوان حسان ص ۶۱) حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا ہے، یارسول اللہ ارشدنی ، اے اللہ کے رسول مجھے ہدایت دیجئے، (ترمذی کتاب التفسیر، صحیح ابن حبان ۲/ ۲۹۴، المستدرک ۲/ ۵۱۴)

۞ ...... حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، رءوف اور رحیم، رءوف رافۃ سے ہے، اس سے مراد رحمت میں مبالغہ ہے، رحیم، رحمۃ سے ہے، ائمہ لغت نے ان دونوں میں فرق لکھا ہے کہ احسان کے بدلے احسان کرنے کو رافت اور کسی احسان کے بغیر کسی پر

Marfat.com

احسان کرنے کو رحمت کہتے ہیں، (زرقانی شرح المواہب ۴/ ۲۵۷) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رءوف اور رحیم رکھا ہے، (مسلم کتاب الفضائل) قرآن پاک میں ہے وبا لمومنین رء وف رحیم، (سورۃ التوبہ: ۱۲۸)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، سید، اس کا معنیٰ ہے سردار، حضرت عبد اللہ اعشی رضی اللہ عنہ عرض گزار ہیں۔

یا سید الناس و دیان العرب

الیك اشكو ذربة من الذرب

اے تمام انسانوں کے سردار، اے عرب کے عظیم منصب، میں اپنی لغزش کی شکایت آپ کے حضور بیان کرتا ہوں، (مسند احمد ۲/ ۲۰۲، مجمع الزوائد ۴/ ۳۳۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۲/ ۳۷۶)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے شاف، اسکا معنیٰ ہے، غم و آلام سے شفا دینے والا، اُمت کی تکلیف ختم کرنے والا، (سبل الھدیٰ ۱/ ۴۷۳) آپ نے اپنے دست برکت، اور لعاب رحمت سے کتنے بیماروں کو شفا تقسیم فرمائی، ان واقعات سے حدیث و سیر کی کتابیں مالا مال ہیں، آپ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، کی آنکھ پر لعاب دہن لگایا تو انہیں شفا مل گئی (بخاری) حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ، کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر لعاب دہن لگایا تو وہ تندرست ہوگئی، (بخاری) آپ نے ایک بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا تو اس کے پیٹ سے سیاہ جانور نکل کر بھاگ گیا، (داری، احمد، مصنف ابن ابی شیبہ ۵/ ۴۷) آپ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، کی نکلی ہوئی آنکھ درست فرمادی (مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۳)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، شاھد، اس کا معنیٰ ہے جاننے والا، دیکھنے والا، حاضر، موجود، (زرقانی ۴/ ۲۷۲) اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شاہد بنایا ہے) اولین و آخرین کے احوال پر مطلع فرمایا، (نسیم الریاض ۳/ ۲۶۴) حدیث پاک ہے انا شاھد کم الیوم، میں

Marfat.com

آج کے دن تمہارا گواہ ہوں (المستدرک ۱/۳۶۵)

حاضر و ناضر ہوئے نظر و تصرف سے حضور
ہاتھ میں ہر شے ہے آنکھوں میں ہے کل سنار بھی
بالیقیں توحید مقصد ہے مرے افکار کا
ساتھ لازم ہے شعور عظمت سرکار بھی   راقم

حضرات علما نے اسم شاہد اور شہید پر کمال کا عقیدہ رقم فرمایا ہے، حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، لا نہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید علی امتہ و ناظرلما عملوا، حضور اپنی امت پر حاضر ہیں اور امت کے عملوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں (شرح المواہب ۱۷۳/۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور کی ذات اقدس اپنی حقیقت کے اعتبار سے تمام موجودات اور کائنات میں ناظر و شاہد اور موجود و حاضر ہے، اس لئے نمازی کی ذات کے پاس بھی حاضر و شاہد ہے، اور سلام کو صیغہ خطاب میں لانا، آپ کے شاہد و مشہود اور حاضر و موجود ہونے کے اعتبار سے ہے (تکمیل الحسنات ص ۷)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، شہید، اس کا معنیٰ ہے عالم، جاننے والا، (کتاب الشفا ۱/۳۲۶) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام شہید رکھا ہے، یکون الرسول علیکم شہیدا، اور یہ رسول تم پر گواہ ہے، نگہبان ہے، (سورۃ البقرۃ: ۱۴۳) حضور انور ﷺ کی حدیث مبارک ہے، وانا شہید علیکم، اس کی تشریح میں حضرت امام علی القاری فرماتے ہیں۔

"اور میں تم پر شہید ہوں، یعنی تمہارے حالات سے آگاہ ہوں کہ وہ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، میں تمہارا گواہ ہوں، اور اچھے اعمال پر تمہاری تعریف کرنے والا ہوں" (مرقاۃ ۱۱/۲۳۷)

حضور اقدس ﷺ وصال کے بعد بھی شاہد اور شہید ہیں، اسی لئے حضرت

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی روشن پیشانی کو چوما اور عرض کیا، وانبیاہ ، واخلیلاہ واصفیاہ آہ اے نبی اکرم، آہ اے خلیل مکرم، آہ اے صفی محتشم (مسند احمد ۶/۳۱)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، قاسم، اس کا معنیٰ ہے تقسیم کرنے والا، آپ نے فرمایا، میں تمہیں عطا کرتا ہوں نہ محروم رکھتا ہوں، میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، وہی کرتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا جاتا ہے، (بخاری کتاب الخمس) آپ کا اسم گرامی قثم بھی ہے، جس کا معنیٰ ہے، انتہائی زیادہ سخاوت کرنے والا، آپ اپنی ذات میں کمالات اور خیرات کا مجموعہ ہونے کے باعث قثم ہیں (نسیم الریاض ۳/۲۶۳)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، فاتح، اس کا معنی ہے حکم کرنے والا، کھولنے والا، فرمایا جعلنی فاتحاً و خاتماً مجھے کھولنے والا اور آخری نبی بنایا گیا ہے، اس کی مراد یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ امت کیلئے خدا کی معرفت اور خدا پر ایمان رکھنے کے راستے کھولنے والے ہیں، (کتاب الشفا ۱/۳۲۹)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، کریم، اس کا معنی ہے بہت زیادہ اچھائی کرنے والا ، ایسا سخی جس سے سخاوت میں کوئی بڑھ نہ سکے، (لسان العرب ۱۲/ ۵۱۰) اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے "رسول کریم" کا نام استعمال کیا ہے (سورۃ الحاقہ :۴۰) حضرت امام بوصیری علیہ الرحمہ کیا خوب کہتے ہیں ؎

فا ق النبین فی خلق و فی خلق

ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

حضور ﷺ تمام انبیا کرام علیہم السلام سے صورت اور سیرت میں بڑھ گئے، اور کوئی فرد بھی علم اور کرم میں آپ کی ہمسری نہیں کرسکتا، (قصیدہ بردہ)

Marfat.com

❁......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، مجیب، اس کا معنیٰ ہے قبول کرنے والا، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے وصال پر عرض کیا ہے۔

یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ

یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ

یا ابتاہ الی جبریل ننعاہ

اے ابا جان! آپ نے اپنے رب کا پیغام قبول کرلیا، اے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں جلوہ فرما ہوں گے، اے ابا جان! میں آپ کے فراق کے غم کی خبر جبریل امین کو سناتی ہوں، (بخاری کتاب المغازی، سنن ابن ماجہ ۲/۱۰۳، سنن دارمی ۱/۴۱، المستدرک ۱/۳۸۲)

❁......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، شافع اور شفیع، اس کا معنی ہے شفاعت فرمانے والا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے، فرمایا،

ان الناس یصیرون یوم القیام جثا، کل امۃ تتبع نبیھا یقولون یا فلان اشفع یا فلان اشفع حتیٰ تنتھی الشفاعۃ الی النبی ﷺ فذلک یوم یبعثہ اللہ المقام المحمود ضرور سارے لوگ قیامت کے دن چلیں گے، ہر امت کو اپنے نبی کی تلاش ہوگی، وہ کہیں گے، اے فلاں شفاعت فرما، اے فلاں شفاعت فرما، یہاں تک کہ شفاعت کی تلاش کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے، یہ وہ دن ہوگا جب اللہ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا،

(بخاری کتاب التفسیر)

خود رسول شفاعت، نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ مخلوق جا کر یہ کہے گی اے محمد، اے اللہ کے نبی، آپ ﷺ کی

Marfat.com

برکت سے اللہ نے شفاعت کا دروازہ کھولا ہے، آج آپ ہی پر امن اور پرسکون ہیں، آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، آپ رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں، ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں، آپ نظر رحمت تو فرمائیں کہ ہم کس درد میں ہیں، آپ چشم کرم تو فرمائیں کہ ہم کس حال زار کو پہنچے ہیں پھر آپ فرمائیں گے کہ میں ہی اس شفاعت کے لئے ہوں، میں ہی تمہارا صاحب (غمگسار) ہوں، (تجلی الیقین ص۷۲ ملخصا)

......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، مطہر، اس کا معنٰی ہے، آپ (پاک بھی ہیں) اور دوسروں کو شرک کی نجاست سے پاک کرنے والے بھی ہیں۔ (زرقانی ۴/ ۲۱۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

خذمن اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيم بها وصل عليهم ......یعنی آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کریں کہ آپ اس کی وجہ سے ان کو پاک اور صاف کر دیں اور ان کے حق میں دعائے خیر کریں، بے شک آپ کی دعا ان کیلئے سکون کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا، جانتا ہے (سورۃ التوبہ:۱۰۳)

صحابہ کرام آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے رہے، حضور آپ مجھے پاک کر دیں، اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔ بے شک آپ نے انسانیت کو پاک فرمایا اور انسانوں کی گردنوں میں پھنسے ہوئے غلامی کے طوق توڑ ڈالے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ويضع عنهم اصرهم والا غلال التی کا نت علیهم یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کائنات کی مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے،

Marfat.com

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، مولا، اس کا معنی ہے سید، سردار، منعم، نعمت دینے والا، ناصر، مددگار، اور محبت کرنے والا، (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر جلد۵ ص ۲۲۸) آپ ﷺ فرماتے ہیں، انا مولیٰ من لا مولیٰ له جس کا کوئی والی نہیں، اس کا میں والی ہوں، (سنن ابوداؤد ۳/ ۴۹، مسند احمد ۴/ ۱۳۳، المستدرک ۴/ ۳۴۴) اور فرمایا الله ورسوله مولی من لا مولیٰ له جس کا کوئی والی، (مددگار، ناصر، محبّ) نہیں، اللہ اور اس کا رسول اس کے والی (مددگار، ناصر، محبّ) ہیں، (ابن حبان ۱۳/ ۴۰۱، دارقطنی ۴/ ۸۵، سنن بیہقی ۶/ ۲۱۴، ترمذی ۳/ ۶۰۷، ابن ماجہ ۳/ ۳۳۳، مسند احمد ۱/ ۴۶) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے وصال مصطفیٰ پر کیا خوب عرض کیا ہے ۔

جزعا علی المھدی اصبح ثاویاً

یا خیر من وطئ الحصی لا تبعد

آنکھیں اس ہدایت یافتہ پر رورہی ہیں، اے زمین پر چلنے والے تمام انسانوں سے بہترین محبوب! آپ ہم سے دور نہیں ہوئے، (دیوان حسان ص ۶۵).

حضور اکرم ﷺ ولی بھی ہیں، انما ولیکم الله ورسوله ، بے شک تمہارا ولی (مددگار) ہے، اللہ اور اس کا رسول، (القرآن) حدیث مبارک ہے انا ولی من لا ولی له جس کا کوئی ولی (مددگار) نہیں اس کا میں ولی (مددگار) ہوں، (مسند احمد ۴/ ۱۳۳) اور فرمایا انا ولی المومنین ، میں مومنوں کا مددگار ہوں، (سنن بیہقی ۳/ ۲۱۴) اور فرمایا، من کنت ولیه فعلی ولیه ، جس کا میں مددگار ہوں، اس کا علی مددگار ہے (مسند احمد ۵/ ۳۶۱، فضائل الصحابہ ۲/ ۵۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۶/ ۳۶۵، طبرانی اوسط ۳/ ۱۰۰، مجمع الزوائد ۹/ ۱۰۸، کنز العمال ۱۱/ ۶۰۲)

۞......حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی ہے، ھاد، اس کا معنیٰ ہے ہدایت دینے والا، اللہ کریم کا فرمان ہے لکل قوم ھاد ، ہر قوم کیلئے ہدایت دینے والا ہے۔ اور فرمایا انك

Marfat.com

لتھدی الی صراطِ مستقیم آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتے ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ھذ الرجل یھد ینی الی السبیل، یہ شخص کریم مجھے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ (بخاری کتاب الفضائل، مسند احمد ۳/۲۱۱)

حضرات گرامی! حضور اقدس، رسول انور، نبی محتشم ﷺ کے لاتعداد ناموں میں سے چند نام آپ کے سامنے بیان کئے گئے ہیں، آپ نے دلائل سے جان لیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ اعظم ﷺ کو اپنی مخلوق کا کسطرح سہارا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ امت کو آگ سے بچاتے ہیں۔ آپ غمزدوں کو خلاصی دلواتے ہیں، آپ حد سے زیادہ کرم فرماتے ہیں، آپ دنیوی اور اخروی حاجتوں کو پورا کرنے کیلئے کافی ہیں، ہر وقت امت کی خبر رکھنے والے ہیں، تمام جہانوں کے ہر فرد کیلئے رحمت ہیں، حلم والے، عدل والے اور ہدایت عطا کرنے والے ہیں، شفا بانٹنے والے ہیں، حفاظت کرنے والے ہیں، دنیا اور آخرت میں شفاعت کرنے والے ہیں، قبول کرنے والے ہیں، لوگوں کے بوجھ اتارنے والے ہیں۔ مولا، مددگار، حامی، ناصر، وارث اور مبالغے کے ساتھ رحم کرنے والے ہیں، جانوں سے بھی زیادہ محبوب اور قریب رہنے والے ہیں، ذرا سوچئے، خدارا ذرا سوچئے، ان ناموں کا کیا تقاضا ہے، کیا یہ نام روز روشن کی طرح ظاہر نہیں کر رہے کہ وہ ذات مقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطاؤں اور بخششوں کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ اس کو مدد کیلئے آواز دینا، خود نصرت الٰہی کو آواز دینا ہے، کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں کہا، کون ہے میرا اللہ کے لئے مددگار، حواری بولے، ہم ہیں اللہ کے (دین کے) مددگار (القرآن) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی مددگار ہو سکتے ہیں تو ہمارے نبی ہمارے مددگار کیوں نہیں ہو سکتے، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں کو مدد کیلئے پکارنا شرک فی العبادۃ نہیں تو ہمارا اپنے نبی کو پکارا کیسے شرک فی العبادۃ ہوگا، کاش ان

Marfat.com

کے پاس ہماری عقل ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو پکارنا شرک ہوتا ہے، اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بری ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے امتی بھی بَری ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ ان مذکورہ ناموں اور شانوں سے معزول نہیں کیے گئے، بلکہ ان کی برکتوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے تو پھر امت کیوں نہ اپنا حال زار پیش کرے، اللہ اللہ، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ محبوب کے پاس جا کر اللہ سے معافی طلب کرو اور محبوب کو حکم دیا گیا ہے،

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشی يريدون وجهه ولا تعد عينك عنهم ،آپ اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ ساتھ رکھئے، جودن رات اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور اسکی رضا چاہتے ہیں اور ان سے اپنی نظروں کو نہ پھیریئے (یعنی ان پر نگاہ رکھئے) (القرآن)

اللہ اللہ! ادھر فرمایا، اے محبوب آپ ہر وقت ہماری نظروں میں ہیں (القرآن) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر نظر رحمت فرماتا ہے اور محبوب اپنی امت پر نظر رحمت فرماتے ہیں، ادھر امت محبوب کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرتی ہے اور محبوب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرتا ہے۔ لوگ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے، اسی کا نام توسیلہ ہے۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

ایاک نستعین کا مفہوم: ایاک نستعین، اس کا ترجمہ ہے ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں، اسکا درست مفہوم بیان کرنے کے لیے ہم مفسرین قرآن کی تحقیق پیش کرتے ہیں،

......حضرت امام مفتی احمد یار خان بدایونی علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں، اس جگہ مدد سے

Marfat.com

مراد حقیقی مدد ہے، یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا، وہ محض واسطۂ فیض الٰہی سمجھ کر ہے، جیسے کہ قرآن میں ہے ان الحکم الا لله، نہیں ہے حکم مگر اللہ کا، یا فرمایا گیا له، ما فی السموات وما فی الارض، اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان وزمین کی چیزیں، پھر ہم حکام کا حکم بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں، یعنی آیت سے مراد ہے حقیقی حکم، اور حقیقی ملکیت، مگر بندوں کیلئے بہ عطائے الٰہی، نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اور مدد مانگنے میں تعلق کیا ہے کہ اس آیت میں دونوں کو جمع کیا گیا ہے، تعلق یہ ہی ہے کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ بھی عبادت ہی کی ایک شاخ ہے، بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں، کالی ماں تیری دہائی، وغیرہ اس لئے ان دونوں کو جمع کیا گیا، اگر آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا، نہ تو صحابہ کرام اور نہ قرآن کے ماننے والے اور نہ خود مخالفین، ہم اس کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں، اب بھی مدرسہ کے چندہ کیلئے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے، انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے، دائی کی مدد سے پیدا ہوا، ماں کی مدد سے پرورش پائی، استاد کی مدد سے علم سیکھا، مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری، اہل قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے، پھر غسال اور درزی کی مدد سے غسل اور کفن ملا، گورکن کی مدد سے قبر کھدی، مسلمانوں کی مدد سے زیر خاک دفن ہوئے، پھر اہل قرابت کی مدد سے بعد میں ایصال ثواب ہوا، پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے، اس آیت میں کوئی قید نہیں کہ کس سے مدد اور کس وقت (مدد مانگی جائے) (جاء الحق ۱/۲۰۹)

...... حضرت امام الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں، سمجھنا چاہئے

Marfat.com

کہ کسی غیر سے مدد مانگنا بھروسہ کے طریقہ پر ہے، اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے، یہ حرام ہے، اور اگر توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہے، اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جان کر اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی تو عرفان سے دور نہیں ہے، اور شریعت میں جائز ہے، اور اس کو انبیا اور اولیا کی مدد کہتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے غیر سے مدد مانگنا نہیں ہے، بلکہ حضرت حق سے مدد مانگنا ہے،" (تفسیر فتح العزیز ۱/۲۰)

۞......حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں، یعنی جیسے ہم عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں اسی طرح مدد بھی تجھی سے طلب کرتے ہیں۔ تو ہی کارساز حقیقی ہے، تو ہی مالک حقیقی ہے، ہر کام میں، ہر حاجت میں تیرے سامنے ہی دست سوال دراز کرتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس عالم اسباب میں قطع نظر کر لی جائے، بیمار ہوئے تو علاج سے کنارہ کش، تلاش رزق کے وقت وسائل معاش سے دست بردار، حصول علم کیلئے صحبت استاد سے بیزار، اس طریقہ کار سے اسلام اور توحید کو کوئی سروکار نہیں، کیونکہ وہ جو شافی، رزاق اور حکیم ہے، اسی نے ان نتائج کو ان اسباب سے وابستہ کر دیا ہے، اسی نے ان اسباب میں تاثیر رکھی ہے، اب ان اسباب کی طرف رجوع استعانت بالغیر نہیں ہوگی، اسی طرح ان جملہ اسباب میں سب سے قوی تر اور اثر آفرین سبب دعا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الدعاء یرد القضا کہ دعا تو تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے، اور اس میں بھی کلام نہیں کہ محبوبان خدا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی عاجزانہ اور نیاز مندانہ التجاؤں کو ضرور شرف قبولیت بخشے گا، چنانچہ حدیث قدسی جسے امام بخاری اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے، میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے، لان سألنی لاعطینہ ولان استعاذنی لا عیذنہ اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا، اور اگر وہ

Marfat.com

مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا، تو اب اگر کوئی ان محبوبان الٰہی کی جناب میں خصوصاً حبیب کبریا ﷺ کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشود کیلئے التماس دعا کرتا ہے تو یہ بھی استعانت بالغیر اور شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے، ہاں اگر کسی ولی، شہید یا نبی کے متعلق کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ مستقل بالذات ہے اور خدا نہ چاہے، تب بھی یہ (مدد) کرسکتا ہے تو یہ شرک اور ایسا کرنے والا مشرک ہے (اور کوئی مسلمان اس عقیدے کے ساتھ کسی نبی اور ولی سے استعانت نہیں کرتا) (ضیاء القرآن ۱/۲۴)

۞......مولانا محمود الحسن دیوبندی رقم فرماتے ہیں، اس آیت شریفہ (ایاک نستعین) سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے، ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی استعانت ہے (حاشیہ قرآن ص ۲)

۞......امام اہل سنت اعلیٰحضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں، اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنیٰ پر غیر خدا سے شرک ہے، یعنی قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا، ان معنوں میں ہی اگر بیماری کے علاج میں طبیب یا دوا سے مدد طلب کرے یا فقیری کی حاجت میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے، یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں میں مدد لے جو یقیناً تمام منکرین استعانت روزانہ اپنی عورتوں، بچوں اور نوکروں سے کرتے کراتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھا دے، یا کھانا پکا دے، سب قطعی شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر و شرک میں کیا شبہ رہا؟ اور جس معنیٰ پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کا

Marfat.com

مظہر، واسطہ، وسیلہ اور سبب جان کر تو انہی معنوں میں انبیا کرام اور اولیا عظام سے مدد مانگنا کیونکر شرک ہوگا (برکات الامداد ص ۲۸) مزید فرماتے ہیں کہ، جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے گا شرک ہوگا، اور ایک کے لئے شرک نہیں تو وہ کسی کیلئے شرک نہیں ہوسکتا، کیا اللہ کے شریک مردے نہیں ہوسکتے، زندے ہوسکتے ہیں، دور کے نہیں ہوسکتے، پاس کے ہوسکتے ہیں، انبیا نہیں ہوسکتے، حکیم ہوسکتے ہیں، انسان نہیں ہوسکتے، فرشتے ہوسکتے ہیں؟ حاشا للہ، اللہ عزوجل کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا، (برکات الامداد ص ۲۸)

......مولانا اشرف علی تھانوی رقم فرماتے ہیں، جو استعانت و استمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے، اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے، خواہ جس سے مدد مانگی جائے وہ زندہ ہو یا مردہ (امداد الفتاویٰ ۴/۹۹)

......مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی رقم فرماتے ہیں، ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے، (حاشیہ قرآن ص ۲)

......حضرت علامہ ابن قیم الجوزیہ رقم فرماتے ہیں، یعنی بہت دفعہ لوگوں نے رحمت عالم ﷺ کو معہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے خواب میں دیکھا کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی، پھر اس کا ظہور بھی ہوا کہ ٹڈی دل لشکر نہتے، کمزور اور تھوڑے مسلمانوں سے شکست بھی کھا گئے، علاوہ ازیں تعدد اور تواتر سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ معہ خلفائے راشدین کے مسلمانوں کی امداد اور اعانت کے لئے تشریف فرما ہوتے ہیں، (اسلام اور ولایت ص ۴۰۸ بحوالہ کتاب الروح ص ۲۶۹)

......حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اپنی امت کے اعمال پر نگاہ

Marfat.com

رکھنا، ان کے گناہوں کے لئے استغفار کرنا، ان سے بلا دور ہونے کی دعا کرنا، زمین میں اِدھر اُدھر آنا جانا، اس میں برکت دینا اور اپنی امت کے صالحین کے جنازوں میں شریک ہونا، یہ چیزیں حضور اقدس ﷺ کا مشغلہ ہیں، جیسا کہ اس کے متعلق احادیث اور آثار پائے جاتے ہیں، (انتباہ الاذکیا ص ۷)

۞...... حضرت علامہ محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں، اور مکمل برزخی زندگی گزار رہے ہیں، اس کامل وارفع زندگی کے واقعات کے مطابق آپ کی روح پر انوار ملکوت سماوی میں محو سیر وسیاحت رہتی ہے، اور اس روح مقدس کے لئے یہ ممکن ہے کہ محافل نورانی اور مجالس علمی میں تشریف فرما ہو، اس طرح یہ مقام آپ کی اتباع کرنے والے مخلص مومنین کو بھی حاصل ہے، امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ روح آزاد ہوتی ہے، جہاں چاہتی ہے، جاتی ہے۔ اس طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، ایمان والوں کی روحیں زمین پر حیات برزخی کی حالت میں جہاں چاہتی ہیں، جاتی ہیں، (حول الاحتفال ص ۴۲)

ذرا غور کیجئے، اس شان عظیم کے حامل انبیا کرام اور اولیا عظام سے استعانت مجازی کا عقیدہ کیونکر شرک ہوسکتا ہے، وہ دنیا میں ہوں یا برزخ میں، ان سے امداد طلب کی جاسکتی ہے وہ اللہ کے فضل سے یہاں بھی زندہ ہیں اور وہاں بھی زندہ ہیں، یہاں بھی مختار ہیں اور وہاں بھی مختار ہیں،

استعانت کا ثبوت: جہاں تک عبادت کا تعلق ہے تو ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، اس کی حقیقی اور مجازی تقسیم قطعی طور پر حرام ہے، یعنی حقیقی طور پر تو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا، مگر مجازی طور پر کسی اور کی عبادت کرنا، ہرگز جائز نہیں، جبکہ استعانت کی دو قسمیں ہیں، حقیقی استعانت اور مجازی استعانت، حقیقی استعانت بھی صرف اور صرف

Marfat.com

خدا تعالیٰ سے جائز ہے، اور ایاک نستعین، ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، جس کا عقیدہ ہو کہ کوئی نبی اور ولی کوئی صدیق اور شہید، کوئی حکیم اور حاکم حقیقی طور پر، ذاتی طور پر، خدا تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے بغیر ہی میری مدد کر سکتا ہے تو وہ پکا مشرک ہے، پکا کافر ہے، کیونکہ حقیقی، ذاتی، استقلالی، ازلی، ابدی مددگار فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ہاں مجازی استعانت اسکی مخلوق سے جائز ہے، کیونکہ اس نے اپنی مخلوق کو اپنی امداد کا مظہر بنایا ہے، یہ عالم اسباب ہے، اور عالم اسباب میں رہتے ہوئے اسباب سے بے اعتنائی اس حکیم مطلق کی حکمت اور مشیت کے خلاف ہے، ایک شخص جسمانی طور پر بیمار ہے تو اسے کسی طبیب حاذق کے پاس جانے، اس سے مجازی استعانت کرنے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر کوئی معاشرتی طور پر استحصال کا شکار ہو جائے تو اسے حاکم وقت کی خدمت میں التماس کرنی چاہیئے، اس سے انصاف کی امید رکھنی چاہیئے، یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس عالم اسباب میں کوئی آدمی اسباب سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے کہ اصل قوتوں کا مالک خالق اسباب ہے، جس نے انسان کیلئے طرح طرح کے اسباب پیدا فرمائے، حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے، اگر کوئی شخص روحانی طور پر بیمار ہو جائے یعنی اسے حسد، ہوس، تکبر، بغض، بلکہ کفر اور شرک کی بیماری لاحق ہو جائے تو اس کے لئے انبیا اور اولیا کی بارگاہ میں جانے کا حکم ہے، ان کی صحبت میں شفا ہے، ان کی سنگت میں دوا ہے،

آنکہ چشم مست بصد حیلہ وا کند
سنگ را ولی کند، مگس را ہما کند

اللہ تعالیٰ نے اس عالم اسباب میں ان کی ذوات قدسیہ کو ہدایت و مغفرت کا سرچشمہ بنایا ہے، لیکن منافقین کی ایک عادت ہے کہ وہ حاکم وقت اور حکیم حاذق کے پاس

Marfat.com

جانا شرک نہیں سمجھتے، انبیا اور اولیا کے حضور جانا تو شرک جانتے ہیں، قرآن فرماتا ہے،

……جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں، تو اپنا سر پھیر لیتے ہیں، تم ان کو دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو بھی (ان کے پاس جانے سے) روکتے ہیں، اور وہ نہایت متکبر انسان ہیں (سورۃ المنافقون)

……جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ، اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور (آؤ) رسول کی طرف تو اے محبوب تم ان منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف آنے سے (کتراتے ہیں اور) لوگوں کو روکتے ہیں۔ (سورۃ النساء)

ان آیات قدسیہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم، رسول معظم ﷺ کی بارگاہ کو مغفرت ورحمت کا وسیلہ نہ ماننا اور ان سے آکر استعانت نہ چاہنا منافقوں کا طریقہ ہے، اور منافقت کی نشانی ہے، مجازی استعانت کا ثبوت قرآن میں بھی ہے اور مصطفٰے کریم ﷺ کے فرمان میں بھی ہے، وہ اسباب کے ماتحت ہو یا اسباب سے مافوق ہو، ہم عرض کر چکے ہیں کہ ماتحت اور مافوق کی قید ان لوگوں کے اپنے ''کرشمہ ساز حسن'' کا کمال ہے جو انبیا اور اولیا سے استعانت کو شرک سمجھتے ہیں، چونکہ وہ خود اس عالم اسباب میں رہتے ہوئے حاکم وقت کی اشیر باد، حکیم حاذق کی امداد، جہادی چندے کی فریاد، امریکہ اور برطانیہ سے استمداد کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے، اس لئے انہیں اسباب کے ماتحت ہونے والے شرک کی کڑوی گولی نگلنا پڑی، ورنہ قرآن کی کسی آیت اور حدیث کی کسی روایت میں ماتحت اور مافوق سے استعانت، زندہ اور مردہ سے استعانت، حاکم وقت اور انبیائے حق سے استعانت کی تقسیم کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا کہ ان سے جائز ہو

Marfat.com

اور ان سے حرام ہو، یہ سب کی سب مجازی استعانت ہے اور حقیقی استعانت کی مظہر ہے لہذا قطعی طور پر جائز ہے۔ اسباب کے ماتحت استعانت سے تو ان کو بھی کوئی انکار نہیں، جیسا کہ حضرت شیخ ابن باز نجدی نے اعتراف کیا ہے۔

"ظاہری اسباب اختیار کرنا یا دنیوی معاملات میں (جن کا حل ہونا کسی کے ذریعہ ممکن ہو) کسی زندہ اور سامنے موجود شخص سے مدد کی اپیل کرنا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز اور درست ہے، اور اس کو عبادت میں شمار نہیں کیا جائے گا، مثلاً کسی کا لڑکا یا خادم یا مویشی کسی ناگہانی آفت وبلا کا شکار ہو جائے تو ایسی صورت میں کسی ایسے شخص سے مدد لی جاسکتی ہے جو اس کی قدرت رکھتا ہوں، یا گھر وغیرہ کی تعمیر واصلاح کیلئے سامنے موجود شخص سے بالمشافہ یا کسی دور افتادہ شخص سے بذریعہ خط وکتابت مشورہ لیا جاسکتا ہے، جیسا کہ خاندان موسوی سے تعلق رکھنے والے اس کمزور شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی اپیل کی تھی۔ جس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے، فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریبی آدمی نے اپنے دشمن کے خلاف ان سے مدد کی اپیل کی، (سورۃ القص: ۱۵) اسی طرح سے جہاد و جنگ میں ایک ملک کا دوسرے ملک سے یا ایک شخص کا دوسرے شخص سے تعاون لینا جائز ہے، مصیبتوں میں مردوں، جن وملک اور شجر وحجر سے مدد کی اپیل کرنا سراپا شرک، اور کفار عرب جیسا کام ہے، جو معبودان باطل لات وعزیٰ وغیرہ

Marfat.com

بتوں سے مدد مانگتے تھے، اسی طرح کسی زندہ آدمی کو اللہ کا ولی سمجھ کر اس سے مدد طلب کرنا اور جنت طلب کرنا، جہنم سے چھٹکارا دلانے کی درخواست کرنا یا شفایابی کی امید رکھنا سب کا سب شرک ہے، کیونکہ یہ سب کام اللہ کا ہے، مخلوق میں سے کسی کے بھی بس کی بات نہیں'' (عقیدۃ المسلم ص ۱۵۵،۱۵۶)

حضرت شیخ ابن باز نجدی کے فلسفہ استعانت میں ظاہری اسباب کے ماتحت غیر اللہ سے اِمداد طلب کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ زندہ ہو اور سامنے موجود ہو، اور امداد کی قدرت رکھتا ہو، ہم پوچھتے ہیں کہ کسی بھی غیر اللہ کا زندہ ہونا، سامنے موجود ہونا اور امداد کی قدرت رکھنا اللہ قادر و مستعان کے حکم اور فضل سے ہے یا حکم و فضل کے بغیر ہے۔ اگر اس کے حکم و فضل کے بغیر ہے تو حضرت شیخ ابن باز نجدی کو شرک سے کوئی نہیں بچا سکتا، کیونکہ انہوں نے ایسے زندہ، سامنے موجود اور امداد پر قدرت رکھنے والے آدمی کو یا ملک کو اللہ تعالیٰ کے برابر تسلیم کر لیا جو اس کی مشیت و قدرت کے مقابلے میں تصرف پر تصرف کرتا جا رہا ہے، اور اگر کوئی زندہ، سامنے موجود اور امداد پر قدرت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے حکم و فضل سے امداد کرتا ہے تو کیا یہ حکم و فضل کسی نبی اور ولی پر نہیں ہوا، کسی فوت شدہ مرد مومن اور ملک مقرب پر نہیں ہوا، کسی رجل غیب اور دور بیٹھے ہوئے بطل کامل پر نہیں ہوا یا نہیں ہو سکتا، ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی فرد کائنات اگر کسی کی امداد کرتا ہے تو محض اس مستعان حقیقی کے حکم اور فضل سے کرتا ہے، اگر وہ نہ چاہے تو کسی کو آنکھ جھپکنے کی بھی توفیق نہیں مل سکتی۔ افسوس کہ حضرت شیخ کی نظر میں ایسے خوبصورت عقیدے والے لوگ مشرک ہیں اور اسباب کے ماتحت سارے جہان کو اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت سے خارج کرنے والے موحد ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اگر کوئی کہے کہ اسباب کے ماتحت تو استعانت

Marfat.com

کا ثبوت ہے، مثلاً فرمایا

۞......اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد طلب کرو، (القرآن)

۞......بے شک اللہ ضرور مدد کرے گا اس کی جو اسکی مدد کرے گا، (القرآن)

۞......نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں (ایک دوسرے کی) مدد کرو، (القرآن)

۞......حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے فرمایا، اے قوم اپنی قوت سے میری مدد کرو (القرآن)

اس طرح کی اور بھی آیات قدسیہ موجود ہیں، لیکن اسباب سے مافوق استعانت کا کوئی ثبوت نہیں، لہذا یہ تسلیم نہیں کر سکتے، ہم کہتے ہیں کہ اسباب سے مافوق استعانت کے بیشمار دلائل ہیں جو ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں، سب سے پہلے تو یہ کہ حضرت شیخ ابن باز نجدی نے تین شرائط کے ساتھ استعانت کو جائز قرار دیا ہے، اگر یہ شرائط انبیا اور اولیا کے بارے میں پوری ہو جائیں تو اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ تسلیم کر لینا چاہئے۔

......ا......

اولاً کسی زندہ آدمی سے مدد مانگنا جائز ہے، لیکن اسی عبارت میں پھر بدل گئے اور کہنے لگے ''کسی زندہ آدمی کو اللہ کا ولی سمجھ کر اس سے مدد طلب کرنا، جنت طلب کرنا، جہنم سے چھٹکارا دلانے کی درخواست کرنا یا شفا یابی کی امید رکھنا سب کا سب شرک ہے'' معلوم ہوا کہ ان کو ''ولی اللہ'' سے شدید دشمنی ہے۔ کوئی اور زندہ آدمی ہو تو مدد مانگنا جائز ہے، لیکن ولی اللہ زندہ بھی ہو تو پھر بھی اس سے مدد مانگنا شرک ہے۔ جنت کا طلب کرنا، جہنم سے چھٹکارا دلانا یہ سب اللہ تعالیٰ کے انبیا اور اولیا سے باذن اللہ ثابت ہے، کیا حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے جنت نہیں مانگی، (مسلم شریف) حدیث پاک ہے، تم مجھے اپنی زبان کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (بخاری شریف) اور فرمایا، تم دوزخ کی آگ میں پتنگوں کی طرح گر رہے ہو، میں تمہیں

Marfat.com

پکڑ کر بچا رہا ہوں، (مسلم شریف) کیا کوڑھ کے مارے ہوئے اور اندھے انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شفایابی کی امید نہیں رکھتے تھے، کیا صحابہ کرام نے حضور پر نور ﷺ کے لعاب دہن سے استفادہ نہیں کیا، ہزاروں روایات تواتر کے ساتھ منقول ہیں کہ امت محمدیہ کے اولیا کرام نے باذن اللہ مردوں کو زندہ کیا، بیماروں کو شفا بخشی اور گنہگاروں کو جنت کی امید دلائی، اور جہنم کے طوق کاٹے، بہر حال ان کا فرمانا کہ زندہ سے مدد مانگنا جائز ہے تو یقین کیجئے کہ ہم زندہ انبیا کرام اور پائندہ اولیا عظام سے مجازی طور پر استعانت کرتے ہیں جو فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی حقیقی استعانت کی مظہر کامل ہے۔اس عقیدے پر قرآن و حدیث، صحابہ کے آثار، اولیا اور فقہا کے اقوال بھرپور دلائل فراہم کررہے ہیں کہ انبیا اور اولیا اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور باذن اللہ روحانی قوتوں سے امداد کرتے ہیں۔

……۲……

ثانیاً کسی آدمی کا سامنے موجود ہونا، تو اس پر قرآن وحدیث اور صحابہ کے آثار اور اولیا وفقہا کے اقوال شاہد ہیں کہ انبیا اور اولیا اپنے مزارات میں رہتے ہوئے اللہ کے حکم اور فضل سے پوری کائنات میں تصرف کرسکتے ہیں، کسی کے موجود ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نظر بھی آئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اور ہزاروں فرشتے امداد کرنے کے لئے آتے تھے لیکن سب کو نظر نہیں آتے تھے، کراما کاتبین، نکرین، ملک الموت، دیگر مدبرات اور مقسمات ایک ہی وقت میں کائنات کے ہزاروں مقامات پر موجود ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتے، لیلۃ القدر میں حضرت جبریل علیہ السلام لاکھوں مسلمانوں سے مصافحہ کرتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ دکھائی بھی دیں، یہ سب فرشتے انبیا کرام کے خدام بارگاہ ہیں۔ان کی نورانی طاقتوں کا یہ عالم ہے تو ان کی روحانی قوتوں کا کیا عالم ہوگا، پھر حضور اقدس ﷺ کی روحانی موجودگی کا عقیدہ قرآن نے دیا ہے۔

Marfat.com

۞......فرمایا، جان لو بے شک تم میں اللہ کا رسول موجود ہے (سورۃ الحجرات)

۞......فرمایا، اور یہ رسول تم تمام کے (ہر وقت) نگہبان ہیں (سورۃ البقرہ)

یہ دونوں آیات آپ کو ساری امت میں روحانی طور پر موجود اور نگہبان ثابت کر رہی ہیں، موجود کا معنی ہے حاضر اور نگہبان کا معنی ہے ناظر،

اللہ اکبر! جو لوگ ہر جگہ حضور ﷺ کی موجودگی اور نگہبانی کو تسلیم نہیں کرتے وہ شیطان کو شیطانی طاقتوں کے ساتھ ہزاروں نجدیوں کے قریب موجود مانتے ہیں، اس کے لئے نظر نہ آنے کی شرط بھی عائد نہیں کرتے، لا حول ولا قوۃ الا باللہ،

جب انبیا اور اولیا روحانی طور پر تمام کائنات میں باذن اللہ تصرف کر سکتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ جہاں تک کسی کا تصرف کام کرتا ہے وہاں تک وہ حکماً موجود ہوتا ہے، جہاں تک کسی کی نظر کام کرتی ہے وہاں تک وہ ناظر سمجھا جاتا ہے، اس کلیے قاعدے سے انبیا کرام بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ اپنے غلاموں کے پاس روحانی طور پر موجود ہیں، اس پر معراج کی احادیث گواہی دے رہی ہیں کہ انبیا کرام آن واحد میں قبروں میں بھی موجود تھے، بیت المقدس میں بھی موجود تھے، ساتوں آسمانوں پر بھی موجود تھے، روح القدس سدرہ پر بھی ہوتے تھے اور مدینہ منورہ میں بھی ہوتے تھے، حضور اقدس ﷺ ایک آن میں ہزاروں قبروں میں جلوہ گری فرماتے ہیں، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ انبیا کرام نے اپنی قبروں میں رہتے ہوئے حضور اقدس ﷺ کی امداد فرمائی جو قرآن کی آیت لتومنن بہ و لتنصرن سے ظاہر ہے۔ حضور اقدس ﷺ اولیٰ ہیں، اولیٰ کا معنی ہے اقرب یعنی بہت زیادہ قریب، گویا حضور نص قرآنی کے مطابق روحانی طور پر مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اسی لئے آپ کو جان جہاں اور جانِ جاناں کہا جاتا ہے۔ افسوس جو سامنے موجود ہو، اسے تو مدد کیلئے پکارا جائے اور جان سے بھی زیادہ قریب ہو اسے نہ پکارا

Marfat.com

جائے نظر آنا شرط نہیں، سورج سامنے موجود ہوتا ہے، اندھوں کو دکھائی نہیں دیتا۔ جو باطنی نظروں کے مالک ہیں، انہیں آپ آج بھی نظر آتے ہیں، کیا امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے پچھتر بار بیداری کے عالم میں نہیں دیکھا، اور بھی ہزاروں لاکھوں افراد کا مشاہدہ منقول ہے، گویا حضور پر نور ﷺ رسالت ونبوت کے سراج منیر ہیں جو اندھوں کو نظر نہیں آتے، آنکھ والوں کو ہر وقت نظر آتے ہیں۔

۳

ثالثاً کسی کا امداد پر قدرت رکھنا، بالکل درست، لیکن حضرت شیخ ابن باز نجدی کو کس نے کہا ہے کہ انبیا اور اولیا کے پاس امداد کی قدرت نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، کسی بت کے وارث نہیں، اللہ تعالیٰ جس کو اپنی خلافت و نیابت اور نبوت و ولایت سے سرفراز فرماتا ہے اسے تسخیر کائنات کی قوت بھی عطا فرماتا ہے اور تمام اسمائے ارضی اور اشیائے سماوی کا علم بھی ودیعت فرماتا ہے، لوح محفوظ پر نگاہ رکھنے کا ملکہ بھی تفویض کرتا ہے۔

چھپتے نہیں کنجشک و ہمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

اللہ تعالیٰ کا خلیفہ عالم اسباب میں رہ کر اسباب کے ماتحت بھی تصرف کرتا ہے اور اسباب کے مافوق بھی قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کی مثالیں ہم پیش کر چکے ہیں، مزید حاضر خدمت ہیں، قرآن پاک گواہ ہے۔

- ...... و سخرلکم الیل و النہار اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر فرمایا (۱۲/۱۶)
- ...... اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس سب کو اپنی طرف سے تمہارا مسخر کر دیا، بے شک اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں، (۱۳/۴۵)
- ...... کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی ہر چیز کو، سمندر میں اس کے حکم سے

Marfat.com

چلنے والی کشتیوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا، (۲۲/۶۵)

۞ ......کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز تمہارے لئے مسخر کر دی، اور تم پر اپنی نعمتیں ظاہر میں اور باطن میں کمال کو پہنچادیں، اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کرتا ہے، (۳۱/۲۰)

خدارا ان آیات پر غور کیا جائے، اللہ تعالیٰ کتنی وضاحت وصراحت کے ساتھ بتارہا ہے کہ اس نے زمین وآسمان کی ہر چیز تمہارے لئے مسخر کر دی ہے، واسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنة یعنی اس نے تم پر ظاہر میں اور باطن میں اپنی نعمتیں کمال پر پہنچادی ہیں ظاہر میں نعمتیں اسباب کے ماتحت ہیں اور باطن میں اس کے مافوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ظاہر کے ساتھ باطن کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہوتا ہے۔ ان باطنی نعمتوں میں ایمانی قوتیں، روحانی طاقتیں، وجدانی عظمتیں شامل ہیں جن سے کام لے کر وہ کبھی لوہے کو نرم کرتا ہے، کبھی پہاڑوں اور پتھروں کو نغمے سکھاتا ہے، کبھی چاند کے دو ٹکڑے کرتا ہے، کبھی سورج کو مقام عصر پر لاتا ہے، کبھی درختوں کو اپنی بارگاہ میں بلاتا ہے، کبھی لعاب دہن سے مریضوں کو شفا بانٹتا ہے، کبھی ہاتھ لگا کر مردوں کو زندہ کرتا ہے، کبھی پھونک مار کر مٹی کے پرندے اڑاتا ہے، کبھی عصا پھینک کر جادو کے کرشمے فنا کرتا ہے، کبھی عصا کے زور سے پتھر سے چشمے جاری کرتا ہے، کبھی آگ کو گلزار بناتا ہے، کبھی مستقبل کے اسرار کھولتا ہے، کبھی کشتی کا تختہ اکھاڑ کر بھی اسے ڈوبنے سے بچاتا ہے، آگ کو راز دے کر ٹھنڈا کرتا ہے، سمندروں کو ریت میں ملاتا ہے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرتا ہے، دریاؤں کو حکم دے کر چلاتا ہے، ہزاروں میل دور اپنی آواز پہنچاتا ہے، جنگلوں میں رہے تو درندوں کو نکل جانے کا حکم دیتا ہے، بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا اتراتا ہے، کبھی زہر کھالے تو موت کی تاثیر ختم کرتا ہے، ملک الموت کو تھپڑ مار کر آنکھ نکال دیتا ہے، جلال میں آجائے تو کائنات میں زلزلہ برپا کر دیتا ہے، جمال

Marfat.com

میں آئے تو ہدایتوں کے باڑے تقسیم کرتا ہے، مشرق سے لیکر مغرب تک کی سیر کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے، فرمایا،

۞......اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے بس میں کر دیا، سوتم اسکی راہوں میں چلو، اس کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے (۶۷/۱۵)

۞......اس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ وہ دونوں گردش میں ہیں (۱۴/۳۳)

۞......والفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس، اور کشتی جو سمندر میں لوگوں کے نفع کیلئے چلتی ہے، (۲/۱۶۴) اور تمہارے لئے ندیوں کو مسخر کر دیا، (۱۴/۳۲)

اللہ اکبر! قرآن فرمارہا ہے کہ اللہ کے حکم سے کشتی بھی نفع کا سبب ہے، لیکن منکر اعلان کر رہے ہیں کہ انبیا اور اولیا کوئی نفع نہیں دیتے، قرآن فرمارہا ہے کہ ندیاں بھی مسخر ہیں، اور بندہ مومن کے ایک اشارہ ابرو پر نچھاور ہیں، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے نیل اور دجلہ کے دریا مسخر ہو گئے، حضرت بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مرد کامل وہ ہے جو اگر بہتی ہوئی ندی سے کہے کہ الٹی بہنا شروع ہو جا تو وہ الٹی بہنے لگے، آپ اس وقت ایک ندی کے کنارے کھڑے تھے، وہ ندی فوراً الٹا بہنا شروع ہو گئی ؎

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اللہ فرماتا ہے، اللہ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا فاحیا بہ الارض بعد موتہا اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا، وہ پروردگار آسمانی پانی سے مردہ زمینوں کو زندہ کرتا ہے تو انبیا اور اولیا کی نظر باطن سے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے، معلوم ہوا انسان اگر انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جائے تو ہر چیز پر اس کی حکومت جاری ہو جاتی ہے۔ انسانیت کا

Marfat.com

اعلیٰ مرتبہ یہی خلافت الٰہی کا مرتبہ ہے، حضرت شیخ ابن باز نجدی نے استعانت کے لئے شرط عائد کی تھی، امداد پر قدرت رکھنا، تو آیئے دیکھئے انبیا اور اولیا کس طرح اسباب سے مافوق بھی امداد پر قدرت رکھتے ہیں،

۞......حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ پڑھ چکے ہیں، اس کی شرح میں ایک غیر مقلد عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں، وہ کتابی تعلیمات کا عالم تھا، جس کی وجہ سے اس کو ایسے امور پر قدرت تھی، وہ بولا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں، (تفسیر ثنائی ص ۴۵۴) اب خود ہی انصاف کریں کہ زبور کا علم رکھنے والا تو اتنے تصرف کا مالک ہے، قرآن کا علم رکھنے والا کیوں نہ ڈوبے ہوئے بیڑے کنارے پر لگا سکے گا، اور پھر ان تصرفات میں جب قدرت الٰہی کارفرما ہے تو حیرت کی کونسی بات ہے، ھذا من فضل ربی، یہ میرے رب کا فضل ہے،

۞......حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کشتی توڑ ڈالی، ایک لڑکا قتل کردیا اور یتیم بچوں کی دیوار سیدھی کردی، ان کاموں کا کوئی ظاہری سبب نظر نہیں آتا تھا، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال پر سوال کئے، آخر میں انہوں نے ان اسباب سے مافوق امور کی علت بیان فرماتے ہوئے کہا،

> ''وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے، تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں، اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر کشتی چھین لیتا تھا، اور وہ جو لڑکا تھا، اس کے ماں باپ مسلمان تھے، تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے گا، تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر صاف ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں عطا کرے، رہی دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم

Marfat.com

لڑکوں کی تھی، اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا، تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، (سورۃ الکہف آیت:۷۹،۸۲) بتائیے یہ کمالات اسباب کے ماتحت ہیں یا اسباب سے مافوق ہیں؟''

۞......حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی علیہ السلام کے لئے اپنا جبہ مبارک ارسال کیا کہ ان کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئے، فرمایا، جب خوشی سنانے والا آیا تو وہ قمیض حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈال دی، اسی وقت ان کی آنکھیں لوٹ آئیں، قمیض کے ذریعے شفا عطا کرنا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے نیز حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگنا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

۞......حضرت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو آپ نے اپنے سامنے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا، آپ نے اپنے اشارے سے اپنے بیٹے کی امداد فرمائی، مفسرین فرماتے ہیں یہ اللہ کی برھان تھی، جسکا اس آیت میں ذکر ہے،

''اور یوسف بھی ارادہ کر لیتے اگر وہ اپنے رب کی برھان نہ دیکھتے، کنعان میں بیٹھ کر فرزند گرامی کو گناہ کی دلدل سے بچانا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

۞......حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہو گئے، تو فرمایا، اے ایوب زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کیلئے، پاؤں کی برکت سے ٹھنڈے چشمے کا پھوٹنا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

۞......فرمایا، ہم نے اس طرح ابراھیم کو زمینوں اور آسمانوں کی تمام بادشاہیاں دکھادیں، یہ زمین و آسمان کی بادشاہیاں دیکھنا اسباب کے تحت ہے یا فضل وہاب کے ماتحت ہے؟

Marfat.com

❁...... فرمایا، لوگوں میں حج کی آواز پہنچاؤ، (سورۃ الحج) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آواز پہچانا اور قیامت تک کی روحوں کا لبیک کہنا، اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

❁...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردہ پرندوں کو بلانا اور ان کا دوڑ کر چلے آنا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

❁...... حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمی پھلوں کا آنا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

❁...... حضرت سلیمان علیہ السلام کا تین میل سے چیونٹی کی آواز سن کر مسکرانا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟

❁...... حضور نبی کریم ﷺ کا چاند سے باتیں کرنا، قلم قدرت کی آواز سننا، آن واحد میں فرش سے عرش پر جانا، راجز مکہ کی دہائی کا جواب دینا، ہر اہل محبت کا درود اپنے کانوں سے سماعت فرمانا، انگلیوں سے پانی چلانا، ہر انسان کی قبر میں جلوہ نما ہونا، نماز کسوف میں کھڑے ہو کر جنت کے خوشے پر ہاتھ ڈالنا، جنت میں رہ کر بلال کے جوتوں کی آواز سننا، سامنے چہرہ رکھ کر پیچھے بھی پوری طرح دیکھنا، ایک لمحے میں زمین کے مشرق و مغرب کو مشاہدہ کرنا، اعمال امت کا مشاہدہ کرنا، کن کہہ کر ابوخیثمہ کو موجود کرنا، ایک آدمی کا ہاتھ مفلوج کر دینا، شاخ کو تلوار بنا دینا، صحابہ کے بازو جوڑ دینا، حضرات انبیا سے کلام کرنا اسباب کے ماتحت ہے یا اسباب سے مافوق ہے؟ کیا بات ہے ان لوگوں کی تحقیق کی، جسمانی قوت سے اور مادی قوت سے مدد لینا تو جائز ہے مگر روحانی قوت سے اور ایمانی قوت سے مدد لینا شرک ہے، ارے کوئی ان دونوں قوتوں کو قوت پروردگار کے برابر یا بالمقابل سمجھ کر مدد مانگتا ہے تو بلاشبہ کافر و مشرک ہے، اور کسی مسلمان کے دماغ میں کبھی اس کا خیال تک نہیں آیا، لہذا ایسا سوچنے والے علم اور ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر ہی جھگڑا کر رہے ہیں ۔

Marfat.com

وہ نہیں دیتے مگر دیتے ہیں حاکم اور حکیم
تف ارے منکر یہ ترا انکار بھی اقرار بھی

ایاک نستعین میں اسباب کے ماتحت مدد مانگنے کی تخصیص کہاں ثابت ہوتی ہے، ہمیں جو الزام دیا جاتا ہے کہ آپ مجازی اور حقیقی، عطائی اور ذاتی کی اصطلاحات نافذ کر کے قرآن و حدیث کی مخالفت کرتے ہیں، کیا آپ ماتحت اور مافوق کی اصطلاحات سے بلا دلیل قرآن و سنت کے حکم مطلق کو مخصوص نہیں کر رہے؟ نماز میں تو آپ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں، نماز پڑھ کر حاکم اور حکیم کے پاس دوڑ لگا دیتے ہیں، اگر آپ کہیں کہ حاکم و حکیم کے پاس جانے کا بھی نماز والے نے حکم دیا ہے تو ہم کہیں گے کہ انبیا اور اولیا کے پاس جانے کا بھی نماز والے نے حکم دیا ہے۔ حدیث مبارک ہے،

قبیلہ بنو ہوازن کا وفد آیا اور حضور اقدس ﷺ کے احسان کا طالب ہوا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، اذا صلیتم الظھر فقو لو انا نستعین برسول اللہ علی المومنین والمسلمین فی نسائنا و ابنائنا، جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا، ہم رسول اللہ ﷺ سے استعانت کرتے ہیں، مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں

(نسائی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم الامن والعلیٰ ص ۱۰۲)

اب کون ہے جو کہے کہ رسول کا " نستعین برسول اللہ " فرمانا ایاک نستعین کے خلاف ہے، کیا رسول خود شرک کی تعلیم رہے ہیں (معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے اور مجازی طور پر رسول اللہ ﷺ سے بھی استعانت ہو جائے تو شرک نہیں، کیونکہ اس استعانت میں اس استعانت کا ظہور ہے، اعلیحضرت علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں،

"حدیث فرماتی ہے، سید عالم ﷺ نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ

Marfat.com

ہم سے مدد چاہنا، نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے استعانت کرتے ہیں، ایاك نعبد و ایاك نستعین کے معنیٰ کہیے، استعانت تو خدا ہی کے ساتھ مخصوص تھی، یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا اور زمان حیات دنیاوی اور اس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے، قطع نظر اس بات سے کہ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں، جو بات خدا کے لئے خاص ہو چکی، غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چکی، اس میں حیات وموت، قرب و بعد ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا، کیا بعد موت ہی شرکت خدا کی صلاحیت نہیں رہتی، بحال حیات شریک ہو سکتے ہیں، یہ جنون وہابیہ کو ہر جگہ جاگتا ہے، جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا مشرک بنا دیا ہے، ایک بات کو کہیں گے شرک ہے، پھر کبھی موت وحیات کا فرق کریں گے، کبھی قرب و بعد کا، کبھی کسی اور وجہ کا، جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق (کو) خدا کا شریک جانتے ہیں، جب تو وہ بات کہ غیر کیلئے اس کا اثبات شرک تھا، ان کے لئے ثابت مانتے ہیں، اب کھلا کہ ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں ان وہابی ہی صاحبوں کی نسبت کہا تھا (اور اب شیخ ابن باز کہہ رہے ہیں) کہ اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں، اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ، یہ منہ یہ دعویٰ، سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک

Marfat.com

کرتے ہیں، یہ نکتہ یادرکھنے کا ہے کہ ان کی فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے، وباللہ التوفیق (الامن والعلی ص ۱۰۲)

گویا اگر عام مسلمان فوت شدہ اور بعید لوگوں سے اسباب سے مافوق مدد مانگ کر مشرک ہو گئے تو یہ نجدی حضرات زندہ، اور قریب لوگوں سے اسباب کے ماتحت مدد مانگ کر مشرک ہو گئے، کیونکہ غیر خدا ہونے میں فوت شدہ اور زندہ، بعید اور قریب، ماتحت اور مافوق سب برابر ہیں۔ پھر مسلمان کون رہا؟

حضور اقدس ﷺ کی حدیث مبارک ہے،

”جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے روز قیامت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور فرمائے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا، اور اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے، جب تک کہ وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے“ (رواہ المسلم)

یہ حدیث بھی بتا رہی ہے کہ مسلمان ہر مسلمان کا مددگار ہے۔ اور اس سے مدد طلب کرنا ایاك نستعین کے خلاف نہیں، پھر انبیا اور اولیا کیوں مددگار نہیں ہوں گے، غیر مقلد عالم وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں، اولیا اللہ کی ارواح سے بعد موت بحکم و مرضی الٰہی تصرفات ہوتے ہیں، اور طرح طرح کے فیوض و برکات بھی، حضرات صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے اور اتفاق کے ساتھ بتواتر ان سے اس قسم کے واقعات منقول ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا مگر بعض اہل ظاہر نے جو سخت تشدد اور غلو رکھتے ہیں، ان امور کا انکار کیا ہے (لغات الحدیث ۲/۱۷) مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب بھی لکھتے ہیں، اولیا کرام کی

Marfat.com

کرامت اور تصرفات وفات کے بعد بھی اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں بلکہ وفات کے بعد ولایت میں مزید ترقی ہو جاتی ہے اس پر علامہ ابن عبد البر کی نقل کردہ حدیث دلیل ہے، (تذکرۃ الرشید ۲/۲۵۳) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، فقیر مرتا نہیں ہے، صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے، فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی میں میری ذات سے ہوتا تھا (امداد المشتاق ص ۱۱۳) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اور نقشبندیوں کے عجیب اور حیران کن تصرفات ہیں ہمت باندھنا، کسی مراد پر، پس وہ مراد ہمت کے مطابق ہوتی ہے، اور طالب میں تاثیر دکھانا اور بیماری کو دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا فیض ڈالنا، اور لوگوں کے دلوں پر تصرف کرنا تا کہ وہ خدا کے محبوب اور معظم ہو جائیں اور ان کے خیالات میں تصرف کرنا، تا کہ ان میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور اللہ والوں کی نسبت پر آگاہ ہو جانا، خواہ وہ زندہ ہوں یا قبروں میں ہوں، اور لوگوں کے ان قلبی خطرات و وساوس پر مطلع اور متصرف ہونا جو ان کے سینوں میں خلجان اور شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں، اور آئندہ ہونے والے واقعات کا کشف اور نازل ہونے والی مصیبت کو ٹال دینا، ان کے علاوہ نقشبندی حضرات کے اور بھی تصرف ہیں، (القول الجمیل ص ۱۱۱)

حضرت عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، وفات پانے والے اولیا اور صلحا سے استعانت اور استفادہ جاری ہے، اور ان سے افادہ اور امداد بھی متصور ہے، (تفسیر فتح العزیز ص ۵۰، پارہ ۳۰) اس قسم کی واضح عبارات صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے زمانے کے عظیم علما کرام سے متعدد اور متواتر منقول ہیں اور یاد رہے کہ انبیا کرام کو اپنے معجزات ظاہر کرنے پر اختیار دیا جاتا ہے۔ وہ جب چاہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے معجزہ ظاہر کر دیں، اس طرح کامل اولیا کو کرامات کے ظاہر کرنے پر اختیار حاصل ہوتا

Marfat.com

ہے، حضرت امام تفتازانی لکھتے ہیں،

"کرامت خلاف عادت امر کے ظہور کو کہتے ہیں، اور یہ جائز ہے، اگرچہ ولی کے ارادے سے ہو، یہ معجزات کی جنس سے ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ان سب کو شامل ہے، اور یہ واقع ہے جسے حضرت مریم، آصف بن برخیا، اور اصحاب کہف کا قصہ، اور اس جنس کے واقعات صحابہ، تابعین اور صالحین امت سے بکثرت صادر ہوتے ہیں، معتزلہ فرقہ اس کا مخالف ہے۔" (مقاصد علی شرح المقاصد ۲/۲۰۳)

حضرت امام عینی، حضرت امام ابن حجر، حضرت امام نووی علیہم الرحمہ جیسے محققین نے بھی کرامت کے اختیاری ہونے کا قول نقل کیا ہے، یعنی ولی کامل چاہتا ہے تو اس کے حق میں قدرت الٰہی کی طرف سے کرامت ظاہر ہو جاتی ہے، امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فالکامل من قدر علیٰ الکرامۃ، کامل وہ ہے جو کرامت پر قادر ہو، (الیواقیت ۲/۱۰۵) نیز اس پر بھی علماء کرام کا اتفاق ہے کہ کرامات وصال اولیا کے بعد منقطع نہیں ہو جاتیں، (شواہد الحق ص ۱۸۸) امام ابو سعید قونوی لکھتے ہیں، انبیا اور اولیا سے ان کے وصال کے بعد بھی مدد مانگنا جائز ہے اور انہیں وسیلہ ماننا درست ہے کیونکہ معجزہ اور کرامت موت سے منقطع نہیں ہوتی، امام رملی اور امام الحرمین سے بھی یہی منقول ہے کہ کرامت موت سے منقطع نہیں ہوتی (البریقہ شرح الطریقہ ص ۲۷۰)

اب ان جلیل القدر علما کے عقائد کی موجودگی میں ایک بے بصیرت انسان کی بات پر کون کان دھرے،

کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

Marfat.com

......چند آیات کا افہام......

حضرت شیخ ابن باز نجدی نے اپنے زعم باطل سے کام لیتے ہوئے چند آیات مقدسہ کو رسول اللہ ﷺ سے استعانت کے خلاف پیش کیا ہے، حالانکہ ان آیات مقدسہ کا متعلقہ موضوع سے دور کا واسطہ بھی نہیں،

......واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ (سورۃ النساء:۳۶)

......وماامروا الالیعبدو االلہ مخلصین لہ الدین ، اہل کتاب کو اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، (سورۃ البینۃ:۵)

......وقضی ربك الا تعبدو االا ایاہ ،اللہ وصیت کر چکا ہے کہ تم سب اسی ایک کی عبادت کرو، (سورۃ الاسراء:۲۳)

......فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرین ، پوری دل جمی اور تندہی کے ساتھ اللہ کو یاد کرو، یہ چیز گرچہ کفار و مشرکین پر گراں ہی کیوں نہ گزرے (سورۃ الغافر:۱۴)

......اے نبی! آپ کے رب کا حکم ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا، جو لوگ میری عبادت سے گریز کرتے ہیں وہ ذلت و خواری کے ساتھ جہنم رسید ہوں گے (سورۃ الغافر:۶۰)

...... والذین یدعون مع اللہ الھا اخر ،مومن بندے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے، (سورۃ الفرقان:۶۸) (شکر ہے شیخ کے ترجمہ نگار نے لا یدعون کا معنی ”عبادت نہیں کرتے“ کیا ہے)

......ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة ،غزوہ بدر میں جب کہ تم تھوڑے تھے، اللہ نے تمہاری مدد فرمائی، (سورۃ آل عمران:۱۲۳)

......قل انما ادعوا ربی ولا اشرك بہ احداً٥ قل انی لا املك لکم نفعا ولا رشداً ٥

Marfat.com

اے نبی! آپ صراحت سے کہہ دیں کہ میں رنج والم کے وقت اپنے پالنہار کو پکارتا ہوں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ میں تمہارے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں (سورۃ الجن:۲۰)

۞......ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعك و لا یضرك...... اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ذات کو نہ پکاریئے جو نہ آپ کو نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی نقصان، پس اگر ایسا کریں گے تو ظالموں میں سے ہو جائیں گے (سورۃ یونس:۱۰۶)

۞......اگر آپ نے اللہ کو چھوڑ کو دوسروں کو پکارا تو اپنا نام آپ ظالموں کی فہرست میں پائیں گے، (ایضاً:۱۰۶)

۞...... ہر قوم وملت کے لئے کوئی نہ کوئی رسول بھیجا تاکہ لوگ اللہ کی عبادت کریں، اجتنبو الطاغوت، اور غیر اللہ کی پرستش سے باز رہیں (سورۃ النحل:۳۶)

ان آیات قرانیہ کا ترجمہ مولانا لقمان سلفی نے کیا ہے حیرت ہے کہ ان آیات قرآنیہ کو کس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔ ان سب آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہئے، یہاں دعا کا معنیٰ بھی عبادت ہے، اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یا اللہ تعالیٰ کے برابر یا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں جن بتوں اور مجسموں کو پکارتے تھے تو گویا وہ ان کی عبادت کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو پکارنا، برابر سمجھ کر پکارنا، مقابلے میں پکارنا، زمرۂ عبادت میں داخل ہے، بعض دفعہ وہ ان کی عبادت کر کے ان کو اللہ تعالیٰ کی قربت کا وسیلہ قرار دیتے تھے، یہ بھی غلط تھا کیونکہ وسیلے کی عبادت بھی ہرگز جائز نہیں۔ ان امور کو ہم قرآن پاک سے ثابت کرتے ہیں، وباللہ التوفیق

اولاً کفار عرب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں اور مجسموں سے مدد مانگا کرتے

Marfat.com

تھے کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے اور ان کی مدد کرنے سے قاصر ہے لہذا یہ بت ان کے مددگار ہو کر بگڑی بنادیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولم یکن له ولی من الذل و کبره تکبیراً اور نہیں ہے اللہ کا کوئی ولی کمزوری کی بنا پر اور اس کی بڑائی بولو، (سورۃ بنی اسرائیل:۱۱۱) اور فرمایا، اور پوجتے ہیں وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کو جو نہ انہیں نقصان دیں اور نہ نفع پہنچائیں، اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ کے نزدیک، اور فرمایا، کیا ان کے کچھ خدا ہیں جو ان کو ہم سے بچاتے ہیں، وہ اپنی جانوں کو نہیں بچا سکتے اور نہ ہماری طرف سے ان کی کوئی یاری ہو، یاد رکھیں کسی نبی اور ولی کے بارے میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔

ثانیاً کفار عرب بتوں اور مجسموں کو اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھ کر پکارا کرتے تھے، اسی طرح عیسائی اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت میں برابر کا حصہ دار سمجھتے تھے، فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں تصور کرتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''دوزخ میں مشرک اپنے بتوں سے کہیں گے، اللہ کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے، کیونکہ ہم تم کو رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے'' اور فرمایا، کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں بنالیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا، اور اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو حالانکہ اس نے ان کو بنایا، اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں، جہالت سے یہ کفار فرشتوں کا نام عورتوں جیسا رکھتے تھے، اور فرمایا'' کافر ہو گئے وہ جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے'' اور فرمایا، ''بے شک کافر ہو گئے وہ جو کہتے ہیں، اللہ تین خداؤں میں تیسرا ہے'' اور فرمایا'' کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی شریک ہے اس میں جو ہم نے تمہیں دیا کہ تم اس میں برابر ہو'' یاد رکھیں کسی نبی ولی کے بارے میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔

ثالثاً کفار عرب اپنے بتوں اور مجسموں کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مدد

Marfat.com

کے لئے پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''یہ کفار، خدا کو عاجز نہیں کر سکتے، زمین میں اور نہ کوئی خدا کے مقابل ان کا ولی مددگار ہے، اور فرمایا" ما کان لھم من اولیاء ینصرونھم من دون اللہ، اور ان کا کوئی ولی نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی مدد کرے

اور فرمایا، تو کیا سمجھ رکھا ہے ان کافروں نے جنھوں نے میرے بندوں کو میرے مقابلے میں ولی بنایا، ہم نے کافروں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے، اور فرمایا، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ ساتھ دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا، اور فرمایا، و لا تدع مع اللہ احداً اور اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو'' کسی نبی اور ولی کو کوئی مسلمان اس عقیدے کے ساتھ نہیں پکارتا کہ وہ اللہ کے مقابلے میں یا اللہ کے ارادے کے خلاف ہماری امداد کرے گا،

رابعاً: کفار عرب اپنے بتوں اور مجسموں کو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنا کر پوجتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور جنھوں نے رب کے سوا اور ولی (مددگار) بنائے، کہتے ہیں ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفا، تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں، ایک تو یہاں ''ولی'' کا معنیٰ معبود ہے، یہ لفظ نعبدھم سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان ''ولیوں'' کی عبادت کرتے ہوئے وسیلہ سمجھتے تھے، کسی نبی اور ولی کے بارے میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ وہ اس کی عبادت کرتا کہ وہ اس عبادت سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی قربت کے مقام پر فائز کر دے، مسلمان تو نبی اور ولی کو اللہ تعالیٰ کا عظیم بندہ سمجھ کر، اس کے فیوضات کا وسیلہ سمجھ کر پکارتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی مشکلات کے بارے میں دعا کرے۔ اس کا ثبوت ہم کافی تفصیل سے دے چکے ہیں، مزید حاضر ہے،

Marfat.com

﴿......۱......﴾

اہلِ یمن کے انصار حاضر خدمت ہو کر ایمان میں داخل ہوئے تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا،

"اللہ اکبر، اللہ اکبر! اللہ کی مدد اور فتح آ گئی، اہل یمن آ گئے جو دل کے رقیق ہیں جن کی طبیعتیں نرم ہیں، ایمان یمنی ہے، فقہ یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے، (صحیح بخاری کتاب المغازی، صحیح مسلم)

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو" نصر الله "قرار دیا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس نصر اللہ، ذکر اللہ فتح اللہ اور احسان اللہ نہیں ہو سکتی،

﴿......۲......﴾

ایک شخص آشوب چشم میں مبتلا تھا، بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، یہ شخص اپنی آنکھوں کی شفا چاہتا تھا، اس کی عرضداشت سن کر طبیب عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قل اللهم بنبيك الطا هر الطيب اشف بصرى تو پکار اے اللہ اپنے نبی طاہر و طیب کے صدقے (وسیلے) میری آنکھوں کو شفا عطا کر دے، (مسند احمد ۴/ ۱۳۸)

﴿......۳......﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا، فرمایا، فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم، وما رميت اذ رميت ولكن الله رمىٰ ۔تم نے ان کو قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو اللہ نے قتل کیا ہے، تم نے سنگریزے نہیں مارے، لیکن وہ تو اللہ نے مارے، (سورۃ الانفال) اور فرمایا، هو الذى ايدك بنصره و با المو منين ،اس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد سے اور ایمان والوں (کی مدد) سے (سورۃ الانفال) کیا یہاں اللہ تعالیٰ کی مدد اور مسلمانوں کی مدد مقابل چیزیں ہیں، نہیں ہر گز نہیں، مسلمانوں کی مدد اللہ تعالیٰ کی مدد کی مظہر ہے، حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے، وہ بالواسطہ بھی مدد کرتا ہے اور بلا واسطہ

Marfat.com

بھی، یہاں ان دونوں قسموں کا ظہور ہے،

۴

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،ومن یتول اللہ ورسولہٗ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو مددگار بنایا تو بے شک (یہ) اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے، (سورۃ المائدہ) اس آیت کریمہ نے تو صاف واضح کر دیا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی جماعت یعنی انبیا اور اولیا سے امداد طلب کرے، ظاہر ہے حقیقی امداد اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کی جماعت کی امداد میں اسی کی امداد کا ظہور ہے، حزب اللہ کے غلبے کا امداد کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

۵

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،ومن الاعراب.......... غفور رحیم، یعنی کچھ دیہاتیوں میں سے وہ ہیں جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں قرب الٰہی اور رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہے، ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے، اللہ انہیں ضرور اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا، بے شک اللہ غفور اور رحیم ہے، (سورۃ التوبہ) دیکھئے اہل ایمان پر اللہ کا فضل و کرم، کس طرح ان کے لئے نبی اکرم ﷺ کی دعا طلب کی گئی ہے، اور ہمارے لئے بیان فرمایا ہے کہ رسول کی دعائیں باعث قربت ہیں، اللہ ہمارے لئے اپنے نبی کی دعائیں طلب کرتا ہے، یہ منکر لوگ کہتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ کا توسل کفر ہے، آپ سے دعا طلب کرنا شرک ہے، جب ہم یا رسول اللہ کہتے ہیں تو ہمارا یہی مطلب ہے کہ آپ ہماری طرف توجہ فرمائیں اور ہماری حالت زار پر رحم کھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، آپ کی دعا کو اللہ ضرور شرف قبول بخشتا ہے اور اپنی قربت کا ذریعہ ٹھہراتا ہے۔ اگر آپ سے دعا کروانا شرک ہوتا تو

Marfat.com

اس کو ختم کر دیا جاتا، جس طرح ایک شخص نے سجدہ کرنے کا اذن مانگا تو آپ نے واضح طور پر فرمایا کہ سجدہ صرف اللہ کی ذات کو روا ہے، امت کی محبت ہے کہ وہ اپنے محبوب کی بارگاہ میں آج بھی دعا کرنے کی گزارش کرتی ہے اور محبوب کی دعا کا صدقہ اللہ تعالیٰ مصائب کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اے محبوب اپنے لئے اور مومنوں کیلئے رحمت کی دعا کریں، یہی وسیلہ ہے۔

۶

قرآن پاک فرماتا ہے لماوقع علیھم الرجز قالوا یموسیٰ ادع لنا ربك ...... جب ان پر عذاب پڑتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے، بے شک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے، اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے، پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا دیتے ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے، جبھی وہ پھر جاتے۔ (سورۃ الاعراف آیت: ۱۳۴، ۱۳۵)

قرآن پاک نے کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ آل فرعون بھی اپنی تمام تر بغاوت کے باوجود عذاب کو ٹالنے کے لئے پیغمبر برحق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتی، کیونکہ ان کا تجربہ تھا کہ خالق حقیقی اپنے محبوبوں کی دعا رد نہیں فرماتا، اس کا اپنے محبوبوں کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ وہ جب بھی مانگیں گے، ضرور عطا کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرما لیتا اور وہ لوگ عذاب سے محفوظ ہو جاتے، بعد میں پھر گمراہ ہو جاتے اور پیغمبر برحق کی خداداد عظمت و وجاہت کو فراموش کر دیتے، الحمد للہ، مسلمان حضور امام الانبیاء، محبوب کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار امت ہیں، وہ اپنے محبوب کی شان وجاہت کو تصور میں رکھتے ہوئے دعا کرنے کی

Marfat.com

التجا کرتے ہیں، کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ پروردگار اپنے محبوب کو راضی رکھے گا اور ان کی ہر دعا کو شرف قبول عطا فرمائے گا، اللہ اکبر، حضرت ابن باز نجدی اور ان کے پیروکار امریکی اور برطانوی سامراج کے ہاتھوں ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہودی اور عیسائی افواج نے جگہ جگہ ڈیرے جما رکھے ہیں، لیکن مجال ہے، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر التجا کریں۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

قوم فرعون اور قوم موسیٰ تو پریشانیوں کے عالم میں پیغمبر برحق کو دعا کے لئے عرض کرتی رہیں، مگر ان کی ہٹ دھرمی شاید ان سے بھی زیادہ شدید ہے، ہمیں تو کہا جاتا ہے کہ سمندروں میں مشرکین عرب بھی خدائے بزرگ جل وعلیٰ کو پکارتے تھے مگر آج کے ''مشرکین'' انبیا اور اولیا کو پکارتے ہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ عذابوں میں قوم فرعون بھی، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا توسل اختیار کرتی تھی، مگر آج کے ''منکرین'' حضرت محمد حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے گریزاں ہیں، کیوں جی کیا خیال ہے۔

پڑا فلک کو ابھی دل جلوں سے کام نہیں

جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

۷

حضور تاجدار حرم ﷺ نے فرمایا، جو آدمی وصیت نہیں کرے گا، اسے فوت شدہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کی اجازت نہیں ملے گی، عرض کیا گیا، وھل یتکلم الموتیٰ، کیا فوت شدہ لوگ بھی گفتگو کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا، نعم یتزاورون، ہاں وہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں، (اتحاف السادۃ المتقین ۵/۱۵۸، کنز العمال، الحاوی

Marfat.com

للفتاوی ۲/۲/۲۷۲، کتاب الوصایا الا ابن حبان) حدیث مبارک ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا والی بنے تو اسے اچھا کفن دے، کیونکہ وہ قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، (جامع ترمذی، ۹۹۵، نسائی، ابن ماجہ ۱۴۷۴، لسان المیز ان ۲/ ۱۷۹۷) اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایات وارد ہیں جو اہل برزخ کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں، انبیا کرام، صدیقین، شہدا اور صالحین کی حیات روحوں اور جسموں کے ساتھ متحقق ہے، اگر ان پاکیزہ حضرات کی حیات بھی صرف روحوں کیساتھ ہو تو پھر ان کی برزخی زندگی اور کافروں، فاسقوں کی برزخی زندگی میں کیا فرق رہے گا، فرق نہ کرنا بہت بڑی جہالت ہے، جو عقلاً اور نقلاً مردود ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے عقیدے کو بیوقوفی قرار دیا ہے، فرمایا،

"کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنادیں گے جو ایمان لائے، اور نیک عمل کرتے رہے، کہ ان دونوں کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے گا، یہ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں (سورۃ الجاثیہ)

انبیا اور اولیا کی حیات برزخی پر اجماع امت ہے، حضرت شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آج تک کسی نے اسمیں اختلاف نہیں کیا، ایسے پاک لوگوں کا توسل اور وسیلہ پکڑنا اور ان سے مجازی استعانت کی توقع رکھنا کیوں کر غلط ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کی حیات بھی منفرد بنائی ہے اور وفات بھی منفرد رکھی ہے۔

......۸......

اب بھی حضور فخر آدم ﷺ اور آپ کے ساتھی انبیا کرام اور امت کے اولیا عظام کی زیارت خواب کی حالت میں اور عین بیداری کے عالم میں بالکل ممکن ہے بلکہ ہزاروں واقعات کی روشنی میں واقع ہے۔ حدیث پاک ہے، جس نے مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا، (بخاری کتاب العلم، ترمذی کتاب

Marfat.com

الرویا، مسند احمد ۵/۳۰۶) یہ روایت کافی صحابہ کرام سے منقول ہے، پھر فرمایا، جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں بھی ضرور دیکھے گا، (بخاری کتاب التعبیر، ابوداؤد کتاب الادب، مسلم کتب الرویا)، یہ احادیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ حضرت امام سید اسماعیل بن مہدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

''تاجدار کائنات ﷺ کے جسم کے فنا ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ احادیث میں آیا ہے کہ باقی انبیا کرام کے ساتھ آپ کا جسم سلامت ہے، یہ بھی وارد ہے کہ انبیا کرام اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں، ان کی زندگی کی طرح نیکی کے احکام جاری ہوتے ہیں، یہ بھی وارد ہے کہ ایام حرہ میں سیدنا سعید ابن میتب رضی اللہ عنہ، مسجد نبوی میں بند ہو گئے تھے اور حجرہ مبارکہ کے اندر سے اذان سن کر نماز کے اوقات کو پہچانتے تھے، اور یہ بعید نہیں کہ انبیا کرام اور اللہ کے خاص بندوں کی خصوصیات ہوں، علما کرام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک ہی رات میں تمام زمین والوں کو بھی تاجدار کائنات ﷺ کی زیارت ممکن ہے، کیونکہ کائنات شیشے کی طرح ہے، آپ سورج کی طرح ہیں، (نفس الرحمٰن ص ۴۱۸)

اللہ اکبر! جب حضور فخر آدم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شان عظیم عطا فرمائی ہے، وصال کے بعد بھی آپ کا فیضان نظر جاری ہے، آج بھی خوش نصیب آپ سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں، آپ کے وسیلے سے ایمان کی بلندیوں پر فائز ہو رہے ہیں۔ ایک صحابی حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ وہ سرکار مدینہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی، آپ اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کی دعا فرمائیں، آپ نے دعا

Marfat.com

فرمائی، اے اللہ، ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا خون کافروں اور مشرکوں پر حرام کر دے، وہ فرماتے ہیں، میں قوم کے سامنے سے حملہ آور ہوتا تھا اور مجھے ان کے پیچھے حضور ﷺ دکھائی دیتے تھے، لوگوں نے کہا، اے ابن ثعلبہ تم دھوکہ کھا کر قوم پر حملہ کر دیتے ہو، انہوں نے جواب دیا، مجھے ان کے پیچھے حضور ﷺ دکھائی دیتے ہیں، یہاں تک کہ میں ان کے پاس کھڑا ہوتا ہوں، پھر مجھے میرے اصحاب نظر آتے ہیں، میں ان پر حملہ کرتا ہوں، وہ یہاں تک کہ میں ان کے پاس کھڑا ہوتا ہوں، حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد کافی عرصہ تک ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ زندہ رہے (مجمع الزوائد ۹/۳۷۹) یہ حدیث حسن ہے، اِسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس میں اس امر کا بھی ثبوت ہے کہ اپنے وصال کے بعد حضور ﷺ اپنے غلاموں کو بیداری کے عالم میں ملاقات کا شرف عطا فرما سکتے ہیں، حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے بخاری شریف رسول اللہ ﷺ سے پڑھی ہے، حضرت شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے لئے دست مبارک کو مزار سے نکالا تو ہزاروں افراد نے زیارت کی، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا تو انہیں عربی زبان کی فصاحتیں نصیب ہو گئیں، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے رسالہ مبداء معاد کو چوم کر قبول فرمایا اور خواص امت کو ایسے معتقدات اپنانے کا حکم صادر فرمایا، حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ کو حدیث کی صحت کے بارے میں یقین محکم عطا فرماتے رہے، حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کے السلام علیک ایھا النبی کا جواب عطا فرماتے رہے، حضرت خواجہ سید نور الدین ایکھی علیہ الرحمہ کو سلام کا جواب عطا فرمایا، حضرت شیخ ابوبکر دیار بکری علیہ الرحمہ کو سلام کا جواب عطا فرمایا، حضرت ابوالخیر اقطع علیہ الرحمہ کو بھوک لگی تو روٹی عطا فرمائی، حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے مشاہدہ کیا کہ ساری کائنات حضور اکرم ﷺ کے وسیلے سے فیض حاصل کر رہی ہے، حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کو سلام کا جواب عطا

Marfat.com

فرمایا، حضرت شیخ عبد الرحیم دہلوی علیہ الرحمہ کو شفا عطا فرمائی اور دو موئے مبارک عنایت فرمائے جو حالت بیداری میں بھی ان کے پاس موجود تھے، پھر خاندان میں بطور تبرک موجود رہے۔ وہ جہان غیب ہو یا یہ جہان شہادت، ہر جگہ خلیفۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کا تصرف جاری ہے، اس شان کے حامل محبوب اعظم سے امت کیوں نہ مانگے اور ان کے وسیلے سے رب العالمین کا قرب کیوں نہ حاصل کرے، راقم نے عرض کیا ہے ؂

سرور کونین بھی، محبوب بھی، دلدار بھی
مصطفٰے ہیں دو جہاں کی جان بھی، مختار بھی
ان کے جلووں سے چمک اٹھا شبستاں وجود
ان کی آمد سے مہکتے ہیں گل و گلزار بھی

......۹......

ایک صحابی رسول نے غلطی سے ایک قبر پر خیمہ لگا لیا، اسے یہ خبر نہیں تھی کہ ایک انسان کی قبر ہے، پس اچانک اس نے سنا کہ صاحب قبر سورۃ الملک پڑھ رہا ہے، اور اس نے اس سورت کو ختم کیا، اس صحابی نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، یہ سورت روکنے والی ہے، یہ سورت نجات دینے والی ہے، یہ تجھے عذاب قبر سے نجات دے گی۔ (جامع ترمذی، حلیۃ الاولیا ۳/۸۱)

اس مضمون کی بے شمار روایات صحابہ کرام، تابعین عظام اور صالحین ذوالاحتشام سے منقول ہیں، ابن مندہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رات کو عبد اللہ بن عمر بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے پاس گئے، اور انہیں نہایت پیاری آواز میں قرآن کی تلاوت کرتے سنا، یہ واقعہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ عبد اللہ ہیں، تمہیں خبر نہیں کہ اللہ نے ان کی روحوں کو سبز زبرجد

Marfat.com

اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے، پھر ان کو جنت کے درمیان لٹکا دیا ہے، جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں لوٹا دی جاتی ہیں، طلوع فجر تک وہاں رہتی ہیں، اس کے بعد واپس چلی جاتی ہیں (نفس الرحمٰن ص ۴۸۳) اسی طرح امام ابونعیم علیہ الرحمہ نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم ہم نے ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا، حمید طویل رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، جب ہم قبر برابر کر چکے تو ایک اینٹ گر گئی، پس اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے، وہ دعا فرمایا کرتے تھے، اے اللہ اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز ادا کرنے کی توفیق دی تو مجھے ضرور عطا کرنا، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہیں کیا، حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ نے بعض صحابہ کرام سے روایت کیا ہے کہ ایک جگہ وہ کسی قبر پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ قبر کا ایک تختہ کھلا ہے اور ایک شخص پلنگ پر بیٹھا ہے، اس کے سامنے قرآن پاک ہے اور وہ تلاوت کر رہا ہے، اس کے سامنے ایک سبز باغ ہے، پھر معلوم ہوا کہ یہ شخص شہید ہے، حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے شہادت کے بعد کلام کیا ہے، حضرت جعفر طیار، حضرت امام حسین، حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہم نے بھی جام شہادت پینے کے بعد بھی گفتگو کی ہے۔ اللہ اکبر وصال کے بعد صالحین کی کرامت و وجاہت مضبوط دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا ان کے مزارات پر جا کر دعائے بخشش کی اپیل کرنا شرک نہیں، وہ زائرین کو جانتے ہیں اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرماتے ہیں، یہی ان لوگوں کیلئے دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے، یاد رہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں کرامت سے نوازتا ہے، وہ اپنے وصال کے بعد بھی اس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس کا وصال اسی کرامت پر ہوا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو حیات ظاہری اور حیات باطنی میں مشرف فرمایا ہے، اللہ والوں کی زندگی دونوں جہانوں میں نہایت کامیاب ہے۔

Marfat.com

غلو فی الدین: کسی نجدی نے حضرت شیخ ابن باز نجدی کی خدمت میں خط ارسال کیا اور لکھا کہ ہمارے یہاں صوفی حضرات برابر کہتے رہتے ہیں کہ ''اے اللہ اس ذات پر درود وسلام نازل فرما جس کو تو نے اپنی بے پناہ طاقتوں کے مغمرات سے آگاہ کیا، اور جس پر تو نے اپنے رحم وکرم کی سحر نمودار فرمائی، جس کی بنا پر وہ تیرا نائب اور خاص راز دان بن گیا ہے''، اتنی خوبصورت نعت مصطفیٰ پر شیخ ابن باز نجدی نے انتہائی افسوس ناک فتویٰ صادر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس طرح کی باتیں تکلف اور دین میں غلو ہے، جس سے اللہ کے رسول نے روکا ہے، آپ نے تین بار فرمایا، غلو پسند ہلاک ہو گئے، لا حول ولا قوۃ الا باللہ، ہمیں پورا یقین ہے کہ نجدیت کا مقصد حیات ہی رسول اللہ ﷺ کے محامد ومحاسن کی تردید ہے۔ ان گستاخان رسول کو اتنی بھی خبر نہیں کہ رسول اقدس ﷺ کے حق میں غلو صرف یہ ہے کہ آپ کو خدا نہ کہا جائے اور خدا کا بیٹا نہ کہا جائے، باقی جو کچھ بھی کہا جائے گا، حضور پر نور ﷺ کی شان کا حق ادا نہیں ہو سکتا ۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کوئی مسلمان آپ کی ذات اقدس کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں مانتا، پھر غلو فی الدین کا کیسے ارتکاب ہو گیا، حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ طاقتوں کے مضمرات سے آگاہ ہیں، اس میں کونسا غلو ہے، خود سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے، مجھے تم سب سے زیادہ اللہ کا علم ہے اور میں تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں، (مسلم، کتاب الفضائل) جیسی معرفت خداوندی حضور اقدس ﷺ کو نصیب ہوئی، بتایئے اور کس کو نصیب ہوئی ہے قرآن پاک کا اعلان ہے، فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ، اس نے اپنے عبد خاص کی طرف وحی فرمائی جو فرمائی، اور اعلان ہے ''ہم نے آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جو آپ

Marfat.com

نہیں جانتے تھے، آپ پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے" پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم وکرم کی سحر نمودار فرمائی، اس میں کونسا غلو ہے، یہ تو حضور ہیں، اللہ تعالیٰ تو آپ کے غلاموں پر رحم وکرم کی سحر نمودار فرماتا ہے۔ اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے، انہیں ظلمتوں سے نور کی طرف نکالتا ہے (القرآن) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اتنا رحم فرمایا کہ رحیم اور رحمۃ للعالمین بنا دیا، اتنا کرم فرمایا کہ کریم اور شفیع المذنبین بنا دیا، جسے مقام محمود عطا فرمایا گیا، جسے تاجدار شفاعت بنایا گیا، جس کو اولین وآخرین کا سردار ٹھہرایا گیا، جس کا ذکر بلند ترین کیا گیا، جس کی محبت ایمان کی جان بنائی گئی، جس کی اطاعت اسلام کی روح روان بنائی گئی، اس پر رحم وکرم کی سحر نمودار نہیں ہوئی، واللہ جس کا تبسم جان فزا ہی جان سحر ہے، ہاں ہاں، امام اعظم رضی اللہ عنہ کیا خوب پکارتے ہیں ؎

انت الذی من نورك البدر اكتسیٰ

والشمس مشرقة بنور بھا لك

یعنی آپ سے چاند اور سورج نور حاصل کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،وان تعدوا نعمة الله لا تحصوھا اور اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے (القرآن)، حضرت امام سہل بن عبد اللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، نعمۃ اللہ سے مراد اللہ کی وہ نعمتیں ہیں جو اس نے محمد مصطفےٰ ﷺ پر فرمائی ہیں، ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا، (کتاب الشفا ۱/ ۱۸) کیا آپ کا اجر وثواب "غیر ممنون" یعنی بے انتہا نہیں، قرآن پاک نے فرمایا ہے، تعزروہ، اس محبوب کی تعظیم کرو، اس کی امداد کرو، یا اسکی تعظیم میں مبالغہ کرو، جس کی یہ شان ہو کہ وہ محمد ہو، یعنی خدا بھی جس کی تعریف کر رہا ہو اور خدائی بھی مدحت سرائی میں مگن ہو، کیا اس پر اللہ کے رحم وکرم کی سحر نمودار نہیں ہوئی۔ قرآن پاک فرماتا ہے ولا تقربوا مال الیتیم الا با لتی ھی احسن ،اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر یہ کہ احسن طریقے سے، اس کی

Marfat.com

شرح میں علما فرماتے ہیں، اس آیت میں تمام انبیا، مرسلین اور مقربین کی ارواح کے لئے اشارہ ہے کہ وہ در یتیم محمد مصطفےٰ ﷺ کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتے، جب بھی کسی نے اپنے دست روحانی سے یہ مقام حاصل کرنا چاہا جو آپ سے مختص ہے تو وہ ہرگز اس تک رسائی حاصل نہ کر سکا، (جواہر نابلسی ۳/ ۲۹۸) حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جس نے کل قرآن میں غور وفکر کیا تو وہ اس کو آپ کی تعظیم عظیم سے مالا مال پائے گا، (جواہر البحار ۳/ ۲۵۱) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیا کرام کے صحائف جس کی شان وعظمت سے معمور ہوں کیا اس پر اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کی سحر نمودار نہیں ہوئی، ارے جو خود سراج منیر ہو، جس کے وسیلے سے اوروں کو صبح نور کا منہ دیکھنا نصیب ہوا، کیا وہ رحم وکرم کی سحر سے محروم ہوگا، والفجر جس کے رخسار ہیں، والقمر جس کی تجلی ہے، والشمس جس کا جلوہ ہے، والضحیٰ جس کا چہرہ ہے، والنجم جس کی ادا ہے، کیا وہ رحم وکرم کی سحر سے محروم ہے ؎

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
تجھے کھائے نجدی تپ سقر، تیرے دل میں کس سے بخار ہے

پھر حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نائب اور راز دان کہنا بھی غلو فی الدین ہے اور باعث ہلاکت ہے، تو باعث رحمت کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ نہیں بنایا، حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ نہیں بنایا، سب انبیا کرام درجہ بدرجہ خلیفہ نہیں ہوئے، پھر قدرت کے جو راز ان پر آشکار ہوئے اور کون ان کا زیادہ حقدار ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کتنی بار فرماتے ہیں، میں اللہ کی طرف سے جو کچھ جانتا ہوں، وہ تم نہیں جانتے (القرآن) خود حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے، (رواہ الترمذی) قرآن پاک میں معراج مصطفےٰ ﷺ کا ایک مقصد یہ بھی بیان ہوا ہے کہ مصطفےٰ کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ کی تمام نشانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، یہ آپ کی خلافت عظمیٰ کی نشانی اور شان راز دانی نہیں تو اور کیا ہے، آپ کا

Marfat.com

فرمان ہے، میں اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کی جانب (جیسا کہ اس کی شان کے مطابق ہے) کھڑا ہوں گا، کہ سب پہلے اور پچھلے مجھ پر رشک کر رہے ہوں گے (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ ص ۵۹۳) حضرت شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمہ شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلالت ظاہر ہے کہ ہمارے پیغمبر برحق ﷺ تمام کائنات کے فرشتوں، رسولوں، نبیوں اور مقربوں سے افضل ہیں، (اشعۃ اللمعات ۴/۴۰۴) آپ کی افضلیت مطلقہ پر اجماع ہے، معتزلہ بھی اہل سنت کے ساتھ متفق ہیں، (زرقانی ۵/۲۸۰)

ذرا غور کیجئے کہ جب تمام انبیا کرام اللہ تعالیٰ کی خلافت و نیابت کے مقام پر فائز ہیں تو ان سے افضل محبوب ﷺ کیوں نہ خلیفہ اعظم اور نائب اکمل ہوگا، اور کیوں نہ سب سے بڑھ کر قدرت کا راز دان ہوگا، جس کو لامکان پر بلوا کر اپنے حسن مطلق کے جلوے بھی دکھا دیئے، حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

> "بے شک حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے دستر خوان آپ کے دست رحمت اور آپ کے ارادے کے ماتحت کر دیئے ہیں، آپ جسے چاہیں عطا کرتے ہیں اور جسے چاہیں عطا نہیں کرتے" (الجواہر المنظم ص ۴۲)

اللہ اکبر! دنیا و آخرت کی ہر رحمت و نعمت آپ کے خوان کرم کا ایک ذرہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم و معارف کا ایک قطرہ ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری مخلوق کا حاکم بنایا ہے، جو آپ کو حاکم نہیں مانتا، آپ کے رب کی قسم، وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہے، وہ پرلے درجے کا گمراہ ہے، گھٹیا درجے کا بے دین ہے،

الا بابی من کان ملکا و سیدا

و آدم بین الماء والطین واقف

اذا دام امرا لا یکون خلافہ

Marfat.com

ولیس لذاك الا مر فی الکون صارف

خبردار! میرے والدین اس بادشاہ اور سردار پر قربان، اس وقت سے کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے، وہ جس امر کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا اور مخلوق میں کوئی ان کا حکم ٹالنے والا نہیں ہوا، (جواہر البحار ۱/۱۱۳) ہاں ہاں، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز آپ کے سامنے مسخر فرمادی ہے اور ہر چیز پر آپ کا فرمان جاری کر دیا ہے،

صدقے اس اکرام کے، قربان اس انعام کے!

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

حضرت محدث مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اکبر ہیں اور ہر موجود کے مددگار ہیں (جواہر البحار ۲/۱۵۵) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، آپ ﷺ کے توسط کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے (مکتوب ۱۲۲ دفتر ۳) حضرت شیخ امیر عبد القادر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور پرنور ﷺ علم قدیم اور ارادۂ ازلی کے مظہر ہیں، آپ کا ارادہ حق تعالیٰ کا ہی ارادہ ہے، (جواہر البحار ۳/۲۶۲) شیخ ابن باز اور ان کی ذریت کو کیا خبر کہ مقام مصطفیٰ کیا ہے اور غلو فی الدین کی حقیقت کیا ہے، حضرت شیخ ابن باز نے صرف درود ابراہیمی کو مشروع مانا ہے، حالانہ درود ابراہیمی کے ساتھ اور بھی درود بارگاہ نبوت سے ثابت ہے، مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بھی ثابت ہے، پھر ان کی اس کتاب کے آغاز میں ہے۔

”الصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمدٍ وعلیٰ جمیع النبین والمرسلین وآل کل و سائر الصالحین“ یہ درود کس حدیث میں وارد ہوا ہے، ذرا حوالہ تو پیش کیا جائے، پھر

Marfat.com

نجانے کتنی بار "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہے، اس درود کی آپ نے کہاں تاکید فرمائی ہے۔
آل نجدیت کے نہایت معتبر عالم حضرت علامہ ابن قیم الجوزیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے جو آل نجدیت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے،

"ابوبکر محمد بن عمر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ کے پاس تھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمہ آئے، حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ ان کے لئے اٹھے اور ان سے معانقہ کیا، اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے کہا سیدی! آپ شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں حالانکہ تمام اہل بغداد ان کو پاگل خیال کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے شبلی کے ساتھ وہی عمل کیا ہے جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شبلی حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ شبلی ہر نماز کے بعد لقد جاء کم رسول من انفسکم پڑھتے ہیں اور پھر تین مرتبہ "صلی اللہ علیک یا محمد" کہتے ہیں، پھر جب میں نے اس ذکر کے بارے میں حضرت شبلی سے پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا"۔ (جلاء الافہام ص ۲۵۸)

☆......☆......☆

Marfat.com

باب ہفتم

بدعت سے اجتناب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ ابن باز نجدی نے ''بدعت سے اجتناب'' نامی مقالے میں عید میلاد النبی، محفل معراج رسول اور محفل شب برات کے متعلق کافی زہر اگلا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جشن منانا اور میلاد کی محافل منعقد کرنا شرعاً ناجائز ہے اور سراسر بدعت اور دین میں نئی ایجاد قرار دیا ہے، پھر اس پر دھڑا دھڑ آیات اور احادیث چسپاں کی ہیں جن میں ان امور کا رد بلیغ فرمایا گیا ہے جو اصول اسلام سے ٹکراتے ہیں۔ کاش حضرت شیخ اور ان کی ذریت کو معلوم ہوتا کہ ہر وہ نیا کام گمراہی ہے جس کی اصل قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے ثابت نہ ہو، اور جس کو اجماع امت نے ٹھکرا دیا ہو، اگر اس اصول پر عمل نہ کیا جائے تو پھر بیسوں ایسے کام ہیں جو قرون اول میں ناپید تھے مگر تمام آل نجد اُن پر سختی سے عمل پیرا ہے، مثلاً

- ...... آل نجد کا جشن نزول قرآن منانا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا اہل حدیث کانفرنس منعقد کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا لشکر طیبہ بنانا اور اس کے سالانہ جلسے منعقد کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا اثری، سلفی، غیر مقلد اور اہل حدیث کہلانا بدعت ہے۔

Marfat.com

- ...... آل نجد کا ختم بخاری کی تقریب سجانا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا کتابیں لکھنا اور پھیلانا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا اصول فقہ، اصول حدیث اور اصول تفسیر پڑھنا اور پڑھانا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا موجودہ لباس بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا ننگے سر رہنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کے چہروں پر موجودہ سٹائل کی داڑھی بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا قیام صلوٰۃ میں ٹانگوں کو اتنا چوڑا کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا وتر میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا تصویریں بنوانا، رسالوں میں چھپوانا بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا کا بوٹوں اور جرابوں پر مسح کر کے نمازیں پڑھنا بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا برصغیر میں آٹھ تراویح کا شوشہ بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا خوبصورت مسجدیں بنانا اور عالیشان مدرسے تعمیر کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا مختلف تنظیمیں قائم کرنا بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا امت مسلمہ کے عقائد ونظریات سے ہٹ جانا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا اعراب والا قرآن پڑھنا اور شائع کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا مختلف زبانوں میں ترجمے کروا کر قرآن کی اشاعت کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کی بھوک ہڑتالیں، دھرنے، لانگ مارچ، ٹرین مارچ، بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا اپنے اکابر کی برسیاں منانا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا ''سعودی'' عرب نام رکھنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا عرب میں حضرت امام احمد علیہ الرحمہ کا مقلد ہونا اور برصغیر میں تقلید کو حرام

Marfat.com

کہنا بدعت بلکہ منافقت ہے۔

- ...... آل نجد کا امریکہ اور برطانیہ سے امداد طلب کرنا، کفار کے سرداروں کی قبروں پر جا کر پھول چڑھانا بدعت بلکہ بدترین شرک ہے۔
- ...... آل نجد کا شاہانہ انداز حیات، محلات، کثیر ازواج سے مناکحت اور طلاق کی کثرت، بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا طرح طرح کی کھیلوں کا انعقاد کرنا اور بے بہا دولت صرف کرنا بدعت ہے،
- ...... آل نجد کا سالانہ یوم آزادی منانا، قومی ترانے پڑھنا، کھڑے ہو کر سلامی دینا اور لینا بدعت ہے
- ...... آل نجد کا سادہ زندگی گزارنے کی بجائے لمبی لمبی گاڑیوں میں سفر کرنا، معمولی کاموں میں ہزاروں ریال خرچ کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا مسجد حرام اور مسجد نبوی میں مجلسیں سجانا اور خود سارے لوگوں سے ممتاز ہو کر بیٹھنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا کعبہ کی طرف پاؤں کرنا، قدموں پر قرآن رکھنا، روضہ رسول کی طرف پشت کرنا بدعت بلکہ پرلے درجے کی بے ادبی اور محرومی کی علامت ہے۔
- ...... آل نجد کا زیارت قبور سے روکنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا اللہ تعالیٰ کے لئے سمت فوق کو متعین ماننا بدعت بلکہ مجسمہ کی حمایت ہے۔
- ...... آل نجد کا شعائر اللہ کو گرانا اور تبرکات اسلامی کا انکار کرنا اور ان کے مقامات پر فلک بوس ہوٹل قائم کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا قربانیوں کے پیسے جمع کر کے دیگر کاموں پر خرچ کرنا بدعت ہے۔
- ...... آل نجد کا حرم شریف میں نمازیوں کے آگے سے گزرنا بدعت ہے۔

Marfat.com

ان کے علاوہ اور بھی بدعات وضلالات میں پوری آل نجد بری طرح آلودہ ہے مگر خوش ہے۔ایک محفل میلاد النبی سے ہی کیوں دشمنی رکھی جاتی ہے،اس کی صاف وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے دشمنی ہے۔ جہاں تک میلاد رسول کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے تو اس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے، آثار صحابہ میں موجود ہے۔ صدیوں سے امت محمدیہ کا اس پر عمل ہے، مولود مبارک پر کتابوں کے عظیم ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ آیئے ان حقائق کا مطالعہ کر کے دیدۂ ودل کو روشن کریں۔ وماتوفیق الا باللہ ،

میلاد اور قرآن: میلاد کی محافل میں حضور تاجدار انبیا ﷺ کی آمد کا ذکر کیا جاتا ہے، اسکی اصل قرآن پاک میں موجود ہے۔ قرآن پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام، اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی آمد کا ذکر فرمایا ہے، حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کا تذکرہ بھی کیا ہے، پھر حضور پرنور، پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی تشریف آوری کو تو خوب بیان کیا ہے۔ سنو! سنو! لاہوتی صدائیں گونج رہی ہیں۔

- ...... وما ارسلنك الا رحمة للعالمين

ترجمہ: ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

- ...... قد جاء كم من الله نور

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آ گیا۔

- ...... قد جاء كم برهان من ربكم

ترجمہ: بے شک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برھان آ گئی۔

- ...... انا ارسلنك شاهداً ومبشراً ونذيراً

ترجمہ: ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے ۔

Marfat.com

...... مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

ترجمہ: میں اپنے بعد آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے ۔

...... یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

ترجمہ: لوگو، میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

...... لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً

ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں رسول عظیم کو مبعوث فرمایا۔

اہل اسلام بھی محافل میلاد میں انہی آیات کی تلاوت کر کے عظمت مصطفےٰ ﷺ کے ترانے آلاپتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کو رحمت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ قرار دیا ہے، جب رحمت و نعمت اور فضل و احسان نصیب ہو جائے تو مسرت کے اظہار کا حکم ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا قل بفضل اللہ و برحمۃ فبذلك فلیفرحوا ، فرما دے، جب اللہ کا فضل و رحمت نصیب ہو جائے تو خوب خوشی مناؤ، میلاد مصطفےٰ ﷺ کی مسرتوں اور شادمانیوں کی اصل دلیل یہ آیت مبارکہ ہے، فلیفرحوا میں حکم مطلق ہے، گویا خوشی کا ہر وہ طریقہ جائز ہوگا جو دائرہ شریعت کے اندر رہ کر اپنایا جائے گا، قرآن کے حکم مطلق کو مخصوص یا منسوخ کرنے کیلئے نجدی ذریت کے پاس کونسی دلیل ہے؟ حضرت شیخ ابن باز نجدی کہتے ہیں۔

"میلاد کی محفلیں بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ عام طور پر دیگر منکرات مثلاً مرد و زن کے اختلاط (میل ملاپ) گانے بجانے کے اہتمام، نشہ آور اور اعضائے انسانی کو مختل کرنے والی چیزوں کے خورد و نوش اور اس قسم کی دوسری برائیوں سے خالی نہیں ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان محفلوں میں سب سے بڑے گناہ شرک اکبر کا ارتکاب بھی ہوتا ہے، اکثر لوگ محفل میلاد النبی ﷺ

Marfat.com

اور دیگر اولیا کے میلاد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اور دوسرے اولیا کی مدح میں غلو کرتے ہیں، مشکلات میں ان کو پکارتے ہیں، اور ان سے فریاد و مدد طلب کرتے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے عالم غیب ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں، اور اس قسم کے دوسرے امور کفریہ کا ارتکاب کرتے ہیں" (عقیدۃ المسلم ص ۱۷۹)

حضرت شیخ ابن باز نجدی تو مادرزاد نابینا تھے، ان کو یہ ساری باتیں برصغیر کے غیر مقلدوں نے چغل خوری کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے بتائی ہیں اور یقیناً ان میں کذب بیانی کی انتہا ہے۔ کیا ان غیر مقلدوں کو علم نہیں کہ عیدین کے موقع پر کتنی منکرات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، کیا اب عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو چھوڑ دیا جائے، یوم آزادی پر کیا کچھ ہوتا ہے، کبھی انہوں نے اس کی مخالفت بھی کی ہے، ان کے سعودی آقاؤں کے اندرونِ خانہ کی کہانیاں انسانیت کو شرما رہی ہیں، کبھی ان پر بھی انگلی اٹھائی ہے۔ ایک آجا کے میلاد النبی کی منکرات پر سارا غصہ نکالنا اور باقی دنیا جہان کی برائیوں کو ہضم کر جانا کونسا انصاف ہے، ہمارے تمام علما کرام نے ہمیشہ ان منکرات کا رد کیا ہے اور شرعی تقاضوں کے مطابق یوم میلاد منانے کا فتویٰ دیا ہے۔ دانشمند لوگ باغ سے کانٹے دور کرتے ہیں، باغ کو نہیں جلاتے، منکرات نظر آتی ہیں تو ان کو دور کرو، میلاد کو بند نہ کراؤ، یہ تمہارے کہنے سے بند بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ بیان کرنا خود قرآن پاک کی سنت کریمہ ہے، باقی انبیا اور اولیا کی مدح میں غلو کرنا کسی مسلمان کا طریقہ نہیں۔ ہم انبیا اور اولیا کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں کہتے، الوہیت و ربوبیت میں شریک نہیں مانتے، ان کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تسلیم کرتے ہیں۔ ان کو رحمت خداوندی کا وسیلہ سمجھ کر پکارتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، ان کی دعا درجہ قبولیت پر فائز ہوگی

Marfat.com

اور یہ دعا یعنی پکار اس وقت عبادت بالغیر ہوگی جب ہم بزرگان دین کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھ کر، اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھ کر یا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں پکاریں گے، اس موضوع پر کافی کچھ لکھا جا چکا ہے، حضرت شیخ ابن باز نجدی نے ایک اور الزام لگایا کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے "عالم غیب" ہونے پر اعتقاد رکھتے ہیں، اس پر ہمارا جواب ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین، جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، کوئی مسلمان حضور اقدس ﷺ کے لئے عالم غیب کا لفظ استعمال نہیں کرتا، اس سے ہمارے علما کرام نے سختی سے روکا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور اس نے اپنے محبوب اقدس ﷺ کو غیب اور شہادت کے بے بہا خزانے عطا فرمائے ہیں، حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب کلی نصیب ہوا، گویا ہم عطا کی قید کے ساتھ آپ کا علم غیب بیان کرتے ہیں۔ باقی رہ گیا محافل میلاد کا بدعت ہونا اور اس پر "کل بدعۃ ضلالۃ" کا قانون لاگو کرنا تو یہ بھی حضرت شیخ نجدی کی ستم ظریفی ہے، کیونکہ بدعت ضلالت وہ ہوتی ہے جس کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو، اور آثار صحابہ اور اجماع امت سے موید نہ ہو، چونکہ محافل میلاد اصلاً ان اصول شرعی پر پورا اترتی ہیں لہذا بدعت ضلالت نہیں، داخل سنت ہیں، اس پر ہم بعد میں گفتگو کریں گے۔

میلاد اور حدیث: محافل میلاد کی دوسری اصل حدیث رسول میں موجود ہے۔ آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا ایمان کی علامت ہے، جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں میں پھیل گئے، سب لوگ نعرے لگا رہے تھے، یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ، (مسلم ۲/۴۱۹) قبیلہ بنو نجار کی بچیاں پڑھ رہی تھیں، طلع البدر علینا، ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، ثنیات کی پہاڑیوں کی طرف سے، ہم پر اس نعمت کا شکر منانا واجب ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے

Marfat.com

مدینہ منورہ میں تشریف لا کر دیکھا کہ یہودی ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے تھے، آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے، یہ فرعون کے ہلاک ہونے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کامیاب ہونے کا دن ہے۔ اس لئے ہم شکرانے کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا نحن اولی بموسیٰ منکم ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہیں، (بخاری کتاب الانبیا، مسلم، ابوداؤد، التمہید لابن عبد البر ۷/ ۲۰۹، فتح الباری ۷/ ۲۷۴) یہود نے روز شکر اور مسرت کے طور پر رکھا کیونکہ اس دن اللہ نے دین کو غالب کیا تھا اور کافروں پر عذاب نازل کیا تھا، محافل میلاد کو مسلمانوں نے شکر و مسرت کا اظہار بنایا ہے، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر فرمایا، جنھوں نے اس کے دین کو ادیان پر غالب کر دیا، اگر چہ مشرک لوگ اس کو ناپسند کرتے رہیں، (نفس الرحمٰن ص ۹۵۹) ایک اور روایت صحیح بخاری شریف میں منقول ہے کہ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے حضور اقدس ﷺ کی ولادت پر خوشخبری ابولہب کو سنائی تو اس نے اس مسرت میں لونڈی کو آزاد کر دیا۔ پھر جب وہ حالت کفر میں مر گیا تو ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں آیا اور کہنے لگا کہ تم سے جدا ہو کر میں سخت عذاب سے دوچار ہوں، بس سوموار کے دن اس انگلی سے سیراب کیا جاتا ہوں (جس کے اشارے سے لونڈی کو آزاد کیا تھا) تمام شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ اگر ابولہب جیسا کافر آپ کو بھتیجا سمجھ کر آپ کے میلاد کی خوشی منائے تو اسے بھی سیراب کیا جائے، تو اس امتی کی کیا شان ہوگی جو آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ مان کر میلاد مناتا ہے، شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بیٹے شیخ عبد اللہ بن محمد نجدی نے بھی مختصر سیرۃ الرسول میں یہ روایت نقل کی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ امام شمس الدین محمد بن ناصر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

اذا کان ھذا کافر جاء ذمہ

وتبت یدہ فی الجحیم مخلدا

Marfat.com

اتی انہ فی یوم الاثنین دائماً
یخفف عنہ للسرور با حمداً
فما الظن بالعبد الذی کان عمرہٗ
باحمد مسروراً ومات موحداً

حضور اقدس ﷺ پیر کے روز روزہ رکھا کرتے تھے، استفسار پر فرمایا، اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے، (مسلم ۱/ ۳۶۸، مشکوٰۃ، ۱۷۹) معلوم ہوا کہ میلاد مصطفٰے اور نزول قرآن کی مسرت خود مصطفٰے کریم ﷺ نے منائی ہے۔ پھر کتنی محافل میں آپ ﷺ نے اپنے ذکر کا اہتمام فرمایا، حضرت حسان، حضرت کعب بن زہیر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کرام نے آپ کے مناقب وفضائل آپ کی صدارت میں بیان کئے، آپ کے دشمنوں کی تردید کی اور آپ نے ان کو انعامات سے سرفراز فرمایا، حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب عظیم نعمت ہیں، تمام مسلمان ہر نعمت کی طرح اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر خوشیاں منا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، اور کفران نعمت کی بیماری سے محفوظ ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اپنی آمد کا ذکر خود زبان محبوب سے مشروع ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں،

❁......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، تذاکر رسول اللہ ﷺ وابو بکر رضی اللہ عنہ میلادھما عندی، بے شک میرے پاس حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اپنے میلاد کا ذکر کرتے رہے، (مجمع الزوائد، طبرانی کبیر) امام ہیثمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، تعصب سے بالاتر ہوکر دیکھا جائے تو یہ روایت میلاد کی حقانیت پر کتنی صریح ہے، لفظ میلاد بھی حدیث سے ثابت ہو جاتا ہے۔

❁......فرمایا، میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب کہ آدم علیہ السلام

Marfat.com

ابھی مٹی گارے میں تھے، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، میں اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں کہ دیگر انبیا کی طرح انہوں نے میری ولادت پر ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات دکھائی دیئے، (مشکوٰۃ ص ۵۳۱، مسند احمد ۴/ ۱۲۷ مستدرک ۲/ ۶۰۰، دلائل النبوۃ ۱/ ۸۰)

۞......فرمایا، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں جو انہیں میری پیدائش کے وقت دکھائی دیا، ان کے جسم اطہر سے نور نکلا جس کی نورانیت سے بصریٰ کے در و دیوار روشن ہو گئے، (المستدرک ص ۲/ ۶۰۰، سیرت ابن ہشام ۱/ ۱۹۵، دلائل النبوۃ ۱/ ۸۱، طبقات ابن سعد ۱/ ۱۰۲)

۞......فرمایا، میں اولاد آدم میں ہمیشہ بہترین لوگوں بہترین زمانوں میں ارسال کیا گیا ہوں، قرناً بعد قرنٍ جہاں تک کہ اس موجود زمانہ میں جلوہ گر ہوا، (مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

ان احادیث نبویہ کو اگر کوئی مسلمان ایک محفل سجا کر بیان کر دے اور باقی مسلمانوں کا ایمان تازہ ہو جائے تو کونسی بدعت نمودار ہو جائے گی، کیسا کفر و شرک سامنے آجائے گا۔ کیا کار خیر کے لئے مسلمانوں کا اجتماع بدعت و ضلالت ہے؟ غزوہ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار کے اجتماع صحابہ میں خالص میلادی اشعار پڑھے، ان ہی اشعار اور جذبات کا ترجمہ اردو پنجابی اشعار میں پڑھا جائے تو کوئی بدعت نہیں،

میلاد اور صحابہ: طبرانی کبیر اور مسند احمد میں حدیث موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام کا جمع غفیر موجود تھا، آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو اس طرح اکٹھے دیکھا تو فرمایا ما اجلسکم' یہ جلسہ کس لئے ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، جلسنا نذکر الله و نحمده علی هدانا لدینه و من علینا بك، ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد کے لئے بیٹھے ہیں، کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ان

Marfat.com

الله عز و جل یباھی بکم الملائکة، اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر ملائکہ میں خوشی کا اظہار فرما رہا ہے، (طبرانی ۳۱۱/۱۹، مسند احمد ۹۲/۴)

کیا یہ حدیث میلاد مصطفیٰ کا پروگرام مرتب کرنے کیلئے اصل نہیں، یہی کچھ محافل میلاد میں بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اس نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا، باقی "جشن میلاد" کا عنوان قائم کرنا ناجائز ہے تو 'اہلحدیث کانفرنس' صد سالہ جشن دیوبند اور سالانہ ختم بخاری کے عنوانات سے پروگرام کرنا اور اشتہار چھپوانا اور مولویوں کو بلوانا سب کچھ حرام ہوگا، کیا ان پروگراموں کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوتی؟ اللہ اللہ اپنے سارے پروگرام جائز اور محبوب خدا کے ذکر کی محفلیں حرام، بدعت، ضلالت، گمراہی، شرک، کفر، کیا محبوب کے کلمے کا یہی حق ادا کیا جا رہا ہے۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
ظالمو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

میلاد اور علما: امت محمدیہ کے جلیل القدر علما نے ہر دور میں میلاد مصطفیٰ کو نگاہ استحسان سے دیکھا ہے، وہ محافل ذکر میلاد کا اہتمام کرتے رہے، اس موضوع پر ایمان افروز کتابیں لکھتے رہے، ذکر آمد محبوب پر قیام فرماتے رہے اور صلوٰۃ وسلام سے دل و جان کو معطر کرتے رہے، محدثین نے میلاد کے نام سے باب باندھے ہیں، مثلاً امام ترمذی علیہ الرحمہ نے باب باندھا ہے، "ماجاء فی میلاد النبی ﷺ"

❁......حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے، صدقات و خیرات اور نیک اعمال کی کثرت کے ساتھ ان محافل میں

Marfat.com

میلاد النبی ﷺ کا تذکرہ کرتے آئے ہیں" (المواہب اللدینہ ۱/۲۳۹)

......حضرت امام محدث ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"یہ عمل میلاد، ہمیشہ سے حرمین شریف میں، مصر و یمن میں، شام اور تمام عربی ممالک میں، مشرق و مغرب کے باشندے مسلمانوں میں جاری ہے، وہ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، لوگ جمع ہوتے ہیں، ماہ ربیع الاول کو دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں، غسل کرتے ہیں، عمدہ لباس پہنتے ہیں، خوب خوب اہتمام ہوتا ہے، خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے، میلاد سننے اور سنانے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، (المیلاد النبوی ص ۵۸)

......حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"جتنی محفلیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں منعقد ہوتی ہیں، اتنی شاید ہی کسی اور ملک میں منعقد ہوتی ہوں، وہاں تو تقریباً ہر روز کسی نہ کسی جگہ محفل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے" (ماثبت بالسنہ ص ۱۰۲)

......حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"لوگ مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کے روز ولادت نبوی والے مکان ذیشان پر حاضر ہوکر ان واقعات و معجزات کا ذکر کرتے ہیں، جو حضور پر نور ﷺ کی ولادت مقدسہ کے موقع پر ظاہر ہوئے ......اور ان (میلادیوں) پر انوار برستے ہیں" (فیوض الحرمین ص ۸۰)

اس طرح اور بھی متعدد علما کرام نے امت محمدیہ کا تعامل بیان کیا ہے، آج حرمین شریفین کی زیارت کرنے والے سادہ دل مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ

Marfat.com

جو کچھ وہاں ہو رہا ہے، وہی شریعت ہے، وہی دین ہے، ہم کہتے ہیں کہ حرمین شریفین میں میلاد کب سے بند ہوا ہے؟ حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ کے زمانے تک تو بڑے تزک و احتشام کیساتھ منایا جاتا تھا۔ یہ پابندی انگریزوں کی اشیر باد سے آنے والی نجدی حکومت نے عائد کی ہے۔ گویا امت محمدیہ کا بارہ سو سالہ عمل حرام ہے اور چند نجدیوں کا ڈیڑھ دو سو سالہ عمل دین و شریعت کا پیغام ہے، باقی اپنے گھروں میں آج بھی سعودی عرب کے غیور اہل سنت اپنی دیرینہ عقیدت و محبت کے ساتھ میلاد مناتے ہیں، ہم نے خود دیکھا کہ شب برات کے روحانی لمحات میں ہزاروں مسلمان بیت اللہ شریف میں نوافل پڑھتے رہے اور مخصوص عبادات سرانجام دیتے رہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر آج بھی نجدی حکومت ختم ہو جائے تو اہل سنت حرمین شریفین میں کھل کر اپنے عقائد و اعمال کے مطابق زندگی بسر کرنا شروع کر دیں گے، آج بھی یا رسول اللہ کی صداؤں سے دشت و جبل کانپ اٹھیں گے۔ امت کے جلیل القدر علما بیان کر رہے ہیں کہ پورے عالم اسلام میں ہمیشہ سے میلاد منایا جا رہا ہے جبکہ حضرت شیخ ابن باز نجدی اس کو بدعت ضلالت فرما رہے ہیں۔ ایک منصف مزاج کو چاہئے کہ امت کے جلیل القدر علما کی بات پر اعتبار کرے۔

ایک ہمارا بھی سوال: بحمد اللہ تعالیٰ ہم قرآن و حدیث، آثار صحابہ اور عظیم علما کے حوالے سے میلاد مصطفیٰ کی شرعی حیثیت پر گفتگو کر چکے ہیں، ہمارا سوال ہے کہ منکرین میلاد صرف ایک آیت یا ایک روایت ایسی بیان کر دیں جس میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہو کہ میلاد منانا حرام ہے، حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا، جس سے سکوت فرمایا، وہ معاف ہے۔ ادھر قرآن پاک نے فرمایا، نبی ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو حرام فرماتا ہے، معلوم ہوا حلت و حرمت کا پورا اختیار

Marfat.com

صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عطا سے رسول اعلیٰ ﷺ کے پاس ہے۔ کسی نجدی کو جرأت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو حرام کر دے، ہمیں صرف حرمت میلاد پر ایک دلیل قطعی درکار ہے،

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

پھر جب میلاد کی اصل قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہوگئی تو اس کا انعقاد کرنا بدعت نہ رہا، جب بدعت نہ رہا، تو ضلالت کیسے رہے گا؟

محفل میلاد میں قیام: حضرت شیخ ابن باز نجدی نے محفل میلاد میں قیام کرنے اور سلام و نیاز پیش کرنے کو بھی بدعت و ضلالت قرار دیا ہے، اس کا جواب حضرت امام برہان الدین حلبی علیہ الرحمہ سے ملاحظہ کیجئے، فرماتے ہیں

> ''مسلمانوں میں یہ عادت جاری ہوگئی ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ہر چند یہ قیام بدعت ہے، لیکن بدعت حسنہ ہے، کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت قائم کر کے فرمایا، یہ اچھی بدعت ہے اور علامہ عزالدین ابن سلام نے فرمایا، بدعت کی پانچ قسمیں ہیں، اور بدعت کی یہ اقسام رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کے خلاف نہیں ہیں، نئے کاموں سے بچو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے، اور جس نے ہمارے امر (دین) میں ایسا کام ایجاد کیا جو اس سے نہ ہو وہ مردود ہے، ان احادیث میں بدعت کا عام معنی نہیں بلکہ خاص معنی مراد

Marfat.com

ہے (یعنی بدعت سیئہ) ہمارے امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا، جو چیز کتاب، سنت، اجماع یا اقوال صحابہ کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالہ ہے اور جو نیک کام ایجاد کیا جائے اور وہ ان (اصول شرعیہ) کے خلاف نہ ہو، بدعت محمودہ ہے، امام شافعی علیہ الرحمہ کے زمانہ کے تمام مشائخ نے اس مسئلہ میں ان کی پیروی کی اور حکایت ہے کہ حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ کے پاس ان کے معاصر علما کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی، اس وقت ان میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں علامہ صرصری کے اشعار پڑھے (ترجمہ) اگر بہت عمدہ کاتب چاندی کے کاغذ پر سونے کے پانی سے مصطفےٰ ﷺ کی مدح لکھے اور اس نعت کو سن کر علما صف بستہ یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں تو آپ ﷺ کے مقام کے اعتبار سے یہ تعظیم بھی کم ہے، یہ اشعار سنتے ہی علامہ سبکی اور تمام علما کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں آپ ﷺ کی محبت کا بہت زیادہ اثر ظاہر ہوا، علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ علامہ سبکی علیہ الرحمہ کا یہ عمل اقتدا کیلئے کافی ہے، علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے استحباب پر امت کا اتفاق ہے، اور میلاد شریف کا عمل اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بدعت حسنہ ہے، اسی وجہ سے امام نووی علیہ الرحمہ کے استاد امام ابوشامہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہمارے زمانے میں ہر سال ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف ہوتا ہے، جس میں خوشی اور زینت کا اظہار کیا جاتا ہے، اور نیکی اور اچھائی کے کام کئے جاتے ہیں، لوگ عبادت

Marfat.com

کرتے ہیں اور لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے، یہ تمام کام رسول اللہ ﷺ کی محبت اور تعظیم میں ظاہر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو پیدا کر کے مسلمانوں پر جو احسان فرمایا ہے اور آپ کو رحمۃ للعلمین بنایا ہے، اس کے شکر پر دلالت کرتے ہیں، علامہ سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرون ثلاثہ میں اسلاف میں سے کسی نے میلا د شریف نہیں کیا، یہ بعد میں شروع ہوا، پھر ہمیشہ سے اہل اسلام کو تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں میلا د شریف کرتے ہیں، اور اس ماہ کی راتوں میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور میلا د شریف کی برکات سے ان پر فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے، علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے فرمایا، جو لوگ میلا د شریف کرتے ہیں ان پر اس سال امان ہوتی ہے، اور انہیں مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت مل جاتی ہے، (انسان العیون ۱/ ۱۳۷، شرح مسلم سعیدی ۳/ ۱۸۳)

حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ نے جواز میلا د پر بیس زبردست دلائل قائم فرمائے اور اس حسین کام کی اصل قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے ثابت فرمائی، فرماتے ہیں،

''پندرھویں دلیل یہ کہ ہر وہ چیز جو عہد رسالت میں نہ ہو مطلقا مذموم اور حرام نہیں ہے، بلکہ اس کو دلائل شرعیہ سے دیکھا جائے گا، اگر اس میں کوئی مصلحت واجبہ ہوگی تو وہ واجب ہوگی، اسی طرح مستحب، مباح، مکروہ اور حرام، یہ سب بدعت کی اقسام ہیں، سولھویں دلیل یہ ہے کہ جو چیز صدر اول میں ہیت اجتماعیہ کے

Marfat.com

ساتھ نہ ہو لیکن افراد کے ساتھ ہو تو وہ بھی مطلوب شرعی ہے، کیونکہ جس کے افراد شرعاً مطلوب ہوں، اس کی ہیت اجتماعیہ بھی شرعاً مطلوب ہوگی، سترھویں دلیل یہ ہے کہ اگر ہر بدعت حرام ہو تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کا قرآن جمع کرنا، حضرت عمر کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا، اور تمام علوم نافعہ کی تصنیف حرام ہو جائے گی، اور ہم پر واجب ہوگا کہ ہم تیر کمان کے ساتھ کفار سے جنگ کریں، بندوقوں اور توپوں سے جنگ حرام ہو، اور میناروں پر اذان دینا، سرائے اور مدارس بنانا، ہسپتال اور یتیم خانے بنانا سب حرام ہو جائیں، اس وجہ سے وہ نیا کام حرام ہے جس میں برائی ہو، کیونکہ ایسے بہت سے کام ہیں جن کو نبی کریم ﷺ اور سلف میں سے کسی نے نہیں کیا، مثلاً تراویح میں ختم قرآن، ختم قرآن کی دعا، ستائیسویں شب کو امام الحرمین کا خطبہ دینا وغیرہا، اٹھارھویں دلیل یہ ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا، جو چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اقوال صحابہ کے خلاف ہو وہ بدعت ہے، اور جو نیک کام ان کے مخالف نہ ہو وہ محمود ہے، انیسویں دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے اسلام میں اچھا کام ایجاد کیا اور بعد والوں نے اس پر عمل کیا تو اسکو ان کا اجر ملے گا اور ان کے اجور میں کمی نہیں ہوگی، بیسویں دلیل یہ ہے جس طرح حج کے افعال، صفا مروہ کی دوڑ صالحین کی یاد تازہ کرنے کے لئے مشروع ہے، اسی طرح محفل میلاد نبی اکرم نور مجسم، ﷺ کی یاد تازہ کرنے

Marfat.com

کیلئے مشروع ہے۔(الدرالروی فی المولد النبوی ص ۱۷، شرح مسلم سعیدی ۳/۱۸۶)

علاوہ ازیں امت کے عظیم علما مثلاً، حضرت امام ابن عابدین شامی حنفی، حضرت امام حسین بن محمد دیار بکری، حضرت امام یوسف صالحی، حضرت امام جلال الدین سیوطی، حضرت امام ابوالقاسم سہیلی علیہم الرحمہ جیسے لوگوں نے میلا د رسول کو تزک و احتشام کے ساتھ منانے پر دلائل فراہم کئے ہیں، ان علما کرام کا علمی اور فقہی مقام یقیناً حضرت شیخ ابن باز اوران کی ذریت سے بلند ہے، کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ محفل میلا د میں قیام پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ کے یہ اشعار کس قدر لطف انگیز ہیں

قیامی للعزیز علی فرض

وترک الفرض انی یستقیم

عجبت لمن له عقل ولب

یری هذا الجمال ولا یقوم

ترجمہ: دوست کی تعظیم میں کھڑا ہونا مجھ پر فرض ہے، تعظیم کو چھوڑ دینا کیسے درست ہوسکتا ہے، صاحب عقل وشعور کے لئے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ وہ اس جمال جہاں کو دیکھے مگر کھڑا نہ ہو،

حضرت امام ابن حجر علیہ الرحمہ نے تاجدار کائنات ﷺ کے اس جہاں میں ظہور کے ذکر کے وقت قیام کو جائز قرار دیا ہے، شرط یہ ہے کہ قیام تاجدار کائنات ﷺ کے ساتھ نیکی، اکرام، اجلال اور اعظام کے لئے ہو، ریا کاری کے لئے نہ ہو، بلکہ ابن عبدالسلام اور ابن صلاح نے تو اس پر وجوب کا فتویٰ دیا ہے، کیونکہ اس کا چھوڑ دینا عدم تعلق کی علامت بن گیا ہے، اکثر متاخرین اس پر عمل کرتے رہے ہیں، ہم نے ہرگز نہیں سنا کہ کسی نے لشکروں کے سامنے جھنڈوں کو یا بادشاہ کو سلامی دینے کے لئے کھڑے

Marfat.com

ہونے والوں کو کافر کہا ہو، حالانکہ یہ عمل اسلامی تعلیمات سے دور ہے اور نہ ہی اس میں کسی کی سنت ہے، کس قدر برا ہے، کس قدر خیر سے محرومی ہے اور کس قدر نظریاتی افلاس ہے جو تاجدار کائنات ﷺ اور جہان کے نجات دہندہ ﷺ کی ولادت کے ذکر کے وقت تعظیم و تکریم اور ادب و محبت سے کھڑے ہونے والوں کو کافر کہے، (نفس الرحمٰن ص ۲۵۶) اگر نجدی ذریت میں کچھ جرأت ہے تو قومی ترانے کے وقت کھڑے ہونے والی تمام مسلم فوجوں پر کفر کا فتویٰ صادر کریں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور طلبا پر کفر کا فتویٰ صادر کریں، ایک میلاد مصطفےٰ ﷺ کو ہی کیوں اپنی تنقیدی توانائیوں کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری: حضرت شیخ ابن باز نجدی لکھتے ہیں،

"بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ محفل میلاد میں رسول اللہ ﷺ بذات خود تشریف لاتے ہیں، اسی بنا پر وہ لوگ صلوٰۃ وسلام اور انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ اعتقاد انتہائی غلط اور بدترین جہالت ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت سے پہلے اپنی قبر سے نہیں نکلیں گے، اور نہ کسی سے ملتے ہیں، اور نہ ہی لوگوں کے اجتماعات میں حاضر ہوتے ہیں، بلکہ آپ ﷺ روز قیامت تک اپنی قبر میں مقیم ہیں اور آپ ﷺ کی روح مبارک جنت کے درجہ اعلیٰ علیین میں اپنے رب کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، بعد ازاں تم مرنے والے ہو، پھر قیامت کے دن تمہیں اٹھایا جائے گا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، قیامت کے دن میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی اور پہلا سفارش کرنے والا اور پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی سفارش قبول کی جائے گی (صحیح مسلم،

Marfat.com

مشکوٰۃ) مذکورہ آیت کریمہ اور حدیث شریف اور اس مفہوم کی دیگر آیات واحادیث تمام کی تمام اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مدفون افراد قیامت کے دن ہی اپنی قبروں سے نکلیں گے، (اس سے پہلے ہرگز نہیں) اس پر تمام علما کا اجماع ہے، اور اس عقیدہ میں کسی قسم کا اختلاف نہیں، (عقیدۃ المسلم ص ۱۸۰)

اس جاہلانہ عبارت میں حضرت شیخ ابن باز نجدی نے اپنا مؤقف بیان کیا اور اس کے دلائل بھی بیان کئے، یقین جانئے کہ ان کو مسلمانوں کے عقیدے کا علم تک نہیں، ان کو شاید وہم ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک محافل میلاد میں حضور سرور دو عالم ﷺ جسمانی طور پر قبر انور کو چھوڑ کر تشریف لاتے ہیں، تو قبر انور سے آپ کا کوئی تعلق برقرار نہیں رہتا، یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہے، مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری روحانی طور پر مشروع ہے، اگر چاہیں تو جسمانی طور پر بھی جلوہ گر ہو سکتے ہیں، لیکن اس کے باوجود آپ کا جسد بشری اور وجود عنصری مزار اقدس میں موجود رہتا ہے، آپ حسی، جسمانی، دنیوی حیات کے ساتھ زندہ ہیں، رہا آیت کریمہ ﴿بعد ذالك لميتون﴾ کا معنیٰ تو اس حکم سے شہید بھی خارج نہیں، پھر قرآن پاک نے ان کو کیوں زندہ قرار دیا ہے؟ اور رہا حدیث شریف "سب سے پہلے قبر انور سے اٹھنے" کا معنیٰ تو اس حکم کا اطلاق جسد بشری پر جاری ہے، حضور اقدس ﷺ روحانی قوتوں کے ساتھ ہزاروں مقامات پر حاضر و ناظر ہیں، ، محافلِ میلاد میں جلوہ گر ہوتے ہیں، غلامان در کو نوازتے ہیں، علما کرام نے جسم مثالی کا جواز بھی رقم کیا ہے، حضرت شیخ ابن باز نجدی کو سرکار اقدس ﷺ کی تشریف آوری کی نوعیت کا خود تو عرفان حاصل نہیں، لیکن مسلمانوں کے اعتقاد کو بدترین جہالت پر محمول کر رہے ہیں، واللہ المستعان علیٰ ماتصفون، انبیا

Marfat.com

اور اولیا کا روحانی طور پر یا اجسام مثالی کے اعتبار سے متعدد مقامات پر جلوہ گر ہونا معراج مصطفیٰ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسجد اقصیٰ میں ہزاروں انبیا کرام کا وصال کے بعد حاضر ہونا اور امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرنا پھر آسمانوں میں استقبال کرنا ثابت نہیں؟ کیا اُن کے اجسام بشری قبروں سے باہر نکل آئے تھے؟ پھر خود سرور دو عالم ﷺ کا کربلا معلیٰ کے غمناک واقعہ میں تشریف لے جانا مشہور نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،

"ایک روز دوپہر کے وقت میں نے حالت خواب میں رسول اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے گیسوئے عنبریں بکھرے ہوئے ہیں، دست اقدس میں خون بھرا شیشہ ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ پر میرے والدین قربان ہوں، یہ کیا ہے، آپ نے فرمایا، حسین اور اس کیساتھیوں کا خون ہے جو میں صبح سے اٹھا رہا ہوں، میں نے تاریخ اور وقت کو یاد رکھا، جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت اور اسی تاریخ کو شہید کیئے گئے تھے،" (احمد، بیہقی، مشکوٰۃ باب فضائل اہل بیت، تاریخ الخلفا ص ۳۰۴)

اسی طرح کی روایت حضرت ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے کہ میں نے حالت خواب میں دیکھا کہ آپ کی ریش اطہر اور سر انور پر گرد و غبار ہے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، آپ کا یہ کیا حال ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، شھدت قتل الحسین آنفاً میں ابھی حسین کی شہادت گاہ پر گیا تھا، (ترمذی ۲/۲۳۱، تاریخ الخلفاء ص ۳۰۴، شرح الصدور ص ۲۵۱) یہ تو خواب کے واقعات ہیں، آپ افراد امت کو عالم بیداری میں بھی مل سکتے ہیں، جیسا کہ صحیح حدیث ہے، جس نے مجھے نیند میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے

Marfat.com

بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا، (بخاری ۲/ ۱۰۳۵، مسلم ۲/ ۲۴۲، ابو داؤد ۲/ ۳۲۹، ابن ماجہ ۲۸۷، احمد ۱/ ۴۰۰) کتنی ہی احادیث نبویہ میں آتا ہے کہ آپ نے عالم بیداری میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یونس علیہم السلام جیسے انبیا کرام کو بیت اللہ شریف کی طرف آتے دیکھا، حضرت امام آلوسی علیہ الرحمہ کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے،

"رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اس امت کے ایک سے زیادہ کاملین نے آپ کا دیدار کیا ہے، اور بیداری میں آپ سے فیض حاصل کیا ہے، شیخ سراج الدین نے طبقات الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے ظہر سے پہلے سرکار اقدس ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا، بیٹے تم وعظ کیوں نہیں کرتے، میں نے کہا، یارسول اللہ میں عجمی ہوں، بغداد کے فصحا کے سامنے کیسے کلام کروں، آپ ﷺ نے میرے منہ میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور فرمایا، لوگوں سے کلام کرو اور انہیں حکمت و نصیحت کے ساتھ دین خدا کی دعوت دو، میں نماز ظہر پڑھ کر لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا، میرے پاس بہت مخلوق آئی مگر مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا، پھر میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا، تم وعظ کیوں نہیں کرتے، میں نے کہا، ابا جان! مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا ہے، آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا، میں نے کہا، آپ نے سات بار کیوں نہیں ڈالا، آپ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے، پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے، شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی قدس سرہٗ نیند اور بیداری میں بکثرت رسول اکرم ﷺ کی زیارت کرتے تھے، انہوں

Marfat.com

نے دونوں صورتوں میں آپ سے اکثر افعال حاصل کیئے، ایک بار انہیں ستر مرتبہ دیدار ہوا، اس دوران آپ ﷺ نے فرمایا، اے خلیفہ میرے دیدار کیلیئے اتنا بے چین نہ ہوا کر، بہت سے اولیا میرے دیدار کی حسرت میں فوت ہو چکے ہیں، شیخ تاج الدین بن عطا اللہ علیہ الرحمہ نے الطائف المومنین میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت شیخ ابو العباسؒ مرسی علیہ الرحمہ سے کہا، اپنے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیجئے، انہوں نے فرمایا، میں نے اس ہاتھ سے رسول اکرم ﷺ کے سوا کسی اور سے مصافحہ نہیں کیا، حضرت شیخ مرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اگر ایک لمحہ کی مقدار بھی رسول اللہ ﷺ میری نگاہوں سے پوشیدہ ہوں تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا، اس قول کی مثال اور بھی متعدد اولیا سے منقول ہے، بکثرت متقدمین اور متاخرین سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب اور بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار کیا اور آپ نے اس حدیث کی تصدیق فرمائی، جن مسائل میں وہ متشوش تھے، آپ نے ان کا حل بیان کر کے ان کی پریشانی دور فرمادی، حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ نے یہ آثار رقم کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنے جسم اور روح کے ساتھ ہیں، آپ اطراف ارض میں جہاں چاہیں، جب چاہیں تصرف فرماتے ہیں...... جو آدمی آپ ﷺ کی زیارت کرتا ہے یا تو وہ آپ کی روح کو دیکھتا ہے، جو مرئی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، اور اس کا تعلق آپ کے جسم اقدس کے ساتھ قائم ہوتا ہے، جو قبر انور میں موجود ہے، جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں یا

Marfat.com

کسی اور صورت میں آتے مگر اس کے باوجود سدرۃ المنتہیٰ پر بھی موجود ہوتے تھے، یا پھر دیدار کرنے والا آدمی آپ ﷺ کے جسم مثالی کو دیکھتا ہے، جس کے ساتھ آپ کی روح متعلق ہوتی ہے، جسم مثالی کے تعدد سے کوئی چیز مانع نہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کے بہت سے مثالی اجسام ہوں اور ہر ایک جسم کے ساتھ آپ کی روح متعلق ہوتی ہو، اس کی نظیر یہ ہے کہ جیسے انسان کی روح اس کے جسم کے ہر ایک عضو کے ساتھ متعلق ہوتی ہے، ہماری اس بحث سے حضرت شیخ ابوالعباس طنجی علیہ الرحمہ کے اس قول کی توجیہ ہوگئی کہ آسمان، زمین، عرش، کرسی اور سب جگہ حضور اقدس ﷺ دکھائی دے رہے تھے، اور یہ اشکال بھی رفع ہو جاتا ہے کہ متعدد دیکھنے والوں نے ایک وقت میں مختلف مقامات پر (کیسے) دیدار کیا، (روح المعانی ۲۲/۳۵)

حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ ''کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس دروازے سے بھی داخل ہو، تمہارا معصوم بیٹا اسی دروازے پر موجود تمہارا انتظار کر رہا ہو، یہ بشارت سب کے لئے ہے، (مسند احمد ۳/۴۳۶) حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ شرح میں لکھتے ہیں ''اس حدیث میں اشارہ ہے کہ خرق عادت کے طور پر اجسام مثالیہ متعدد ہوسکتے ہیں، کیونکہ وہ بچہ ایک وقت میں جنت کے ہر دروازے پر موجود ہوگا، (مرقات ۴/۱۰۹) مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ بعض اولیا سے منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد مقامات ہر نظر آتے ہیں، اور ان سے (مختلف) افعال صادر ہوتے ہیں، اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے، جو کسی جاہل اور معاند سے ہی متوقع ہے علامہ ابن قیم نے دعویٰ کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ایک ہی وقت میں بہت سے مقامات پر زیارت کی جاتی ہے، حالانکہ

Marfat.com

آپ قبر انور میں نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں، حدیث صحیح میں ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیا کرام کو آسمانوں پر بھی دیکھا، حالانکہ ان کی قبریں زمین پر ہیں، یہ کسی نے نہیں کہا کہ وہ اپنی قبروں سے آسمانوں کی طرف منتقل ہو گئے تھے (فتح الملہم ۱/۳۰۵)

ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر سابقہ انبیا کرام کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ میں ''جشن معراج مصطفےٰ'' کی نورانی تقریب کو دوبالا کرنے کے لئے تشریف لا سکتے ہیں تو حضور تاجدار انبیا ﷺ ''جشن میلاد مصطفےٰ'' میں کیوں تشریف نہیں لا سکتے کیا احادیث نبویہ سے ایک ''برا اعتقاد'' اور ''بدترین جہالت'' ثابت ہو رہی ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ، ایک ہی وقت میں آپ ﷺ ہزاروں قبروں میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور آپ کے متعلق اشارہ قریب کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے۔ یہ امر صحیح حدیث سے ثابت ہے، غیر مقلد عالم مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں، ''لفظ ھذا سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں مکشوف ہوتے ہیں، نہ کہ حاضر مافی الذہن کی طرف اشارہ ہوتا ہے،

(فتاویٰ اہل حدیث ۲/ ۱۳۸) ۔

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

علمائے امت نے تصریح فرمائی ہے کہ مساجد میں داخل ہوتے وقت حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا کرو، کیونکہ آپ مساجد میں جلوہ گر ہوتے ہیں، بالخصوص یہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ (مرقاۃ) حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بعض علما کرام سے سوال کیا گیا کہ بہت سے لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر حضور اقدس ﷺ کو کیسے دیکھتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا ۔

کالشمس فی کبد السماء وضوءھا

Marfat.com

یغشی البلاد مشارقاً ومغارباً

یعنی آپ سورج کی طرح ہیں جو وسط آسمان میں ہو تو اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانپ لیتی ہے، (الحاوی للفتاوی ۲/۴۵۳)

علما کے فیصلے اور واقعے: حضرت شیخ ابن باز نجدی تو اسی شدت انکار میں دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں، یقیناً آیت مبارکہ ''جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا'' کے مصداق ہو گئے، لیکن ہم اپنے احباب کے یقین محکم کے لئے علما کرام کے فیصلے اور واقعے بیان کرتے ہیں، ان اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہیں۔

۔۔۔۔۔۔۱۔۔۔۔۔۔

اللہ، اللہ، حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں کیا حسن ارادت کیساتھ عرض کرتے ہیں۔

واذا سمعت فعنك قولاً طيباً

و اذا نظرت فما اریٰ الاك

یارسول اللہ، میں جب بھی سنتا ہوں اور جب بھی دیکھتا ہوں تو مجھے آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا، (قصیدۃ النعمان)

۔۔۔۔۔۔۲۔۔۔۔۔۔

حضرت شیخ عبد الغفار قوصی علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں لکھا ہے کہ شیخ ابو یحییٰ کے اصحاب سے ایک بزرگ ابو عبد اللہ سوانی علیہ الرحمہ اخمیم میں مقیم تھے، وہ خبر دیتے تھے کہ انہٗ یری رسول اللہ ﷺ فی کل ساعۃ وہ ہر وقت حضور سراپا ﷺ کو دیکھتے رہتے ہیں، (الحاوی للفتاوی ۲/۴۴۴)

Marfat.com

۳

حضرت شیخ ابو العباس طنجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے پاس مرید ہونے کے لئے گیا، آپ نے فرمایا، تیرا پیر میں نہیں، شیخ عبدالرحیم ہیں جو قنا میں تشریف فرما ہیں، میں ان کے پاس حاضر ہوگیا، آپ نے مجھے فرمایا، کیا تجھے رسول اللہ ﷺ کا عرفان حاصل ہے، میں نے عرض کی، نہیں، آپ نے فرمایا، تو مسجد اقصیٰ میں جا تاکہ تجھے عرفان مصطفیٰ نصیب ہو جائے، میں بیت المقدس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارے آسمان، سب زمینیں اور عرش و کرسی آپ کے وجود نور سے بھرے ہوئے ہیں، میں یہ منظر دیکھ کر شیخ کامل کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا، کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا عرفان حاصل کرلیا، میں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا، تیرا کام ہوگیا، رسول اللہ ﷺ کی معرفت کے بغیر کوئی اقطاب اور اوتاد کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا، اور نہ کوئی ولایت کا مقام حاصل کرسکتا ہے۔ (سعادت الدارین ۴۳۱)

۴

حضرت شیخ عبداللہ دلاصی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ساری زندگی میں میری ایک نماز صحیح ہوئی ہے، وہ اس طرح کہ میں صبح کی نماز کیلئے مسجد حرام میں تھا، جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی، پھر مجھ پر کیفیت طاری ہوگئی، میں نے سرکار اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز کی امامت کروا رہے ہیں، آپ کے پیچھے حضرات عشرہ مبشرہ کھڑے ہیں، میں بھی ان میں کھڑا ہوں، یہ ۶۷۳ھ کا واقعہ ہے۔ آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ مدثر پڑھی اور دوسری رکعت میں عم یتساءلون پڑھی، آپ نے نماز کے بعد دعا مانگی۔ اللھم اجعلنا ھداۃ مھدیین غیر ضالین و لا مضلین لا طمعانی برك و لا رغبة فیما عندك لان لك المنة علینا با یحادنا قبل ان لم نکن فلك الحمد

Marfat.com

علیٰ ذالك لا الٰہ الا انت، جب آپ ﷺ دعا سے فارغ ہوئے تو ہمارے ظاہری امام نے سلام پھیرا، میں نے بھی اس کا سلام سن کر سلام پھیر لیا (الحاوی للفتاویٰ ۲/۴۴۵)

۵

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے آٹھ ساتھیوں کے ہمراہ بیداری کے عالم میں صحیح بخاری حضور اقدس ﷺ سے پڑھی (فیض الباری شرح بخاری از انور شاہ کشمیری دیوبندی ۱/۲۰۴) حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے پچھتر مرتبہ بیداری کے عالم میں سر کی آنکھوں سے حضور اقدس ﷺ کا دیدار فرمایا اور بہت سی احادیث کے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کی تصحیح فرمائی، حالانکہ محدثین کرام ان کو ضعیف قرار دے چکے تھے، (میزان الکبریٰ ۱/۴۱)

۶

مفسر قرآن حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، انبیا کرام کی پردہ پوشی کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہم عوام الناس سے پوشیدہ ہو چکے ہیں۔ ہم ان کا ادراک نہیں کرتے، اگرچہ وہ آج بھی موجود ہیں، زندہ ہیں، یہ ملائکہ کی طرح ہے کہ وہ بھی موجود ہیں اور زندہ ہیں لیکن ہم میں سے کوئی بھی انہیں نہیں دیکھتا مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مخصوص کر دے، (الحاوی للفتاویٰ ۲/۴۵۱)

۷

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن بھیجا، آپ وصیت فرماتے ہوئے ان کے ساتھ (کچھ دور تک) تشریف لے گئے، حضرت معاذ سوار تھے اور حضور اقدس ﷺ پیدل چل رہے تھے، وصیت کے بعد فرمایا، اے معاذ قریب ہے، کہ تم مجھے نہیں مل سکو گے، اس سال کے بعد شاید تم میری مسجد اور میرے مزار سے گزرو گے، یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ غم فراق سے رونے لگے، آپ

Marfat.com

نے مدینہ منورہ کی طرف التفات فرماتے ہوئے کہا،ان اولیٰ الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا ،وہ لوگ میرے بہت زیادہ قریب ہیں جو متقی ہیں اگرچہ وہ کہیں بھی رہتے ہوں،(مسند احمد ۵/۲۳۵،مشکوٰۃ ص۴۴۵)

اللہ اکبر، معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ اپنی امت کے غمگسار ہیں، امت کے قریب ہیں، جب امت کی نگاہیں کھل جاتی ہیں تو سامنے دیدار مصطفیٰ کے جلوے دکھائی دیتے ہیں ۔

گر بمنی در یمنی پیش منی   گر بے منی پیش منی در یمنی

۸

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، باوجود اس بات کے کہ امت کے علما میں اختلاف ہوتے ہیں، اور امت میں بہت سارے مذہب ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں، اور حقیقت کے طالبان کو اور ان حضرات کو جو آپ کی طرف متوجہ ہیں، فیض بھی پہنچاتے ہیں، ان کی تربیت بھی فرماتے ہیں، اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے اور نہ ہی تاویل کا وہم ہے، (اقرب السبل بر اخبار الاخیار ص ۱۶۱)

۹

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں، رسالہ (مبداء معاد) لکھنے کے بعد یوں معلوم ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت ﷺ اپنی امت کے مشائخ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور وہی رسالہ آپ کے دست مبارک میں ہے، آپ نے کمال محبت کے ساتھ اسے چوم کر فرمایا، اسی قسم کے عقائد رکھنے چاہییں، (مکتوبات دفتر ۱/۲۲) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں " جب جنوں کو قدرت الٰہی سے یہ طاقت

Marfat.com

حاصل ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر عجیب و غریب کام سر انجام دیتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کرام کو یہ طاقت عنایت فرما دے تو کونسی تعجب کی بات ہے، اور ان کو دوسرے مثالی بدنوں کی کیا ضرورت ہے، اسی طرح بعض اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ وہ آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف اقسام کے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں، (مکتوبات ۲/۱۱)

......۱۰......

حضرت امام نور الدین حلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"اور جو ہم نے بیان کیا کہ انبیا کرام (جہاں چاہیں تشریف لے جائیں) اس پر وہ دلالت کرتا ہے جو ہم نے روایت کیا، نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر انور میں نماز پڑھتے دیکھا اور جب آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تو ان کو وہاں بھی دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے پیچھے تمام انبیا کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ ان سے جدا ہوئے اور آسمانوں کی طرف چڑھے تو چھٹے آسمان پر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا اور اس طرح دیگر انبیا کرام جیسے حضرت آدم و عیسیٰ، یحییٰ و یوسف، ادریس و ہارون اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا کہ ان تمام نے آپ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی اور اس وقت ان کے اجساد آسمانوں میں موجود تھے، یہ تمام انبیا، حضور ﷺ سے فضیلت میں کم ہیں، آپ ان سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ اپنی قبر انور میں موجود ہونے کے ساتھ ساتھ ہر جگہ موجود ہوں، (تعریف اھل الاسلام بحوالہ سعادت الدارین ص ۴۵۹)

......۱۱......

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور انور ﷺ اپنے جسد انور اور روح

Marfat.com

مقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور زمین کے اقطار اور ملکوت میں جہاں چاہیں سیر کرتے اور تصرف فرماتے ہیں، آپ کی ہیت مبارکہ ظاہری زندگی جیسی ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، وہ آنکھوں سے اوجھل ہیں جیسے فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود اوجھل ہیں" (الحاوی للفتاویٰ ۲/۶۲۵)

۱۲

حضرت امام ابوبکر بن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"آپ کی ذات شریفہ کا دیدار جسد انور اور روح مقدس کے ساتھ محال نہیں، کیونکہ آپ اور دیگر انبیا کرام زندہ ہیں، ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد واپس ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں، اور ان کو اپنی قبور سے نکلنے اور کائنات علوی و سفلی میں تصرف کرنے کی عام اجازت ہے، ایک ہی وقت میں کئی افراد آپ کی زیارت کر سکتے ہیں کیونکہ آپ سورج کی طرح ہیں (جو ایک مقام پر چمکتا ہے لیکن ساری کائنات اس کا مشاہدہ کر رہی ہوتی ہے) (الحاوی للفتاویٰ ۲/۶۲۵)

۱۳

حضرت امام ابوبکر احمد بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

"جس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، پھر دوسری حدیث میں ان کو آسمان پر دیکھنے کا ذکر ہے، ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر ان کو آسمان پر دیکھا، اسی طرح دیگر انبیا کرام علیہم السلام کو بیت المقدس میں دیکھا تھا۔ پھر ان سب کو آسمانوں پر دیکھا، ان میں کوئی استبعاد نہیں ہے، کیونکہ انبیا کرام شہدا کی طرح (بلکہ ان سے زیادہ شان کے ساتھ)

Marfat.com

زندہ ہیں، اس لئے ان کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں میں پایا جانا جائز ہے، جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے اس کی خبر دی ہے" (دلائل النبوۃ ۲/ ۳۸۸، شرح مسلم سعیدی ۱/ ۷۴۷)

......۱۴......

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں، امام شعرانی فرماتے ہیں کہ شیخ محمد الشربینی کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی، اور کچھ بلاد ہند میں تھی اور کچھ بلاد تکرور میں تھی، آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں (جمال الاولیاص ۲۰۲)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

......۱۵......

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں، "مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں" (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵) نیز فرماتے ہیں "ہمارے علما مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں، تاہم علما جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جب صورت جواز کی موجود ہے، پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں، اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے، اگر احتمال تشریف آوری کیا جاوے، مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں" (شمائم امدادیہ ص ۵۰) مزید فرماتے ہیں "مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے، اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے، البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں، نہ

Marfat.com

چاہییں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے" (ایضاً ص ۶۷) نیز فرماتے ہیں "اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے، جیسے قیام مولد شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے، جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا، (ایضاً ص ۶۸)

......۱۶......

عارف باللہ علی بن علوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی مشکل در پیش ہوتی تو ان کو شفیع معظم نبی محترم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی اور وہ حضور ﷺ سے پوچھ لیتے، اور نبی محترم ﷺ جواب سے سرفراز فرما دیتے، اور جب شیخ موصوف تشہد یا غیر تشہد میں عرض کرتے، السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو سن لیتے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں، وعلیک السلام یا شیخ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اور کبھی کبھی السلام علیک ایھا النبی بار بار پڑھتے، جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بار بار کیوں پڑھتے ہیں تو فرماتے میں جب تک آقائے دو جہاں سے جواب نہ سن لوں، آگے نہیں پڑھتا، نیز امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو پانچوں نمازیں سرور عالم ﷺ کے پیچھے پڑھتے ہیں، اور حضرت سیدی علی الخواص علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کسی کا ولایت محمدیہ میں قدم راسخ نہیں ہو سکتا، جب تک سید الوجود، رحمت عالم ﷺ اور خضر و الیاس علیہما السلام کی زیارت سے مشرف نہ ہو، پھر فرمایا کہ بعض لوگ جو اس دولت سے محروم ہیں، ان کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہے (آب کوثر ص ۲۱۱ بحوالہ سعادت الدارین ص ۱۴۱)

Marfat.com

ان حقیقت افروز دلائل سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ آج بھی امت کے احوال سے پوری طرح آشنا ہیں، جب چاہتے ہیں اپنے غلاموں کو رحمت ورافت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ کاملان امت کو لحہ بہ لحہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس پر اسقدر تواتر کے ساتھ واقعات موجود ہیں کہ کوئی اندھا ہی انکار کرسکتا ہے، آنکھ والا تو ہر سوان کے جلوؤں کا نظارا کررہا ہے۔

محفل معراج رسول: حضرت شیخ ابن باز نجدی نے محفل معراج مصطفےٰ کے انعقاد کو بھی بدعت وضلالت قرار دیا ہے، ہمیں ان کی جرأت پر حیرت ہوتی ہے، حالانکہ اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ محفل معراج رسول کی اصل بھی کتاب وسنت سے حاصل ہوتی ہے، قرآن پاک نے حضور انور ﷺ کے معراج کا ذکر بڑے اہتمام سے فرمایا، ”پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا، جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے، تاکہ وہ ہماری نشانیاں دیکھ لے، بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے“ اسی طرح سورۃ النجم میں ذکر معراج خصوصیت کے ساتھ مرقوم ہے۔ پھر صحاح ستہ کی کتابوں میں احادیث موجود ہیں جن میں خود سرور عالم ﷺ نے اپنا ذکر معراج تفصیل کے ساتھ کیا ہے، اگر کوئی خوش نصیب مسلمان اپنی مسجد میں دیگر مسلمانوں کو اکٹھا کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں شان معراج بیان کردے تو کونسی بدعت ہے، کونسی ضلالت ہے، کیا حضور نبی اکرم ﷺ نے اس مبارک عمل سے مسلمانوں کو روکا ہے؟ اگر اس عمل سے روکا ہے تو ان کے جلسوں، جلوسوں اور کانفرنسوں کا کہاں حکم دیا ہے؟ کاش کوئی نظر انصاف سے دیکھے کہ محفل معراج رسول کا انتظام تو رب کائنات نے فرمایا تھا، جب مسجد اقصیٰ میں تمام انبیا کرام کو جمع کیا گیا اور آخر میں صدر انبیا ﷺ کو بلایا، وہاں سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور عظمت مصطفےٰ کا اعتراف کیا، حضرت

Marfat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور جس نے مجھے ملک عظیم دیا، اور مجھے اللہ سے ڈرنے والی امت بنایا، میری پیروی کی جاتی ہے، اور مجھے آگ سے بچایا اور اس آگ کو میرے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کر دیا، پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے حکومت کی نعمت دی، اور مجھ پر زبور نازل کی اور میرے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور پرندوں اور پہاڑوں کو میرے لئے مسخر کر دیا، اور مجھے حکمت دی اور فیصلہ سنانے کا منصب دیا، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، جس نے میرے لئے ہواؤں کو، جنوں کو، اور انسانوں کو مسخر کر دیا، اور میرے لئے شیطانوں کو مسخر کر دیا جو عمارتیں اور مجسمے بناتے تھے، مجھ کو پرندوں کی بولی سکھائی اور ہر شے کا علم دیا، میرے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا، جو میرے بعد کسی اور کے لئے سزاوار نہیں ہے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے تورات اور انجیل کی تعلیم دی، اور مجھے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کرنے والا بنایا، اور میں اس کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، اور مجھے آسمان پر اٹھایا اور مجھے کافروں سے نجات دی، اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان رجیم

Marfat.com

سے محفوظ رکھا اور شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں ہے، پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، اور تمام لوگوں کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا، اور مجھ پر قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے، اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا، اور امت وسط بنایا، اور میری امت کو اول و آخر بنایا اور میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے بوجھ اتار دیا، اور میرا ذکر بلند کیا اور مجھے ابتدا کرنے والا اور انتہا کرنے والا بنایا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا، انہی فضائل کی وجہ سے تم سب انبیا کرام پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت دی گئی ہے۔ (دلائل النبوۃ ۲/۴۰۱)

اس حدیث مبارک کو اور بھی محدثین کرام نے بیان کیا ہے اور اس کی توثیق فرمائی ہے، حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، امام ابن کثیر علیہ الرحمہ نے بھی اس کو بیان کیا ہے، (تفسیر ابن کثیر ۴/۲۶۶) کیا اس حدیث مبارک میں اس محفل معراج رسول کی داستان نہیں جس کا انتظام رب کائنات نے فرمایا تھا، آج ہم مسلمان محافل معراج یا محافل ذکرِ مصطفیٰ اور ذکر انبیا کا کرتے ہیں، انبیا کرام کا ذکر مقبول اور محمود ہے۔ اسکو عام کرنے والے بھی مقبول اور محمود ہو جاتے ہیں، پھر ذکر مصطفیٰ تو ذکر مصطفیٰ ہے۔

چشم اقوام یہ نظارہ ابدتک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

شب معراج کی تخصیص: حضور اقدس ﷺ کو کس رات معراج کروائی گئی، اس

Marfat.com

کے بارے میں محققین کا اختلاف ہے، حضرت شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، واضح ہو کہ ملک عرب کے لوگوں میں مشہور ہے کہ حضور ﷺ کو معراج شریف رجب کی ستائیسویں تاریخ کو ہوئی تھی (ماثبت بالسنہ ص ۱۸۴) حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ نے محدثین کرام کی تحقیق نقل کرنے کے بعد فرمایا، مختار وہ ہے جو ہمارے شیخ ابو محمد دمیاطی نے کہا ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی ہے اور سید جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ واقعہ معراج ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو ہوا، جیسا کہ حرمین شریفین میں اسی پر عمل ہوتا ہے، (شرح الشفا ۲/۲۴۴) معلوم ہوا کہ اہل حرمین کا تعامل رجب المرجب کی ستائیسویں رات کے حوالے سے مرقوم ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نجدی حکومت سے پہلے اہل حرمین میلاد رسول کی طرح معراج رسول کے تذکار مبارکہ کا انتظام بھی کیا کرتے تھے، نیز اس رات کو عبادت و ریاضت کا اہتمام بھی کیا کرتے تھے، برصغیر پاک و ہند اور دیگر بلاد اسلامیہ کے مسلمان نجدی اثرات سے محفوظ رہے، اس لئے انہوں نے ان اسلامی تقریبات کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ نجدی حضرات کو اگر معراج رسول کی رات کے بارے میں کوئی التباس ہے تو کسی بھی رات کو یا کسی بھی دن کو یہ ذکر فرما سکتے ہیں، عامۃ المسلمین کو تو اس کار خیر سے نہ روکیں، لیکن شاید ان کا مقصد حیات ہی تذکار مصطفیٰ کو ختم کرنا ہے۔

ذکر روکے، فضل کاٹے، نقص کا جویا رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

نصف شعبان کی رات: تمام مسلمان جس طرح میلاد رسول اور معراج رسول پروگرام مرتب کرتے ہیں، اس طرح شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

عبادت وریاضت سے مزین کرتے ہیں، حیرت ہے شیخ ابن باز نجدی اوران کی ذریت کو ذکر مصطفٰی سے تو چڑ تھی، کیا عبادت خدا سے بھی چڑ ہے جواس رات پر طعن وتشنیع کے پتھر برسانے لگے، جہاں تک اس رات میں دھماکوں اور پٹاخوں کا تعلق ہے تو ہمارے علما کرام اورصوفیہ عظام اس کے شدید مخالف ہیں، اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان کاموں سے روکتے ہیں، اب اس قسم کی خرافات عیدین کے عظیم دنوں میں واقع ہورہی ہیں تو کیاان خرافات کوختم کرنا چاہئے یا عیدین کوختم کرنا چاہئے؟ افسوس یہ لوگ تو اس رات کی جانے والی عبادت سے بھی نالاں ہیں، جہاں تک مخصوص عبادات کا تعلق ہے کہ ان کے بارے میں روایات میں ضعف وسقم پایا جاتا ہے، لیکن مطلقاً عبادت کرنا، قبرستانوں میں جاکر دعا مانگنا، ذکروفکر کرنا تو مسنون ہے، حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ کیا تم شب بیداری کی اجازت دیتی ہو، میں نے عرض کیا ہاں میرے ماں باپ حضور پر قربان، تب آپ نے قیام فرمایا اورطویل سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ وفات پاگئے، پھر میں کھڑی ہوکر ٹٹولنے لگی، پس اپنا ہاتھ آپ کے تلووں سے لگایا تو وہ چلے، اس وقت مجھے خوشی ہوئی اور میں نے سنا کہ آپ سجدہ میں دعا مانگ رہے ہیں، میں تیرے عقاب سے تیرے عفو کی پناہ لیتا ہوں، اور تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں، تیرا چہرہ جلالت والا ہے، تیری ثنا کی شمار نہیں ہوسکتی، جیسے تو نے اپنی ثنا کی ہے، جب صبح ہوئی تو میں نے ان دعاؤں کا ذکر کیا، فرمایا اے عائشہ اسے یاد کرلو اور دوسروں کو سکھادو، ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیرا کیا تم جانتی ہو یہ کونسی رات ہے، عرض کیا اللہ اوراس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، فرمایا یہ پندرھویں شعبان کی رات ہے، بے شک اللہ اس رات اپنے بندوں پر ظہور فرماتا ہے، توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے، رحم چاہنے والوں پر

Marfat.com

رحم فرماتا ہے، اور کینہ توزوں کو ویسے ہی رہنے دیتا ہے (ماثبت بالسنہ ص ۲۰۰) اس رات کے بارے میں کافی روایات موجود ہیں جو تعدد کی بدولت درجہ حسن پر فائز ہیں، چونکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ فضائل میں ضعیف احادیث بھی قابل قبول ہوتی ہیں، اس لئے بھی اس رات کی فضیلت ثابت ہے۔ اس کو ضلالت اور بدعت و جہالت قرار دینا تو شدید زیادتی ہے، تابعین کرام کی ایک جماعت مثلاً خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر اس کے قائل ہیں، اسحٰق بن راہویہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے، وہ اس رات عمدہ کپڑے پہنتے، سرمہ لگاتے اور مسجد میں رات بھر قیام کرتے تھے، اب اگر کوئی آدمی شب بیداری کرے یا اس رات اکٹھے ہو کر مسلمان اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کریں اور عالم اسلام کے لئے دعا کریں تو یہ عمل مستحب ہے، ذکر خدا کے لئے اور ذکر مصطفیٰ کیلئے کسی بھی رات اور کسی بھی دن کو اکٹھے ہونا امر مندوب ہے۔ اس کام کے فضائل صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ نہیں تو مشکوٰۃ شریف کے باب ذکر و استغفار کا مطالعہ کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذاکروں کا ہم جلیس ہوتا ہے۔ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا، ذکر کی محافل اگر اس رات کو منعقد کر لی جائیں تو کیا قباحت ہے، کس نص قطعی نے اس عمل خیر کو حرام قرار دیا ہے۔

حضرت امام اوزاعی کے ہاں بھی اس رات شب بیداری کا جواز موجود ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی قول ہے کہ دعا پانچ راتوں میں (قبول) ہوتی ہے، جمعہ کی رات، عیدین کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، (ماثبت بالسنہ ص ۲۰۱) امام بیہقی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس رات اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم اپنے والد سے یا اپنے چچا سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے، اس رات ہر گنہگار کی بخشش ہو

Marfat.com

جاتی ہے، سوائے مشرک اور کینہ توز کے، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی اس رات کو باہر تشریف لاتے اور خصوصی دعا مانگتے، بہر حال اہل اللہ نے اس رات کو اپنے اپنے انداز سے منایا ہے، کیونکہ اس کو فرض یا واجب نہیں سمجھا گیا، نہ عبادت کی کوئی تخصیص کی گئی ہے اس لئے شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے عمل خیر کرنا یقیناً باعث اجر وثواب ہوگا۔ حضرت شیخ ابن باز نجدی نے شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن رجب کے حوالے سے اس رات کے فضائل کی تردید کی ہے کہ انہوں نے تمام احادیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے، ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ حضرات تو آل نجد کے عظیم لیڈر ہیں، ان کے نزدیک تو روضہ رسول کی طرف سفر کرنا بھی حرام ہے، ان کا قول اور فعل ہمارے لئے حجت نہیں، ان کا یہ کہنا کہ اس رات کے قیام کے متعلق رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے کچھ بھی ثابت نہیں، سراسر خلاف تحقیق ہے، حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے شعب الایمان میں کتنی روایات نقل کی ہیں، جن میں رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا ذکر ہے، دعا کا ذکر ہے، قبرستان میں جانے کا ذکر ہے، اگر کوئی کہے کہ آپ نے اپنے گھر کے اندر یہ کام سرانجام دیئے تھے، مسلمان مسجدوں میں کیوں نکل آئے تو ہم کہیں گے کہ آپ تو نماز تراویح کا التزام بھی گھر میں فرمایا کرتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی ایسا ہی معمول تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مسجد میں با جماعت تراویح ادا کرنے کی ترغیب دلائی، پھر اس پر آج تک تمام امت مسلمہ کا عمل ہے۔ اسلام میں اچھے عمل کی ہر وقت گنجائش موجود ہے، شیخ ابن باز نجدی نے حافظ عراقی، امام نووی اور امام سیوطی کے اقوال بھی نقل کئے ہیں، ان کی عبارات میں صرف مخصوص نوافل کی تردید ہے کہ وہ موضوع ہیں، مطلقاً عبادت کرنے کے متعلق ان علما کرام کا کوئی فتویٰ نہیں، ہم عامۃ المسلمین کو بھی ان نوافل پر کوئی اصرار نہیں کہ سو رکعت نماز نفل ادا کریں گے تو عبادت کا حق ادا ہوگا، یا یہ

Marfat.com

ہمارے نزدیک وجوب کا درجہ رکھتے ہیں، وغیرہ، ہاں ان نوافل کے بارے میں جلیل القدر علما کرام اور صوفیا عظام کے اقوال بھی موجود ہیں اور اُن کے پاس روایات بھی موجود ہیں، جیسا کہ احیاء علوم الدین، قوت القلوب، غنیۃ الطالبین اور تصوف کی دیگر کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے، ان علما کرام نے بھی اُن کو نوافل ہی سمجھا ہے، فرائض و واجبات کا درجہ نہیں دیا، لہذا ان پر شدید فتوے صادر کرنا محبوبان خدا کی توہین ہے۔ اگر وہ کوئی ضعیف روایت بھی بیان کرتے ہیں تو ہوسکتا ہے وہ ان کے نزدیک صحیح ہو، کیونکہ وہ اہل رابطہ اور اہل مشاہدہ ہیں، خود حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کتنی روایات کو رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر صحیح لکھا ہے جس کو محدثین ضعیف اور موضوع قرار دے چکے تھے، پھر ایک محدث کے نزدیک کسی روایت کا ضعیف یا موضوع ہونا اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ دوسرے محدث کے نزدیک بھی ضعیف یا موضوع ہوگی۔

حضرت شیخ رقمطراز ہیں،

"اگر محفل منعقد کرنا اور عبادت کیلئے شعبان کی پندرھویں شب یا رجب کا پہلا جمعہ یا شب اسرا و معراج کو خاص کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی ضرور اس طرف راہ نمائی اور ہدایت کرتے، یا خود یہ کام کرتے اور اگر ان میں سے کوئی چیز آپ ﷺ سے واقع ہوتی تو صحابہ کرام اس کو ضرور نقل کرتے، اور اس کو امت سے نہ چھپاتے .... ان دونوں راتوں میں محفلیں منعقد کرنا اور انہیں کسی قسم کی عبادت کیلئے خاص کرنا اسلام میں نئی نکالی ہوئی بدترین بدعت ہے، اسی طرح ستائیسویں رجب کی رات، (عقیدۂ اہل علم ص ۱۹۶)

Marfat.com

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اور ان کی ذریت کے پاس فقاہت نام کی کوئی چیز نہیں، شرعی احکام کی بنیاد دو کاموں پر ہے، ایک ہے کسی کام کا حکم دینا اور دوسرا ہے کسی کام سے روکنا، قرآن پاک میں ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا جو کچھ تمہیں رسول عطا کرے وہ لے لو اور جس سے روک دے، اس سے رک جاؤ، ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ جس کام کے بارے میں کتاب اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے، اگر بالفرض ان راتوں میں کوئی عمل خیر کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں تو اس عمل خیر کی ممانعت بھی نہیں، لہذا وہ عمل خیر مباح ہوگا، یا مستحب ہوگا، اس کو حرام اور گمراہی قرار دینا دین میں زبردست تشدد ہے، ثانیاً ان راتوں میں محفلیں منعقد کرنے اور عبادت سرانجام دینے کی اصل سنت رسول سے ثابت ہے لہذا جائز ہے، حضرت شیخ ابن باز نے بار بار ان احادیث کو نقل کیا ہے۔

۱...... من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد جس نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں ثابت نہیں، وہ مردود ہے، (مسلم ۲/۷۷)

۲...... من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے، (بخاری ۱/۳۷۱، مسلم ۲/۷۷، ابوداؤد ۲/۲۷۹)

۳...... وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ، بدترین کام دین میں ایجاد کردہ بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے،

ان احادیث نبویہ کے برحق ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہیں ہے، لیکن ضرورت امر کی ہے کہ ان کو جس طرح شارحین حدیث نے سمجھا ہے، اس طرح سمجھا جائے۔

۞...... حضرت علامہ ابن منظور علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ہر وہ کام جو اصول شریعت کے

Marfat.com

خلاف اور سنت کے موافق نہ ہو، بدعت ہے۔ (لسان العرب ۱/۱۰۶)

......حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اس حدیث کا یہ معنیٰ ہے کہ جو شخص دین میں کسی ایسے کام کو گھڑے جس کی اصول دین میں کوئی دلیل نہ ہو، وہ کام قابل اعتبار نہیں ہے، (فتح الباری ۵/۳۰۳)

......حضرت امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو امر کتاب اور سنت میں نہ پایا جائے اس کو دین میں گھڑ لینا احداث ہے، (عمدۃ القاری ۱۳/۲۷۴)

......حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز ایجاد کی گئی ہو جو کتاب وسنت، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف نہ ہو تو وہ گمراہی ہے اور اگر ایسی اچھی بات ایجاد کی گئی ہو جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بُری نہیں (مرقات ۱/۱۷۹) علاوہ ازیں امام آلوسی، امام ابن حجر مکی، امام سنوسی، امام سیوطی، امام نووی، امام شامی، امام دشتانی نے بھی بدعت کی پانچ اقسام کو بیان کیا ہے، واجب، حرام، مستحب، مکروہ، مباح، جو بدعت اصول شرع کے خلاف نہ ہو، اس کو سب نے مستحسن قرار دیا ہے،

......حضرت شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو بدعت اصول وقواعد سنت کے مطابق ہو اور اس سے قیاس کی گئی ہو، اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو گمراہی، (اشعۃ اللمعات)

......مفتی محمد شفیع کراچوی دیوبندی لکھتے ہیں، جو عبادت آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرام سے قولاً ثابت ہو یا فعلاً، صراحتاً، یا اشارتاً وہ بدعت نہیں ہو سکتی، (سنت وبدعت ص ۱۲)

......حضرت علامہ سید یوسف رفاعی فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کی سنت اور طریقہ یہ

Marfat.com

ہے کہ جو عبادت اور کار خیر شریعت کے مخالف نہ ہو بلکہ موافق ہو اس کو قبول کر لیا جائے، اور جو مخالف ہو اس کو رد کر دیا جائے، اس سنت اور طریقے پر آپ کے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام عمل پیرا ہوئے اور علما کرام نے اسی سے یہ قاعدہ مستنبط کیا کہ ہر نو پیدا چیز کو شریعت کے قواعد اور اس کے نصوص پر پیش کرنا ضروری ہے، شریعت جس کے حسن کی گواہی دے وہ حسن اور مقبول ہے اور جس کے خلاف اور قبیح ہونے کی گواہی دے وہ مردود ہے، اور بدعت مذمومہ ہے، بعض اوقات پہلی قسم کو نو پیدا ہونے کی وجہ سے لغوی طور پر بدعت حسنہ کہہ دیتے ہیں ورنہ واقع میں وہ شرعی بدعت نہیں ہے، بلکہ وہ سنت مستنبط ہے کیونکہ شریعت کے دلائل و شواہد اس کے مقبول ہونے کی گواہی دیتے ہیں، (ادلہ اہل سنت و جماعت)

۞...... مولانا ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں، ''وہ امور جن کے لئے بالاتر قانون ساز نے کوئی قطعی احکام نہیں دیئے، نہ حدود اور اصول متعین کئے ہیں، ان میں اسلام کی اسپرٹ اور اس کے اصول عامہ کے مطابق مقننہ ہر ضرورت کے لئے قانون سازی کر سکتی ہے، کیونکہ ان کے بارہ میں کوئی حکم نہ ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ شارع علیہ السلام نے ان کو اہل ایمان کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے، (خلافت و ملوکیت ص ۴۳)

۞...... مزید لکھتے ہیں، کسی فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کے لئے صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا تھا، لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے، مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو، جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت رفع کرنا متصور نہ ہو، جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے، جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے

Marfat.com

ساتھ لازم کرے کہ اس کا نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے، یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنا پر کہ فلاں کام حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں ہوا، اسے بدعت بمعنیٰ ضلالت نہیں کہا جا سکتا.

۞......مزید لکھتے ہیں، بخاری نے کتاب الجمعہ میں چار حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ایک اذان کا اضافہ کر دیا، لیکن اسے بدعت ضلالت کسی نے بھی قرار نہیں دیا، بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا، حضرت عبداللہ بن عمر صلوٰۃ ضحیٰ کیلئے خود بدعت اور احداث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ انہا لمن احسن ما احدثوا یہ ان بہترین نئے کاموں میں سے ہے جو لوگوں نے نکالے ہیں، نیز فرماتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور اچھی بدعت ہے، اور فرماتے ہیں کہ ما احدث الناس شیاء احب الی منہا، لوگوں نے کوئی ایسا نیا کام نہیں کیا جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں نہ تھا، وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں، اور پھر فرماتے ہیں نعمت البدعۃ ھذہٖ کیا ہی اچھا یہ نیا کام ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مجرد نیا کام ہونے سے کوئی فعل بدعت مذمومہ نہیں بن جاتا............بلکہ اسے بدعت مذمومہ بنانے کی کچھ شرائط ہیں، امام نووی شرح مسلم میں کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، علما نے کہا ہے کہ بدعت یعنی اعتبار لغت سے نئے کام کی پانچ قسمیں ہیں، ایک بدعت واجب ہے، دوسری بدعت مندوب ہے، تیسری بدعت حرام ہے، چوتھی مکروہ اور پانچویں مباح ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ جو نیا کام شرعاً مستحسن کی تعریف میں آتا ہو، وہ اچھا ہے اور جو شرعاً برے کام کی تعریف میں آتا ہے وہ برا ہے، ورنہ پھر مباح کی قسم میں سے ہے" (ترجمان القرآن جلد ۶۰ عدد ۱)

Marfat.com

غیر مقلدین کے معتبر عالم قاضی شوکانی نے بھی لکھا ہے، لغت میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے نظیر نہ ہو، اور شرعی اصطلاح میں سنت کے مقابلے میں بدعت کا اطلاق ہوتا ہے، اس لئے یہ مذموم ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ بدعت اگر کسی ایسے اصول کے تحت ہے جو شرع میں اچھا ہے تو یہ بدعت حسنہ ہے اور اگر کسی ایسے اصول کے تحت ہے جو شرع میں برا ہے تو یہ بدعت سیئہ ہے ورنہ بدعت مباحہ ہے، بیشک بدعت کی پانچ قسمیں ہیں (نیل الاوطار ۳/ ۳۲۵)

ان تمام تصریحات سے ثابت ہوا کہ ہر نیا کام مذموم نہیں ہوتا، مذموم وہی ہوتا ہے جس کی کوئی دلیل اور اصل اصول شرعیہ سے ثابت نہیں پھر نیک کام کی اسلام میں ہرگز کوئی ممانعت نہیں، جس دور میں سرانجام دیا جائے قابل قبول ہے۔ قرآن پاک نے مطلقاً فرمایا، اس سے بہتر کون ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے، اور فرمایا نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو، ثابت ہوا کہ مذکورہ صدر احادیث میں بدعات اور محدثات سے مراد وہ نئے کام ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہوں۔ اب کوئی ایسی آیت یا روایت بیان کی جائے جس نے میلاد، معراج اور شب برات کی محافل کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ محافل اللہ اور اس کے رسول کے ذکر پر مبنی ہیں لہذا عمل خیر کے زمرے میں داخل ہیں، ان میں شامل ہونا اور ان سے تعاون کرنا اور ان کی طرف لوگوں کو بلانا عمل خیر کا فروغ ہے جو ہر حال میں اور ہر دور میں مستحسن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے، اسے اپنے عمل اور اس کے بعد آنے والے جو اس اچھے طریقے پر عمل کریں، ان کے عمل کا ثواب ملے گا، اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جو آدمی اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنے

Marfat.com

عمل اور اس کے بعد آنے والے جو اس برے طریقے پر عمل کریں، ان کے عمل کا گناہ ہے اور ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی، (رواہ المسلم، مشکوٰۃ ص ۳۳) باقی رہا ان محافل کی خاص تعیین کا مسئلہ تو کسی نفلی کام کے لئے عرفاً وقت مقرر کرنا جائز ہے، یہ شرعی تعیین نہیں، کیونکہ وہ کام معین وقت کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی نفلی کام کو معین وقت میں کرنا ہی شرعاً ضروری سمجھتا ہے تو یہ بدعت ہے، کسی نفلی کام کے لئے وقت کا تعین کرنا احادیث نبویہ سے ثابت ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لیجاتے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا کیا کرتے تھے، (بخاری ۱/۱۵۹) امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ بعض دنوں کو بعض اچھے کاموں کے لئے خاص کرنا جائز ہے، اور اس پر ہمیشہ عمل کرتے رہنا بھی درست ہے (فتح الباری ۳/۶۹) امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس حدیث میں بعض دنوں کو بعض عبادتوں کے لئے مخصوص کرنے پر جواز کی دلیل ہے اور یہ امر جائز ہے، ماسوا ان اوقات کے جن میں کسی عبادت کی تخصیص سے روک دیا گیا ہے، جیسے جمعہ کی رات کو نوافل کی تخصیص سے روکا گیا ہے اور جمعہ کے دن کو روزے کی تخصیص سے روکا گیا ہے، (عمدۃ القاری ۷/۲۵۹) ایک اور حدیث مبارک ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو عوام الناس سے خطاب فرمایا کرتے تھے، (بخاری ۱/۱۶) مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں،

"ہر دو حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی مقصود مباح یا کسی طاعت کے لئے تعیین یوم اگر با عتقاد قربت نہ ہو، بلکہ کسی مباح مصلحت کے لئے ہو، جائز ہے، جیسے مدارس دینیہ میں اسباق کیلئے گھنٹے معین ہوتے ہیں

Marfat.com

،اور اگر باعتقاد قربت ہو منھی عنہ ہے۔" (بوادر نوادر ص ۴۵۸)

الحمد للہ، دلائل سے ثابت ہو گیا کہ میلاد، معراج اور شب برات کی محافل کی اصل اصول شرعیہ اور قوائد اسلامیہ سے ثابت ہے، قرآن وحدیث اور آثار صحابہ میں کوئی حکم بھی ایسا نہیں جو ان محافل کو حرام قرار دیتا ہو، لہذا یہ محافل بدعت ضلالت نہیں، سراسر سعادت ہیں، باعث رحمت اور موجب برکت ہیں، امت محمدیہ کے تعامل کی بدولت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں محمود ہیں، سبیل المومنین کی حجت شرعی سے مقبول ہیں، باقی اگر کوئی بدنصیب ان عظیم راتوں میں منکرات کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو برا سمجھنا چاہیے نا کہ عبادت گزاروں اور محافل ذکر و نعت کے کار پردازوں کو برا سمجھنا چاہیے، کیا اندھے اور بینے انسان برابر ہیں؟

فصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

الی یوم القیام والدین

Marfat.com

باب ہشتم

حیاتِ برزخی کا اثبات

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......☆......

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ عالم امر کی ارواح کو وجود بشری میں سمانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا، اُن کا ایک ایک انداز دست قدرت سے تیار کیا، فرمایا تین کی قسم، زیتون کی قسم، طُور سینین کی قسم اور اس شہر امین کی قسم، بے شک ہم نے انسان کو نہایت خوبصورت انداز میں پیدا کیا ہے، پھر اُن کے جسم خاکی میں اپنی روح پھونکی تو وہ کامل انسان بن کر بیدار ہو گئے اور ارواح کے عالم اجسام میں آنے کا بہترین وسیلہ بن گئے، اب یہ آئین مشیت بن چکا کہ جس نے بھی عالم اجسام میں وجود بشری حاصل کرنا تھا، اسی خلیفۂ ارضی کی بدولت حاصل کرنا تھا، اُن کے وجود سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور پھر اِس بابرکت جوڑے سے اربوں اِنسانوں نے جنم لیا، فرمایا،

اے انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اس سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر اُن دونوں سے بے شمار مردوں اور عورتوں کو پیدا فرمایا، (سورۃ النسا آیت ۱)

Marfat.com

یہ عالم اجسام انسان کی امتحان گاہ ہے جس میں اُس کی روحانی پرورش کے لیے انبیا کرام کی تعلیمات اور اولیاعظام کے فیوضات قدم قدم پر موجود ہیں جبکہ جسمانی نشو ونما کے لیے انواع واقسام کی نعمتوں کے جہان آباد ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے، آسمان سے رحمتوں بھرے بادل نازل کرتا ہے اور زمین سے رنگ برنگے پودے اُگاتا ہے، سورج، چاند، ستاروں کی روشنی سے اندھیروں کو کافور کرتا ہے یہ دن اور رات، یہ آب اور خاک، یہ باد اور نار، یہ پھول اور شبنم، انسان کی خدمت کے لیے کمر بستہ ہیں، سب کچھ اس کے لیے ہے اور یہ اپنے خالق کی تقدیس کے لیے ہے، فرمایا، ہم نے انسانوں اور جنوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، (القرآن)

انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے، دونوں اچھے اور برے اعمال کے ذمہ دار ہیں، نیز جزا اور سزا کے حق دار ہیں اس عالم کے بعد ایک اور جہان بھی انسان کا منتظر ہے، اُسے جہان برزخ کہا جاتا ہے، وہاں تک اجسام کے پہنچنے کے لیے موت کو ذریعہ بنایا گیا ہے، جس طرح عالم امر سے عالم خلق میں منتقل ہوتے وقت روحیں فنا کی گھاٹ نہیں اُتریں، اسی طرح جہان برزخ میں منتقل ہوتے وقت بھی اُن کو کچھ نہیں ہوگا، اس ارتقا کے باوجود اُن کا احساس رکھنا، ادراک کرنا، دیکھنا، سوچنا، سننا، بولنا، ارادہ کرنا، آنا جانا اور تصرف کرنا بحال رہے گا، موت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان قطعی طور پر نیست و نابود ہو جائے گا، مر کر مٹی میں مل جائے گا، بلکہ موت تو ایک پُل ہے جس پر چل کر انسان اپنے مالک حقیقی سے ملاقات کرتا ہے۔ یا پھر روح اور جسم کے اس "معروف تعلق" کے ٹوٹ جانے کا نام ہے، اس کے باوجود روح اور جسم کا رابطہ برقرار رہتا ہے، جسم کو عذاب ہوتا ہے تو روح اس کی شدت پوری طرح محسوس کرتی ہے، اگر روح کو غم لاحق ہوتا ہے تو جسم پوری طرح تڑپتا ہے، ثواب کی صورت میں بھی دونوں یکساں طور پر لطف اُٹھاتے ہیں، اس کا نام ہی حیات برزخی ہے، جو اس حیات دنیوی سے زیادہ طاقتور

Marfat.com

ہے، اہل برزخ کو جماد، پتھر اور لاشی کہنا معتزلہ کا عقیدہ ہے، مسلمان شروع سے اہل برزخ کی زندگی کے قائل ہیں، برزخ ایک وسیع وعریض جہان ہے جو یوم نشور تک موجود رہے گا، اس کے باسیوں کے اپنے اپنے مشاغل ہیں، کفار اور منافقین تو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے، اُن کے ابدان اور ارواح پر آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں گے، گنہگار مسلمانوں کو بھی عذاب سے دوچار کیا جا سکتا ہے، جبکہ نیکوکاروں کیلئے جنتی فرش بچھائے جاتے ہیں، جنتی لباس پہنائے جاتے ہیں، جنتی باغات کی بادِ صبا پہنچائی جاتی ہے، رزق کریم سے استقبال کیا جاتا ہے، ان کے اجسام بھی تروتازہ ہوتے ہیں، کفن تک سلامت رہتے ہیں، ان کی ارواح بھی علیٰ علیین میں، چاہِ زم زم میں، جنتی پرندوں کے پوٹوں میں یا عرش اعظم کے کنگروں میں جلوہ گر ہوتی ہیں، ان کو عالم خلق کی سیر کا مکمل اختیار دیا جاتا ہے، وہ آن واحد میں مشرق ومغرب، شمال وجنوب کا چکر لگا سکتی ہیں، ایک لمحے میں ہزاروں مقامات پر حاضر وناظر ہو سکتی ہیں، انبیا کرام، شہدا عظام اور اولیا فخام کا تو کیا کہنا، یہ ساری کائنات ان کے کمالات کی جولانگاہ ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کی امداد کرتے ہیں، فریاد سنتے ہیں، زمان ومکان کی قید سے آزاد ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی "حیات طیبہ" کا ان سے وعدہ فرمایا تھا، سو وہ اس کی لذتوں سے شادکام ہوتے ہیں، یاد رہے کہ عذاب قبر اور ثواب قبر کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر آیات اور احادیث کے دلائل قائم ہیں، اس کا انکار گمراہی ہے، اب اگر انسان برزخ میں "جماد محض" ہو کر رہ جائے تو عذاب وثواب کا کیا فائدہ؟ اس صورت میں تو یہ عقیدہ ہی باطل ہو جاتا ہے، اور سینکڑوں نصوص کی تردید لازم آتی ہے، حضرت شیخ ابن باز نجدی اور ان کی ذریت نے معتزلہ کے نقش قدم پر چل کر اہل قبور کو جماد اور لاشی سمجھا ہے، چنانچہ وہ جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں کھڑے ہو کر اصحاب واہل بیت کے بارے میں یہ گستاخانہ الفاظ ادا کرتے نظر آتے ہیں، کاش ان کو معلوم ہوتا کہ وہ مقدس مآب افراد اپنی

Marfat.com

قبروں میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں، جو اس حیات دنیوی سے زیادہ حسین اور عظیم ہے، نجدی علمانے حیات برزخی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہر جگہ ٹھوکر کھائی ہے، اور اہل برزخ کیساتھ رابطہ کرنے، ان سے مخاطب ہونے، ان سے فریاد کرنے، ان کی امداد چاہنے اور ان کے لطف وکرم کی امید رکھنے کو شرک اکبر قرار دیا ہے، اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر قلم اٹھایا جائے اور اس کی حقانیت کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل جمع کئے جائیں تاکہ التباس دور ہو جائے اور اوہام کے بادل کافور ہو جائیں۔

......قرآن پاک کا فیصلہ......

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح طور پر فرمایا ہے،

۞......كيف تكفرون بالله و كنتم امواتاً فاحياكم ثم يميتكم ثم يحيكم ثم اليه ترجعون ○ کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمھیں مارے گا، پھر تمھیں زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے،(سورۃ البقرہ:۲۸)

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،''یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں' پہلی یہ کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بیان مقصود ہے تو پھر موت کا ذکر کیوں کیا، اس کا جواب تو یہ ہے کہ کیونکہ یہ موت انسان کو فانی زندگی سے نکال کر ابدی اور دائمی زندگی کی طرف لے جاتی ہے، تو یہ موت ہزار نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔

دوسری قابل غور چیز یہ ہے کہ یہاں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے، اگر قبر کی زندگی مانی جائے تو تین زندگیاں اور تین موتیں لازم آئیں گی، اور یہ آیت کے خلاف ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ﴿ثم يميتكم﴾ سے قبر کی زندگی مراد ہے، کیونکہ اس کے بعد

Marfat.com

ارشاد ہے، ﴿ ثم الیه ترجعون ﴾ پھر تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، یہاں ثم کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تعقیب اور تاخیر کیلئے آتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اس زندہ ہونے کے بعد ہوگا لیکن اس کے بعد فوراً نہیں بلکہ دیر کے بعد، اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب کہ قبر کی زندگی کو تسلیم کیا جائے، اگر کہا جائے کہ ﴿ ثم یمیتکم ﴾ سے مراد حشر کی زندگی ہے تو پھر ثم کے استعمال کا محل معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ جب قبروں سے اہل قبور اٹھائے جائیں گے تو فوراً بارگاہ الٰہی میں پہنچیں گے، کسی ٹال مٹول یا تاخیر کی اجازت نہیں ہوگی، (ضیاالقرآن ۱/۴۴) ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے،

۞......حتی اذا جاء احدهم الموت .... ومن وراء هم برزخ الی یوم یبعثون ○ یہاں تک کہ جب کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے رب مجھے واپس پھیر دے، شاید اب میں بھلائی کماؤں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ہوں یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے، اور ان کے آگے ایک برزخ (آڑ) ہے، اس دن تک جسمیں اٹھائے جائیں گے، (سورۃ المومن:۹۹)

حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بعض مفسرین نے کہا ہے کہ برزخ موت سے وقت بعثت تک کی مدت کو کہتے ہیں" (خزائن العرفان ص ۴۵۱) بعض حضرات جب حیات برزخی کا انکار کرتے ہیں تو کہتے ہیں قبروں میں کیا رکھا ہے، وہاں انسان کی ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہوکر مٹی میں تحلیل ہوچکی ہوتی ہیں، جواباً عرض ہے کہ جہاں تک انبیا، شہدا، علما اور اولیا کا تعلق ہے تو ان کے اجسام مبارکہ قبروں میں محفوظ ہوتے ہیں، اس حقیقت پر ہزاروں آثار اور شواہد موجود ہیں، گنہگاروں، کافروں اور منافقوں کے اجسام مٹی میں تحلیل ہو جائیں تو بھی ان کیلئے حیات برزخی ثابت رہتی

Marfat.com

ہے۔ حضرت امام ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

”حق یہ ہے کہ جس مردے کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اس کے اندر اتنی زندگی رکھ دی جاتی ہے کہ وہ الم کا احساس کرے، یہاں تک کہ اگر اس کے اجزا اس طرح بکھر گئے کہ باہم امتیاز نہ رہا بلکہ مٹی میں خلط ملط ہو گئے، پھر اسے عذاب دیا گیا تو ان ہی اجزا میں زندگی رکھ دی جاتی ہے جو نظر نہیں آتے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس پر ضرور قادر ہے“ (فتح القدیر ۴/۴۶۰)

عذاب قبر برحق ہے اور یہ اسی صورت میں برحق ہو سکتا ہے کہ صاحب قبر زندہ ہو، شعور رکھتا ہو اور درد و الم کو محسوس کرتا ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

۞ ......النار یعرضون علیها و یوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب، وہ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور قیامت کے دن فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں ڈالنے کا حکم ہوگا، (سورۃ المومن: ۴۶)

ذرا غور کیا جائے کہ قیامت سے پہلے آل فرعون کو صبح و شام آگ کے عذاب سے دو چار کرنا عذاب قبر کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے، اور اگر ان میں عذاب محسوس کرنے کیلئے حیات نہیں تو عذاب کا کیا مقصد ہے، حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح و شام پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو اسکو جنت کا مقام اور جہنمی ہے تو جہنم کا مقام دکھایا جاتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ خدا تجھے قیامت کے دن اس کی طرف بھیجے، (موطا مالک ۱/۲۴۱، بخاری، مسلم، ترمذی، سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

......رسول پاک ﷺ کا فیصلہ......

حضور رہبر ثقلین، مرشد دارین، سرور کونین ﷺ نے اپنے بہت سے ارشادات میں حیات برزخی کی حقانیت پر گفتگو فرمائی ہے، ان ارشادات نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ موت وارد ہونے کے بعد انسان کی روح اور جسم کا رابطہ برقرار رہتا ہے، اسی کا نام حیات حقیقی ہے، جو اسے عالم برزخ میں بھی نصیب ہوتی ہے۔ [ا] بقولِ اقبالؔ

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی
موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقش حیات
عام یوں اسکو نہ کر دیتا نظام کائنات
جو ہرِ انسان عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے
زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو یہ وہ گوہر نہیں
مختلف ہر منزل ہستی کی رسم و راہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولانگاہ ہے

[ا] حیات کی دو قسمیں ہیں، حیات عادی اور حیات حقیقی، روح کا جسم میں رہنا حیات عادی ہے، اور جب اسے نکال لیا جاتا ہے تو گویا انسان پر موت وارد ہو جاتی ہے، لیکن اس سے اسکی حیات حقیقی میں کوئی فرق نہیں آتا، اس کی سماعت و بصارت، احساس و ادراک اور اختیار و تصرف سب کچھ برقرار رہتا ہے، حیات عادی پر موت کے وارد ہونے کی وجہ سے انسان کو مردہ یا میت کہا گیا ہے، حیات حقیقی کے ساتھ وہ زندہ ہے۔

Marfat.com

ارشادات مصطفےٰ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ موت کا معنیٰ عدم محض نہیں، بلکہ اس کا مطلب ہے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا، محبوب حقیقی سے ملاقات ہونا اور جہان دنیا سے عالم آخرت کی طرف انتقال کرنا، ان معارف کو سمجھنے کیلئے درجہ ذیل احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیجئے اور ایمان وعرفان کو نور علیٰ نور کیجئے،

﴿۱﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب جنازہ رکھا جاتا ہے، اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے، مجھے آگے بڑھاؤ، اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ ہائے تباہی، کہاں لے جاتے ہو، انسان کے سوا اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے، اور اگر انسان بھی سن لے تو بے ہوش ہو جائے، (صحیح بخاری ۱/۱۷۶، صحیح مسلم)

﴿۲﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک مرنے والا غسل دینے والے، کفن پہنانے والے اور قبر میں تارنے والے کو جانتا ہے، (مسند احمد ۳/۳)

﴿۳﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿الدنیا سجن المومن و جنة الکافر فاذا مات المومن یخلی سربه یسرح حیث شاء﴾ یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے، جب مومن وصال کر جاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ وہ جہاں چاہے سیر و سیاحت کرے، (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/ ۳۵۵) ایک روایت کے الفاظ ہیں، مومن کی روح جب نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قید خانہ سے آزاد ہو کر زمین میں گشت کرتا ہے، (کتاب الزہد ص ۲۱۱)

﴿۴﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مرنے والا، غسل دینے والے کو پہچانتا ہے، اور اٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے، اگر اسے روح و ریحان اور جنت نعیم کی بشارت ملے تو قسم دیتا ہے کہ مجھے وہاں لے چل، اور اگر گرم پانی اور

Marfat.com

دہکتی ہوئی آگ کی اطلاع ہوتی ہے تو قسم دیتا ہے کہ مجھے روکے رکھ، (شرح الصدور ص ۳۹)

﴿۵﴾ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تو فرمایا، ﴿لا تؤذ صاحب هذا القبر﴾ اس قبر والے انسان کو تکلیف نہ پہنچا، (مسند احمد، مشکوٰۃ ص ۱۴۹)

﴿۶﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو انسان اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر جاتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے، اس کی وجہ سے قبر والے کا دل خوش ہوتا ہے، وہ اس کا جواب دیتا ہے جب تک وہ وہاں سے اٹھے (کتاب القبور ص ۸۴)

﴿۷﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ﴿كسر عظم الميت واذاه ككسره حيا﴾ مرنے والے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے تکلیف پہنچانا ایسے ہی ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑی جائے (اور اسے تکلیف پہنچائی جائے)، (مسند احمد ۲/۱۰۵)

﴿۸﴾ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مرنے والے کو اچھا کفن دو، اسے چیخ کر رونے، اسکی وصیت میں دیر کرنے اور قطع رحمی کی وجہ سے اذیت نہ دو، اس کا قرض جلدی ادا کرو اور اسے برے ہمسائے سے دور رکھو، (الفردوس ۱/۹۸)

﴿۹﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے، اگر وہ اسے دنیا میں جانتا تھا تو اب بھی جانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، (شرح الصدور ص ۸۴)

﴿۱۰﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص کسی شناسا آدمی کی قبر سے گزرتا ہے اور وہ اس کو سلام کرتا ہے تو وہ قبر والا بھی اسے جانتا ہے اور اسکے سلام کا جواب دیتا ہے، اور اگر کسی نا آشنا آدمی کی قبر سے گزرتا ہے اور سلام کرتا

Marfat.com

ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، (شعب الایمان ۷/۱۷)

﴿۱۱﴾ حضرت عبد اللہ بن ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے شہدا کرام کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی، یا اللہ، تیرا بندہ اور تیرا برگزیدہ پیغمبر یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو آدمی بھی ان کی زیارت کو آئے گا اور انکو سلام کرے گا تو یہ اس کا جواب دیں گے، (المستدرک ۳/۲۰)

﴿۱۲﴾ حضرت محمد بن واسع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حدیث پہنچی ہے، ﴿ان الموتیٰ یعلمون بزوارھم یوم الجمعۃ ویوماً قبلہٗ و یوماً بعدہٗ﴾ بے شک مرنے والے جمعہ کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس کے بعد اپنے زائروں کو جانتے ہیں، (شعب الایمان ۷/۱۸)

﴿۱۳﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ﴿ان المیت اذا وضع فی قبرہٖ انہ، یسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا﴾ بیشک مرنے والا قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ دفن کر کے پلٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے، (صحیح بخاری، مسلم ۲/۳۸۶)

﴿۱۴﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مرنے والا لوگوں کے جوتوں کا کھڑاک بھی سنتا ہے جب وہ اسے دفن کر کے چلے جاتے ہیں، (مسند احمد ۴/۲۹۶) یہ حدیث مبارک مختلف الفاظ کے ساتھ ابو داؤد، نسائی، طبرانی، بیہقی اور سیوطی نے بھی روایت فرمائی ہے اور اس کی اسناد کو ثقہ قرار دیا ہے،

﴿۱۵﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، ہم ایک جنازہ میں حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھے، جب اس کی تدفین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا، اب وہ تمہارے جوتوں کی آواز تک سن رہا ہے، (طبرانی فی الاوسط ص ۵۴)

Marfat.com

﴿۱۶﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بدر کے کنویں پر تشریف لے گئے جس میں کفار مکہ کی لاشیں پڑی تھیں، آپ نے ان سے خطاب فرمایا، ﴿وجد تم ما وعد ربکم حقاً﴾ تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا ہوتا ہوا پالیا، کسی نے کہا کہ حضور آپ مردوں سے مخاطب ہیں، آپ نے فرمایا، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دیتے، (صحیح بخاری ۱/۱۸۳)

﴿۱۷﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ہمیں کفار بدر کے مرنے کے مقامات دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں قتل ہوگا اور یہاں فلاں، پھر جہاں آپ نے بتایا وہاں ہی وہ قتل ہوئے، آپ کے حکم سے انکی لاشیں بدر کے کنویں میں پھینک دی گئیں، آپ وہاں تشریف لے گئے اور ایک ایک کافر کا نام لے کر فرمایا، اے فلاں کے بیٹے فلاں، تم نے اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کو برحق پالیا، میں نے تو اللہ کے وعدے کو برحق پا لیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسے جسموں سے کیونکر کلام فرما رہے ہیں جن میں روحیں موجود نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، تم میرے کلام کو ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن ان میں جواب دینے کی طاقت نہیں، (صحیح مسلم ۲/ ۳۸۷)

﴿۱۸﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ﴿یسمعون کما تسمعون ولکن لا یجیبون﴾ وہ سنتے ہیں جیسے تم سنتے ہو مگر وہ جواب نہیں دیتے، (فتح الباری ۷/ ۲۳۶)

﴿۱۹﴾ حضرت عبید بن مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، اس کا وصال ہوگیا، حضور نبی اقدس ﷺ اس کی قبر سے گزرے، آپ نے فرمایا، یہ کس کی قبر ہے، لوگوں نے عرض کیا، یہ ام محجن کی قبر ہے، آپ نے فرمایا، وہی خاتون جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں، لوگوں نے عرض کیا، ہاں، آپ ﷺ نے صف بنا کر نماز

Marfat.com

پڑھائی پھر اس خاتون کو خطاب کر کے پوچھا، تم نے کونسا عمل افضل پایا، لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ کیا وہ سنتی ہے؟ آپ نے فرمایا، تم اس سے زیادہ نہیں سنتے، پھر فرمایا، اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینا (سب سے افضل عمل ہے) (شرح الصدور ص ۴۰)

﴿۲۰﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے ارشاد فرمایا، ﴿حیثما مررت بقبر مشرك فبشرهٔ با لنار﴾ ،تو جہاں بھی کسی مشرک کی قبر سے گزرے، اس کو آگ کی بشارت سنانا، بعد میں وہ اعرابی مسلمان ہو گیا، وہ کہتا ہے کہ مجھے اس فرمان رسول نے مشقت میں ڈال دیا ہے، میں جس کافر کی قبر سے بھی گزرا تو اسے ضرور آگ کی بشارت سنائی، (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۴)

﴿۲۱﴾ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی مسلمان بھائی فوت ہو جائے اور تم اس کی قبر کی مٹی برابر کر چکو تو کوئی بھی آدمی اس کے سرہانے کھڑا ہو کر پکارے، اے فلاں ابن فلاں! وہ اس کی آواز سنے گا مگر جواب نہ دے گا، وہ دوبارہ اسی طرح پکارے تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا، پھر وہ تیسری بار پکارے تو اب وہ جواب دے گا، ہمیں حکم کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے، لیکن تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں، پھر وہ کہے کہ یاد کرو وہ عقیدہ کہ جس پر تو دنیا سے نکلا تھا، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفےٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد مصطفےٰ ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوا، منکر اور نکیر یہ بات سن کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کہیں گے، چلو اس کے پاس کیا بیٹھنا جس کو لوگ اس کی حجت بتا چکے ہیں، (معجم کبیر طبرانی ۸/۹۹)

﴿۲۲﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ مڑنے لگتے ہیں تو وہ جوتوں کی آہٹ سنتا ہے،

Marfat.com

دوفرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے کہتے ہیں، اس شخص محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اسے کہا جاتا ہے، دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ لے، اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت عطا فرمادی، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ انسان یہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے، کافر یا منافق کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں تو وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، اسے کہا جائے گا، نہ تو نے جانا اور نہ سمجھا، پھر لوہے کے ہتھوڑے اس کے کانوں کے درمیان مارے جاتے ہیں اور وہ چیختا ہے، اس چیخ کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں، (صحیح بخاری کتاب الجنائز)

﴿۲۳﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب دیا جارہا تھا، آپ نے فرمایا، ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن کسی خاص جرم سے نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر رکھ دیئے، لوگوں نے پوچھا، یارسول اللہ یہ کس مقصد کیلئے ہیں، فرمایا جب تک یہ سرسبز رہیں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے، (ایضا)

﴿۲۴﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مومن کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے، پھر وہ ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ کی گواہی دیتا ہے، پس یہی کچھ اللہ کا فرمانا ہے، ﴿یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و الاخرۃ﴾ (بخاری، کتاب الجنائز)

﴿۲۵﴾ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک دن رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے بعد نکلے، آپ ﷺ نے ایک آواز سنی تو فرمایا یہودیوں کو ان کی قبر میں

Marfat.com

عذاب دیا جا رہا ہے۔(ایضاً)

﴿۲۶﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک یہودی عورت نے میرے پاس آکر عذاب قبر کا ذکر کیا اور کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے، سیدہ نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا، ہاں عذاب قبر برحق ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اس کے بعد ہم نے آپ ﷺ کو ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے دیکھا۔(ایضاً)

﴿۲۷﴾ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے، ہم حضور ﷺ کے ہمراہ تھے، اچانک آپ کا خچر بدکا، قریب تھا کہ آپ کو گرا دیتا، ناگاہ وہاں پانچ چھ قبریں تھیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے، ایک شخص نے کہا، میں پہچانتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کب مرے تھے، اس نے عرض کیا، زمانہ شرک میں، تب آپ ﷺ نے فرمایا، یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب سے دو چار ہیں، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ اس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں، پھر ہماری طرف چہرہ کر کے فرمایا، دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، سب نے کہا، ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، فرمایا، قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، سب نے کہا، ہم قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا، کھلے اور چھپے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو، سب بولے کہ ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔(رواہ المسلم، مشکوٰۃ باب عذاب قبر)

﴿۲۸﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب میت دفن کی جاتی ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا، میت

Marfat.com

کہتی ہے، یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد مصطفےٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، تب وہ کہتے ہیں، ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا، پھر اس کی قبر میں ستر گز تک فراخی دی جاتی ہے اور اس کے لئے روشنی کردی جاتی ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے سوجا، وہ کہتا ہے، میں اپنے گھر جاؤں تا کہ انہیں خبر دوں تو وہ کہتے ہیں، ﴿نم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا احب اهله الیه﴾ سوجا، دلہن کی طرح جسے اس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا، تا آنکہ اللہ اسے اس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا۔ اگر مردہ منافق ہو تو کہتا ہے، میں نے لوگوں سے کچھ کہتے سنا تھا، اسی طرح میں بھی کہہ دیتا تھا، میں (ان کو) نہیں پہچانتا۔ تب وہ کہتے ہیں، ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہوجا، زمین اس قدر تنگ ہوجاتی ہے کہ مردے کی پسلیاں ادھر اُدھر ہوجاتی ہیں، پھر وہ قبر کے عذاب میں ہی رہتا ہے، تا آنکہ اللہ اسے اسکے ٹھکانے سے اٹھائے (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ باب عذاب قبر)

﴿۲۹﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دنیا سے مسلمان کا رخصت ہونا ایسے ہی ہے جیسے بچے کا اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آنا، جیسے اس غمناک اور تاریک جگہ سے دنیا کی کھلی فضا میں قدم رکھنا (نوادر الاصول ص ۷۵)

﴿۳۰﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مرنے والے کو جنازہ پر رکھ کر تین قدم چلتے ہیں تو وہ ایک کلام کرتا ہے، جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ جنھیں اللہ چاہے سب سنتے ہیں، وہ کہتا ہے، اے بھائیو، اے میرا جنازہ اٹھانے والو، تمھیں دنیا فریب میں مبتلا نہ کردے جس طرح اس نے مجھے مبتلا کردیا تھا، اور تم سے وہ کھیل نہ کھیلے جس طرح مجھ سے کھیلی تھی، اپنا ترکہ میں اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ چلا ہوں، جبکہ بدلہ دینے والا مجھ سے قیامت کے دن جھگڑا کرے گا اور میرا حساب لے گا، تم

Marfat.com

میرے ساتھ تو چل رہے ہو مگر مجھے اکیلئے چھوڑ آؤ گے، (کتاب القبور ص ۴۰)

﴿۳۱﴾ حضرت حبان بن ابی جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ شہدا کے لئے نہایت خوبصورت جسم اتارتا ہے، اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ اس میں داخل ہو جاؤ، پس وہ اپنے بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں، وہ کلام کرتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی گفتگو سن رہے ہیں وہ خود جو ان کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ لوگ بھی اس کو دیکھ رہے ہیں، یہاں تک کہ حورعین میں سے اس کی بیویاں آکر اسے لے جاتی ہیں، (شرح الصدور ص ۹۸)

﴿۳۲﴾ حضرت ابوعبداللہ بکر مزنی رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ تدفین میں جلدی کرنے سے مرنے والا بہت مسرور ہوتا ہے، (شرح الصدور ص ۴۰)

﴿۳۳﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، زندوں کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے، (مسند احمد ۲/ ۱۳۵) علما کرام کی ایک جماعت کا فرمان ہے کہ، یہاں عذاب کا یہ معنیٰ ہے کہ زندوں کے چیخنے چلانے سے مرنے والے کو صدمہ ہوتا ہے۔

﴿۳۴﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو وہ اس حال میں سلام بھیجتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح میری طرف لوٹائی ہوتی ہے، حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں، (ابوداؤد ا/ ۱۷۹، مسند احمد ۲/ ۲۷)

﴿۳۵﴾ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن لوگ بیہوش ہوں گے، سو اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا

Marfat.com

جاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا، ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، آپ کا جسم تو بوسیدہ ہو چکا ہوگا، آپ نے فرمایا، اللہ نے زمین پر انبیا کے اجسام کو حرام کر دیا ہے، (ابوداؤد ا/۱۵۰)، انبیا کرام کے طفیل شہدا علما اور اولیا کے اجسام بھی زمین پر حرام ہیں، مثلاً حضرت عمرو بن جموع اور عبدالرحمٰن احد میں شہید ہوئے تھے، سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھل گئیں تو چھیالیس سال بعد بھی جسم ترو تازہ تھے، امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ایک صاحب قبر کے پاؤں پر پھاوڑا لگ گیا تو خون بہنے لگا، (دلائل النبوۃ) کافی مدت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کیا گیا تو بالکل ہی ترو تازہ تھا، (عشرہ مبشرہ: ۲۴۵)

﴿۳۶﴾ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، خواہ وہ کہیں بھی ہو، ہم نے عرض کیا، آپ کی وفات کے بعد بھی، آپ ﷺ نے فرمایا، میری وفات کے بعد بھی، بے شک اللہ نے انبیا کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے، (جلا الافہام لابن قیم ص ۶۳)، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی حافظ قرآن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے جسم کو نہ کھانا، زمین کہتی ہے، الٰہی میں کیسے کھا سکتی ہوں اُس میں تیرا کلام ہے، (شرح الصدور: ۳۱۳) حدیث مبارک ہے، ثواب کے لئے اذان پڑھنے والے مؤذن کی قبر میں بھی کیڑے نہیں پڑتے، (ایضاً)

﴿۳۷﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے، کیونکہ مجھ پر آسماں سے وحی اترتی ہے، اور میں تم کو حلال اور حرام کی خبر دیتا ہوں، میری وفات بھی تمہارے لئے خیر ہے، کیونکہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، نیک اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو تمہارے گناہ ہوتے ہیں، ان کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی التجا کرتا ہوں، (الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۱۰)

Marfat.com

﴿۳۸﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے رہتے ہیں، وہ میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں، میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے، کہ تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لئے حدیث بیان کی جاتی ہے، اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، میں تمہارا نیک عمل دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور تمہارا برا عمل دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں، (مجمع الزوائد ۹/۲۴)

﴿۳۹﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انبیا کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں، (حیاۃ الانبیا: ۱۷)

﴿۴۰﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا، وہ ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، (رواہ مسلم، القول البدیع ص ۱۶۸)

......اشارات......

ان چالیس احادیث مبارکہ اور ان جیسے اور بھی بہت سے ارشادات نبویہ سے معلوم ہوتا ہے،

- ......موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد بھی انسان کی عقل اور ہوش بدستور قائم رہتا ہے،
- ......اپنی منازلِ جنت کو دیکھتا ہے، اپنے مقاماتِ دوزخ کو مشاہدہ کرتا ہے،
- ......نیک ہمسائے سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور بُرے ہمسائے سے اذیت محسوس کرتا ہے، صدقات وحسنات کا منتظر رہتا ہے، اپنے عزیزوں کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہے،
- ......اپنی قبر پر آنے والے زائر کو جانتا اور پہچانتا ہے، اس کی آواز کو سنتا ہے اور اسکے سوال کا جواب دیتا ہے، قبر میں نماز پڑھتا ہے، قرآن کی تلاوت کرتا ہے،
- ......انبیا کرام کی تو عظیم شان ہے، وہ اپنے مزارات میں حسی، جسمانی اور دنیوی حیات

Marfat.com

کے ساتھ زندہ ہیں، کائنات کی سیاحت فرماتے ہیں، غلاموں کی امداد کرتے ہیں، منگتوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، ان کے اچھے اعمال پر خوش ہوتے ہیں،

......انبیا کرام کے صدقے حضرات اولیا، علما اور شہدا بھی حسین وجمیل زندگی حاصل کرتے ہیں، سب کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں،

......انسان قبر میں رہ کر بھی اپنے اہل خانہ کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے،

......موت کے بعد روح کی صفات اور افعال باقی رہتے ہیں، روح کو فنا نہیں ہوتی بلکہ موت کے بعد وہ اور صاف اور تیز ہو جاتی ہے۔

......صحابہ کرام کا فیصلہ......

قرآن اور حدیث کو جس طرح صحبتِ مصطفےٰ سے مستفیض ہونے والے عظیم حضرات نے سمجھا ہے، کسی اور کا فہم وادراک ان کے مقابلے میں کچھ نہیں، آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حیات برزخی کے حوالے سے کیا فیصلے صادر فرمائے ہیں،

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے، میری ذات پر زیادہ درود پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر انور پر متعین فرمایا ہے، جب کوئی امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے، یا محمد مصطفےٰ! فلاں ابن فلاں نے اس وقت آپ پر درود پڑھا ہے، (مسند الفردوس، کنز العمال ۱/۴۹۴، زرقانی ۵/ ۳۳۵)

حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس فرشتے کو اتنی قوت عطا کی گئی ہے کہ کائنات کے تمام جنوں اور انسانوں اور تمام مخلوق کے منہ سے جو بھی لفظ نکلتا ہے، وہ اسے سماعت کرتا ہے، (زرقانی ۵/۳۳۶) حضرت امام عبد الروف مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو تمام انسانوں اور جنوں اور ان کے سوا تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی

Marfat.com

ہے، (فیض القدیر ۲/۴۸۳) بلکہ ایک حدیث مبارک کے الفاظ ہیں" اسماع الخلائق کلھا" وہ تمام مخلوقات کی آواز کو سنتا ہے، (التاریخ الکبیر ۶/۴۱۶) اب ذرا تصور کیجئے کہ اگر ایک فرشتے کی شان سماعت کا یہ حال ہے تو خود محبوب اعظم ﷺ کی شان سماعت کا کیا حال ہوگا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اپنے مزار اقدس میں زندہ ہیں، آپ کو صیغۂ خطاب سے یاد کرنا شرک نہیں، ایک مقدس فرشتے کی سنت ہے۔ یہ تمام عقیدے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث مبارک سے ثابت ہوئے۔

﴿۲﴾ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بقیع کے قبرستان سے گزرے اور فرمایا، اے قبر والو! تم پر سلام ہو، ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے ہیں، تمہارے گھروں میں اور لوگ رہنے لگے ہیں، تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں، اس پر کسی (صاحب قبر) نے جواب دیا، اے عمر بن خطاب! ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ ہم نے جو عمل کیے تھے، یہاں وصول کئے ہیں، جو کچھ راہ خدا میں خرچ کیا تھا اس کا نفع اٹھایا ہے، اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہے، وہ سب کا سب رائیگاں چلا گیا ہے، (شرح الصدور بحوالہ کتاب القبور ص ۸۷) آپ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے جو خوف خدا کی وجہ سے انتقال کر گیا تھا، آپ نے اس سے پوچھا، اے فلاں! جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں، نوجوان نے قبر سے آواز دی، اے عمر! میرے رب نے مجھے دو مرتبہ جنت عطا کی ہے، (کنز العمال ۲/۱۵۱۷) آپ فرماتے ہیں اپنے مردوں کے پاس بیٹھ کر خدا کی یاد دلاؤ کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے، (شرح الصدور: ۸۰)

﴿۳﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازے کے ہمراہ قبرستان پہنچے تو ایک مردہ دفن کیا جا رہا تھا، آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا مانگو کیونکہ اس سے اب سوال کیا جائے گا، (ابوداؤد، حاکم، بیہقی، شرح الصدور ص ۱۲۶) ابن

Marfat.com

عسا کر نے مطرف سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیر المومنین، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، وہ فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کی، انہوں نے دریافت کیا کہ کونسا دین بہتر ہے، فرمایا دین قیم، (شرح الصدور ص ۲۶۵) حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں کثیر بن صلت سے روایت کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر شہادت کی رات غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ فرما رہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کرو گے، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے، چنانچہ آپ جمعہ کے روز بہ حالت روزہ شہید کر دیئے گئے اور آپ کا خواب بالکل سچا ہوا، (ایضاً ص ۲۵۹)

﴿۴﴾ حضرت سعید ابن میسّب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقابر مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا، اے اہل قبور، تم پر سلامتی ہو، تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں خبر دیں، میں نے ایک آواز سنی، کسی صاحب قبر نے سلام کا جواب دے کر عرض کیا، اے امیر المومنین، آپ بتائیں کہ ہمارے بعد کیا گزری، آپ نے فرمایا، تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے، تمہارے مال تقسیم ہو گئے، اولاد یتیم ہو گئی، تمہارے گھروں میں دشمن رہنے لگے، یہ ہماری خبریں ہیں، اب تم بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے، ایک صاحب قبر نے جواب دیا، کفن پھٹ گئے، بال جھڑ گئے، کھالوں کے پرزے ہو گئے، آنکھوں کے ڈھیلے گالوں تک آ گئے، نتھنوں سے گندا پانی جاری ہے، جو آگے بھیجا تھا اس کا فائدہ ہوا، اور جو پیچھے چھوڑا، اس کا خسارہ ہے، ہم اپنے اعمال میں گرفتار ہیں'' (شرح الصدور، بحوالہ ابن عساکر ص ۸۷)

﴿۵﴾ امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر درد کی زیادتی

Marfat.com

ہوئی تو ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا، اے ابو محمد! یہ گھبراہٹ کیسی، یہ تو صرف اتنی سی بات ہے کہ تمہاری روح جدا ہو رہی ہے، اب تم اپنے باپ علی، ماں فاطمہ، دادا نبی کریم ﷺ، دادی خدیجہ اور چچا حمزہ و جعفر اور ماموں قاسم، طیب طاہر اور ابراہیم اور خالہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہم سے ملنے والے ہو، یہ سن کر ان کی تکلیف دور ہوگئی، (شرح الصدور بحوالہ ابن عساکر ص ۹۶)

﴿۶﴾ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، منہال بن عمرو نے کہا کہ میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کو لے جاتے ہوئے دیکھا، سر انور کے سامنے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا، جب وہ آیت پر پہنچا کہ ام حسبت ان اصحاب الکہف و الرقیم کانوا من ایتنا عجبا اللہ تعالیٰ نے سر انور کو قوت گویائی عطا فرمائی، وہ بزبان فصیح بولا اعجب من اصحاب الکہف قتلی و حملی یعنی میرا قتل کیا جانا اور نیزے پر اٹھایا جانا اصحاب کہف سے بھی زیادہ عجیب نشانی ہے، (شرح الصدور ص ۲۰۲)

﴿۷﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ میں حضور انور ﷺ کے مزار اقدس والے گھر یونہی حجاب کے بغیر چلی جاتی اور دل میں کہتی کہ وہاں کون ہے، ایک میرا شوہر ذی وقار ہے اور دوسرا میرا والد بزرگوار ہے، جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو اللہ کی قسم میں ان سے شرم کے باعث اپنا حجاب اوڑھ کر داخل ہوتی، (مشکوۃ باب زیارۃ القبور، مستدرک ۴/۷) یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ اور فیصلہ ہے کہ اہل قبور زیارت کے لئے آنے والوں کو پہچانتے ہیں، نیز ان سے ایسے ہی پردہ کرنا چاہئے، جس طرح عام زندہ لوگوں سے پردہ کیا جاتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک فوت شدہ عورت کے سر میں زور سے کنگھی کی جاتی ہے، آپ نے فرمایا، کس لئے اپنے مردے کے بال کھینچتے ہو، (کتاب الآثار ص ۴۶)

Marfat.com

﴿۸﴾ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما آپس میں ملے تو ایک نے دوسرے سے فرمایا، اگر آپ مجھ سے پہلے وصال کر جائیں تو مجھے اطلاع دیں کہ وہاں کیا کچھ پیش آیا، دوسرے نے سوال کیا کہ کیا زندہ لوگ اور مردہ لوگ بھی آپس میں ملتے ہیں، فرمایا، ہاں، اہل ایمان کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور ان کو اختیار عطا کیا جاتا ہے کہ وہ جہاں چاہیں، سیر کریں، (شعب الایمان ۲/۱۲۱)

﴿۹﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، مومن کی روح نہیں نکلتی، جب تک بشارت نہ دیکھ لے، جب وہ نکلتی ہے تو ایسی آواز میں پکارتی ہے جسے جنوں اور انسانوں کے سوا گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے، (وہ کہتی ہے) مجھے سب سے زیادہ رحم کرنے والے کے پاس لے چلو، پھر جب اسے جنازے پر رکھتے ہیں تو کہتی ہے، تم چلنے میں کتنی دیر لگا رہے ہو، (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/۳۲۸)

﴿۱۰﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں قبرستان میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا اور بازار میں بیٹھنا ایک جیسا سمجھتا ہوں کہ لوگ دیکھتے ہیں، (یعنی جس طرح بازار کے لوگ دیکھتے ہیں، اسی طرح مزار کے لوگ بھی دیکھتے ہیں، (ایضا ۳/۳۳۹)

﴿۱۱﴾ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب مجھے قبر میں دفنا چکو تو آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اسکا گوشت تقسیم کیا جائے، یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور سمجھ لوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں، (صحیح مسلم ۱/۷٦)

﴿۱۲﴾ حضرت ابو الربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک ہوا، کسی کے چلانے کی آواز سنی تو آپ نے کسی کو بھیج کر اسے

Marfat.com

خاموش کرادیا، میں نے عرض کیا کہ آپ نے اسے کیوں خاموش کرایا ہے، فرمایا، اس سے مرنے والے کو تکلیف ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ قبر میں چلا جائے، (مسند احمد ۲/ ۱۳۵)

﴿۱۳﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مومن کو موت کے بعد تکلیف دینی ایسے ہی ہے جیسے اس کی زندگی میں تکلیف دی، (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۶۷)، آپ رضی اللہ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا، جس طرح میں مومن کو اس کی زندگی میں تکلیف دینا برا خیال کرتا ہوں اسی طرح اس کی موت کے بعد اس کو تکلیف دینا برا سمجھتا ہوں، (شرح الصدور ص ۱۲۶)

﴿۱۴﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میت کو جلد اس کے گڑھے کی طرف لے جاؤ کیونکہ وہی اس کا ٹھکانہ ہے، تا کہ اس میں جا کر وہ اچھائی یا برائی کو دیکھ لے، (شرح الصدور بحوالہ کتاب القبور، ص ۹۹).

﴿۱۵﴾ امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک صحابی نے کسی قبر پر خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے، انہوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورہ ملک کی تلاوت کر رہا ہے، جب وہ سورہ ملک پڑھ چکا تو صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا، یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی سورت ہے، (شرح الصدور ص ۱۸۰)

﴿۱۶﴾ حضرت انس بن مالک، رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور علا بن حضرمی کو کمانڈر مقرر کیا۔ میں نے بھی اس جنگ میں شرکت کی، جب ہم واپس ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کو دفن کر دیا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی، پھینک دیتی ہے، ایک دو میل کے فاصلے پر دفن کرو تو اچھا ہے، ہم نے ان کو نکالنا شروع کر دیا، جب لحد تک

Marfat.com

پہنچے تو وہ وہاں نہیں تھے اور قبر حد نگاہ تک وسیع تھی اور تمام قبر انور نور سے منور تھی، ہم نے مٹی اسی طرح ڈال دی اور واپس آ گئے، (شرح الصدور ص ۱۸۶، بحوالہ دلائل النبوۃ) ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ولید کے زمانے میں دیوار گری تو لوگ بتانے لگے کہ ایک پاؤں نظر آیا تو لوگ ڈر گئے اور سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک ہے، پھر ان سے عروہ نے کہا کہ بخدا یہ حضرت عمر کا پاؤں ہے، (بخاری کتاب الجنائز) معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے اجسام قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، یہ ان کی حیات حقیقی کی دلیل ہے،

﴿۱۷﴾ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اس ذات کریم کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جو آدمی قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ذرا بھی رغبت رکھے گا، اگر وہ دجال کا زمانہ پائے گا تو اس پر ایمان لائے گا، ورنہ وہ اس پر قبر میں ایمان لائے گا، (ایضاً ص ۱۵۱) قبر میں دجال پر ایمان لانے کیلئے، اس صاحب قبر کا زندہ ہونا ضروری ہے،

﴿......دیگر صالحین امت کا فیصلہ......﴾

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد دیگر صالحین امت کا مقام ہے۔ حیات برزخی کے اثبات پر ان کے ارشادات اور واقعات ملاحظہ کیجئے اور اندازہ لگائیے کہ وہ کس طرح اس عقیدے کی حقانیت پر متفق ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت راشد بن سعد، حضرت ضمرہ بن حبیب اور حضرت حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہم عظیم تابعی ہیں اور صحاح ستہ کے ثقہ راویوں میں شامل ہیں، ان سے روایت ہے جب میت پر مٹی ڈال کر قبر کو درست کر چکیں اور لوگ واپس جانے لگیں تو یہ مستحب ہے، کہ اس کی قبر کے قریب ٹھہر کر کہا جائے، اے فلاں، لا الہ الا اللہ کہو، یہ تین بار کہا جائے، اے فلاں اس

Marfat.com

عقیدے کا اعلان کرو کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں، (سنن سعید ابن منصور)

﴿۲﴾ حضرت عطاف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میری خالہ کا بیان ہے کہ میں قبور شہدا کی زیارت کیلئے گئی، میرے ساتھ دو لڑکے تھے، انہوں نے میری سواری کو پکڑ رکھا تھا، جب میں نے شہدا کو سلام کیا تو ان کا جواب سنائی دیا، واللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضاً اللہ کی قسم ہم تمہیں اس طرح پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں، یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں سواری پر بیٹھ کر واپس آ گئی، (مستدرک ۳/۲۹)

﴿۳﴾ حضرت ہاشم عمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی احد کی زیارت کے لئے گئے، جمعہ کا دن تھا، ابھی سورج نہ نکلا تھا، میں اپنے والد گرامی کے پیچھے تھا، انہوں نے اہل قبور کو سلام کیا تو جواب آیا، اے ابو عبداللہ تم پر سلامتی ہو، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جواب دیا ہے، میں نے عرض کیا، نہیں، انہوں نے دوسری اور پھر تیسری بار سلام عرض کیا تو جواب آیا، تم پر بھی سلامتی ہو، میرے والد گرامی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرنے لگے، (دلائل النبوۃ ۳/۳۰۹)

﴿۴﴾ مشہور تابعی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ اسے جنازہ کے ساتھ لے کر چلتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ سن لے، تیرے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے، (شرح الصدور ص ۴۰، بحوالہ کتاب المقبور)

﴿۵﴾ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے تو نماز صبح میں قنوت نہ پڑھی، لوگوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا، میں اس امام صاحب کے مزار کے سامنے کیسے قنوت پڑھوں حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں، (المیزان

Marfat.com

الکبریٰ ۱/۶۱) بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے نماز میں رفع یدین نہ فرمایا، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا، اس امام اجل رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یہ مناسب نہیں کہ ہم ان کے خلاف عمل کریں، (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱/۳۰) آپ کا فرمان ہے کہ بلاشبہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر انور کے پاس اللہ تعالیٰ سے حاجت کی دعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے، (تاریخ بغداد)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی تصریح سے معلوم ہوا کہ اہل قبور زندہ ہیں، زائرین کے اعمال اور احوال سے خبردار ہیں، زائرین کو ان کا اسی طرح ادب واحترام کرنا چاہئے جس طرح دنیا میں موجود بزرگ کا کیا جاتا ہے، نیز ان کے مزارات کا وسیلہ انسانی حاجتوں کو دور کردیتا ہے، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت کے مقبول ہیں، ایک بار آپ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا تو انہوں نے فرمایا، ابوحنیفہ، تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم میری سنت کو ظاہر کرو اور عزلت کا قصد ترک کردو، (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۶) آپ نے روضہ مصطفیٰ پر عرض کیا، اے رسولوں کے سردار آپ پر اسلام ہو تو جواب آیا، اے مسلمانوں کے امام تم پر بھی سلام ہو، (ایضاً) یہ تمام احوال ثابت کررہے ہیں کہ سلف صالحین کے نزدیک حیات برزخی کا اثبات ایک مسلمہ عقیدہ ہے، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قبر میں منکر نکیر کا سوال برحق ہے اور قبر میں بندے کی روح کا لوٹنا برحق ہے، (فقہ اکبر ص ۱۸)

﴿۶﴾ حضرت ابن ابی نجیح علیہ الرحمہ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے، صحاح ستہ کے راوی، اور اہل مکہ میں نامور عالم دین تھے، فرماتے ہیں، جب انسان رخصت ہوتا ہے تو اسکی روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ اپنے بدن کو دیکھتی ہے کہ اسے کس طرح نہلایا اور کفنایا جاتا ہے اور کس طرح لوگ اسے قبر کی طرف لے کر جاتے ہیں،

Marfat.com

﴿۷﴾ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور حالت پوچھی کہ منکر اور نکیر نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، فرمایا، جب انہوں نے آکر پوچھا کہ تیرا رب کون ہے تو میں نے جواب دیا، واپس تشریف لے جاؤ اور حق تعالیٰ سے کہو کہ باوجود اس قدر خلقت کے تو نے ایک کمزور عورت کو فراموش نہ کیا تو میں جس نے تمام کائنات میں تجھی کو عزیز رکھا، کیونکر بھول سکتی ہوں، تو خواہ مخواہ دوسروں کو بھیج کو مجھ سے پوچھتا ہے کہ تیرا رب کون ہے، محمد اسلم طوسی اور نعمی طرطوسی جنھوں نے جنگل میں تیس ہزار آدمیوں کو سیراب کیا تھا، رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی قبر پر آئے اور کہا، آپ کہا کرتی تھیں کہ میں دونوں جہانوں سے فارغ ہوگئی ہوں، اب آپ کی حالت کیا ہے، قبر سے آواز آئی، جو چیز میں نے دیکھی تھی اور اب دیکھ رہی ہوں وہ مجھے مبارک ہے، (تذکرۃ الاولیاص ۵۶)

﴿۸﴾ حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عتاب فرمایا، اور کہا کہ تو اس قدر مجھ سے ڈرتا تھا، کیا تجھے میرے رحم و کرم کی صفت معلوم نہیں تھی، ایک اور شخص نے خواب میں دیکھ کر یہی سوال کیا تو فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم سے مجھے بخش دیا، اور وہ ہر چیز پہنائی جو نہیں پہنی تھی، اور وہ ہر چیز کھلائی پلائی جو نہیں کھائی تھی، (تذکرۃ الاولیاص ۸۰)

﴿۹﴾ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ستر آدمیوں نے حضور خواجہ دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا محبوب دوست ذوالنون اس کے پاس پہنچ گیا ہے اور ہم اس کے استقبال کو آئے ہیں، آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کی پیشانی پر بخط سبز لکھا ہوا دیکھا، اللہ کے حبیب ہیں اور اس کی محبت میں فوت ہوئے ہیں، اللہ کے خلیل ہیں اور اس کے عشق کی تلوار سے فوت ہوئے ہیں، جب آپ کا

Marfat.com

جنازہ اٹھایا تو سورج نہایت تیزی کے ساتھ چمک رہا تھا، اسی وقت پرندوں کا ہجوم آ گیا جس نے پروں سے پر ملا کر آپ کے جنازے پر سایہ کر دیا، راہ میں جب آپ کا جنازہ لے کر جا رہے تھے تو موذن کی اذان سنائی دی، شہادت پر آپ نے انگلی اٹھائی تو لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر شور کیا کہ شاید آپ زندہ ہیں، چنانچہ جنازہ رکھ دیا گیا، آپ کی انگلی اسی طرح رہی، پوری کوشش کی گئی کہ انگلی کو نیچے کیا جائے مگر نہ ہوئی، چنانچہ آپ کو دفن کر دیا گیا، مصر کے لوگوں نے آپ کی یہ حالت شان دیکھی تو اپنی ناروا حرکات پر پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۳)

﴿۱۰﴾ حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا وصال ہوا تو آپ کے مرید ابو موسیٰ اس رات غائب تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ عرش کو سر پر اٹھائے ہوئے لا رہا ہوں، اس خواب سے بہت حیران ہوا، صبح اس خیال سے کہ خواب کا ذکر شیخ صاحب سے کروں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ انتقال کر چکے تھے، بہت سے لوگوں نے جب آپ کے جنازے کو اٹھایا تو میں نے کوشش کی کہ کسی طرح مجھے بھی جنازے کا ایک گوشہ مل جائے، مگر موقع نہ ملا، آخر میں جنازے کے نیچے ہو گیا، خواب مجھے بھول چکا تھا، اس وقت میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب نے فرمایا، یہ تمہارے رات کے خواب کی تعبیر ہے، منقول ہے کہ کسی مرید نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ منکر نکیر سے آپ نے کس طرح نجات پائی، فرمایا، انکے سوال پر میں نے کہا، اس سوال سے آپ کا مقصد پورا نہ ہوگا، آپ واپس جا کر اسی سے پوچھیں جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ میں اس کا کیا ہوں، جو کچھ وہ کہے گا، وہی میں ہوں گا، میرے کہنے سے وہ میرا رب نہ بنے گا، جب تک وہ نہ کہے کہ یہ میرا بندہ ہے، (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۴۲) بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تصوف کیا ہے، فرمایا، آرام کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لینا، (ایضاً)

Marfat.com

﴿۱۱﴾ حضرت ربیع بن سلیمان علیہ الرحمہ کہتے ہیں، میں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، آپ نے فرمایا، کرسی پر بٹھا کر زرو جواہر نثار کیے اور چند دینار کے بدلے میں ستر ہزار دے کر رحمت فرمائی۔ (ایضاً ص ۱۴۲)

حضرت محمد بن خزیمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا تو آپ نے فرمایا، مجھے بخش دیا اور میرے سر پر تاج رکھ کر فرمایا، جاؤ جنت میں چلے جاؤ کیونکہ تم نے تکلیف برداشت کی مگر قرآن کو مخلوق نہیں کہا، اس لئے اب تم ہمیشہ میرا کلام سنتے رہو گے، واللہ اعلم، ایک شخص نے حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا، میں زندان سے رہائی حاصل کر چکا ہوں، آپ کی وفات کے بعد غیب سے آواز آئی کہ داؤد طائی اپنے مقصد کو پہنچ گیا، اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا، (ایضاً ص ۱۴۷)

﴿۱۲﴾ ایک دن حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ بازار جا رہے تھے اور (نفلی) روزہ رکھا ہوا تھا، ایک ماشکی نے کہا "رحم اللــه من شرب" جو شخص پانی پیئے، اللہ اس پر رحم فرمائے۔" چنانچہ آپ نے پانی پی لیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ روزہ دار تھے، فرمایا، بے شک لیکن میں نے اس دعا کی طرف رغبت کی، آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا تو فرمایا، ایک ماشکی کی دعا کے طفیل بخش دیا، شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں آپ کو عرش الٰہی کے نیچے بے ہوش پڑے دیکھا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں، جواب ملا، خداوند ہی بہتر جانتا ہے، فرمایا، یہ معروف کرخی ہیں جو میری دوستی میں اس حد کو پہنچ گئے ہیں، کہ میرے دیدار کے بغیر ان کو ہوش اور آرام نہیں، (ایضاً ص ۱۶۷)

﴿۱۳﴾ حضرت خواجہ ابو تراب الحسنی علیہ الرحمہ کی وفات میدان بصرہ میں ہوئی، چاروں

Marfat.com

طرف جنگل تھا، آپ قبلہ رو کھڑے تھے، عصا ہاتھ میں تھا، پانی کا کوزہ سامنے رکھا، لب خشک تھے، آپ کی نعش کو وفات کے کئی سال بعد لوگوں نے اسی طرح سر وقد رو بقبلہ کھڑے دیکھا اور دفن کر دیا، لیکن اس اثنا میں کوئی درندہ آپ کی نعش کے نزدیک نہ آیا (تذکرۃ الاولیا ص ۱۷۸) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اجسام کو زمانے کے طوفان ہرگز نہیں بگاڑ سکتے، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام اور اصحاب کہف کی مثالیں بھی ہمارے سامنے موجود ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے، کاش کوئی سوچنے کی زحمت گوارا کرے۔

﴿۱۴﴾ حضرت خواجہ یوسف بن حسین علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو خواب میں لوگوں سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، کیونکہ میں نے اچھی باتوں کے ساتھ ہزلیات کو کبھی مخلوط نہیں کیا تھا، (ایضاً ص ۱۸۷) اسی طرح حضرت خواجہ منصور عمار علیہ الرحمہ وفات کے بعد ایک بزرگ کی خواب میں جلوہ فرما ہوئے تو اس نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، آپ نے فرمایا، مجھ سے پوچھا کہ تم ہی منصور عمار ہو، میں نے کہا، ہاں، فرمایا تم ہی لوگوں کو زہد کا حکم دیا کرتے اور خود اس پر عمل نہ کرتے تھے، میں نے عرض کیا، خداوندا ایسا ہی ہے، لیکن تیری حمد و ثنا اور تیرے رسول پر درود و سلام بھیجنے کے بغیر میں نے ایسا کبھی نہ کیا، فرمایا، تم سچ کہتے ہو، پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کیلئے کرسی بچھاؤ تا کہ آسمان پر ملائکہ کے درمیان میری حمد و ثنا بیان کریں، جیسے زمین پر آدمیوں میں بیان کیا کرتے تھے، (تذکرۃ الاولیا ص ۱۹۵)

﴿۱۵﴾ ایک آدمی نے حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ نکیرین کے سوال کا جواب آپ نے کیسے دیا، فرمایا، جب انہوں نے 'من ربک' کا سوال کیا تو میں ہنس دیا اور کہا، جس نے بادشاہ کو 'الست بربکم' کے جواب میں 'بلیٰ' کہا ہو وہ تمہاری

Marfat.com

ہیبت سے نہیں ڈرتا۔ اب تم پوچھنے آئے ہو کہ تیرا رب کون ہے، کسی اور بزرگ نے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت فرمائی اور میری تمام اطاعات کو بیکار کر دیا، ایک اور بزرگ سے فرمایا کہ سوائے ان دو رکعتوں کے جو میں آدھی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا تھا، کسی اطاعت نے فائدہ نہ دیا۔ حضرت خواجہ شبلی علیہ الرحمہ سے ایک دفعہ کسی نے اس وقت مسئلہ پوچھا جب وہ آپ کی قبر انور کے پاس کھڑے تھے، چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ بزرگوں کی حالت، حیات و وفات میں یکساں ہوتی ہے، مجھے ان کی قبر انور کے سامنے جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ میں ان کی حالت حیات میں بھی ان سے شرم کرتا تھا، (ایضاً ص ۲۱۰)

﴿۱۶﴾ حضرت خواجہ ابوالحسن بوشنگی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر ایک درویش نے دنیا طلب کی، رات کو اس درویش نے خواب میں آکر دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں، اے درویش ہماری قبر پر آکر دنیا طلب مت کرو، اگر دنیا اور اس کی نعمت کا طلبگار رہے گا تو کسی دنیادار کی قبر پر جا، اگر تو ہماری قبر پر آتا ہے تو دو جہانوں سے بے نیازی مانگ، (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۵۵)

﴿۱۷﴾ حضرت ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں ابتدا میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق مجھے کچھ غبار تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لا فتیٰ الا علی لیکن فتوت کی شرط یہ تھی کہ اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، خطا پر تھے اور آپ حق پر تھے لیکن اپنی فتوت کو مدنظر رکھ کر ان کو ان کے کام پر چھوڑ دینا چاہئے تھا، تاکہ جنگ میں مسلمانوں کا خون نہ بہتا، آخر ایک رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، دیکھا کہ آپ ﷺ کے چاروں صحابہ کرام ہمراہ تشریف لائے اور مجھ کو سینے سے لگایا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا، یہ کون ہیں، میں نے کہا حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا کہ کون ہیں، مجھ کو اس غبار کی وجہ سے جو آپ

Marfat.com

کی ذات بابرکات سے تھا، شرم آئی، پس آپ نے مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملایا اور معانقہ کرایا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آؤ ابوقبیس پر چلیں اور کعبہ کا نظارہ کریں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو خود کو ابوقبیس پر پایا اور جو کدورت میرے دل میں تھی، اب اس کا نام ونشان تک نہ تھا، (تذکرۃ الاولیا ص ۲۵۰)

﴿۱۸﴾ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ بہت باکمال بزرگ ہوئے ہیں، آپ کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے آپ کو خواب کے عالم میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، آپ نے فرمایا، اس نے میرا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں دے دیا، میں نے کہا، خداوند، مجھ کو اعمال نامے میں مشغول کرتا ہے، حالانکہ تو عمل سے پہلے ہی جانتا تھا کہ میں کیا کروں گا، میرا اعمال نامہ کراماً کاتبین کو دے دے، وہ پڑھیں اور مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں تیرے ساتھ محبت کروں، محمد بن حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بہت اندوہ گین ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بالکل نہ ڈرو، اگر میں تم سے پہلے مر جاؤں گا تو تمہارے مرنے کے وقت تمہارے پاس آؤں گا، چنانچہ ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ہمارے والد نے وفات کے وقت ''وعلیکم السلام'' کہا تو ہم نے پوچھا، آپ کس سے کلام کر رہے ہیں، انہوں نے فرمایا' حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ اپنے وعدے کے مطابق تشریف لائے ہیں اور چند جوانمردوں کے ہمراہ ہیں، یہ کہہ کر انہوں نے رحلت فرمائی، (تذکرۃ الاولیا، ص ۲۷۷)

﴿۱۹﴾ حضرت شیخ ابوالنصر سراج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو جنازہ میری قبر کے پاس سے گزرے گا، اس کی مغفرت ہوگی، چنانچہ اس غرض سے اہل طوس تمام جنازوں کو آپ کے مزار اقدس کے پاس لاتے اور پھر دفن کرتے۔ حضرت ابوالعباس قصاب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ مردہ نہیں، بلکہ تمہاری آنکھوں کا نصیب مردہ ہے، (تذکرۃ الاولیا: ۲۸۳)

Marfat.com

حضرت ابواسحاق الخواص علیہ الرحمہ سے خواب میں کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو آپ نے فرمایا، عبادت اور توکل کے باوجود میں طہارت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تھا، اسی وجہ سے خواب میں کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو آپ نے فرمایا، عبادت اور توکل کے باوجود میں طہارت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تھا، اسی وجہ سے عالی تر ہے، ندا کی گئی کہ یہ درجہ محض اس واسطے ملا کہ تم پاک ہو اور پاک لوگوں کی اس درگاہ میں قدر ہے، (ایضاً:۲۸۶)

﴿۲۰﴾ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمہ کے متعلق حضرت شیخ عبد الوہاب علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ان کے مزار اقدس میں ایک دریچہ کھل گیا، اور دو حوریں اندر داخل ہوئیں، انہوں نے سلام عرض کیا اور کہا، ہم آپ کی ملکیت ہیں، جس وقت حضرت کریم مطلق نے ہمیں تخلیق فرمایا ہے، ہم آپ کی خدمت کی منتظر ہیں، حضرت خواجہ نے فرمایا، میرا حضرت حق سبحانہ سے وعدہ ہے کہ جب تک میں اس کے بے چون و بے چگون دیدار سے مشرف نہ ہو جاؤں اور تمام لوگوں کہ جو مجھ سے پیوستہ ہیں اور جنہوں نے مجھ سے کوئی کلمہ حق سنا ہے، اور اس پر عمل کیا ہے، کی شفاعت نہ کرالوں، کسی چیز اور کسی شخص کی طرف ہرگز مشغول نہ ہوں گا، (انیس الطالبین:۲۸۰) ایک دانشمند نے نقل کیا کہ جس وقت حضرت خواجہ نقشبند کا انتقال ہوا، میں ولایت کش میں تھا، میں نے خود سے کہا کہ دوبارہ مدرسہ میں چلا جاؤں، اسی شام آپ خواب میں آئے اور یہ آیت پڑھی افامن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم، اور فرمایا، زید بن حارثہ نے کہا ہے، میں خواب سے بیدار ہوا تو آپ کے اشارے کو سمجھ گیا کہ آپ اب بھی عنایت فرمائیں گے، لیکن جو آپ نے فرمایا، زید بن حارثہ نے کہا ہے، اس جملے کا مطلب معلوم نہ کیا، پھر جلدی ہی آپ خواب میں آئے اور فرمایا "زید بن حارثہ نے کہا ہے کہ دین تو ایک ہی ہے" آپ کا یہ اشارہ میرے

Marfat.com

دل میں رہتا تھا، یہ خواب آپ کی حقانیت کی دلیل ہے کہ حضرت حق کے بندے حیات و ممات میں راہ راست پر دلالت کرتے ہیں اور جو کچھ دکھاتے ہیں وہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ اور سلف صالح کی سیرتوں سے ثابت ہوتا ہے، (ایضاً:۲۸۱)

﴿۲۱﴾ حضرت عبد الاعلیٰ بن عدی رضی اللہ عنہ حضرت بلال خزاعی رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کرنے آئے اور کہا، حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں میرا اسلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو اپنے حالات سے آگاہ کر دینا، پھر ان کا انتقال ہو گیا، ان کے خاندان کی ایک عورت نے ان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا، میری بیٹی! تو جلد ہی میرے پاس آنے والی ہے اور تو عبد الاعلیٰ سے کہہ دے کہ میں نے ان کا سلام بارگاہ نبوت میں پہنچا دیا ہے، (کتاب القبور، ابن ابی الدنیا)

﴿۲۲﴾ حضرت اصبح علیہ الرحمہ نے حضرت سلمہ بن کہیل علیہ الرحمہ سے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائے، وہ خواب میں دوسرے کو اپنے خیالات سے مطلع کرے، حضرت سلمہ ان سے پہلے انتقال کر گئے، ان کے ساتھ خواب میں ملاقات ہوئی تو پوچھا، تم نے اپنے رب کو کیسا پایا، انہوں نے جواب دیا، بہت ہی مہربان پایا، پوچھا کہ معاملہ کیسا رہا، انہوں نے جواب دیا، آسان پایا مگر کوئی بھروسے پر نہ رہے، (تاریخ ابن عساکر، شرح الصدور:۲۶۴)

﴿۲۳﴾ حضرت محمد بن نصر حارثی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مسلمہ بن عبد الملک نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیر المومنین، مجھے شوق ہے کہ کسی طرح مجھے معلوم ہو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، آپ نے فرمایا، اے مسلمہ، میں ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں، مسلمہ نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں تو آپ نے جواب دیا جنت عدن میں دیگر ائمہ ھدیٰ کے ساتھ ہوں، (کتاب القبور لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

﴿۲۴﴾ حضرت ابوبکر خیاط علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور قبر والے اپنی قبروں کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے سامنے پھول ہیں، اتنے میں، میں نے دیکھا کہ محفوظ ان کے درمیان آجا رہے ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا وصال ہو گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھے (جن کا ترجمہ ہے) نیک لوگوں کی موت ایک ایسی زندگی ہے جس کو فنا نہیں، کچھ لوگ اگرچہ مر چکے ہیں مگر درحقیقت وہ زندہ ہیں، (شرح الصدور ص ۲۶۶)

﴿۲۵﴾ حضرت ضمرہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ خواب میں میری ملاقات میری پھوپھی سے ہوئی تو دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے، وہ کہنے لگیں، میں خیر سے ہوں، اور اپنے اعمال کا پورپورا بدلہ لیا، حتیٰ کہ مجھ کو اس مالیدہ کا ثواب بھی ملا جو ایک روز میں نے غریب کو کھلایا تھا، (شرح الصدور ص ۲۶۷)

﴿۲۶﴾ ابن عساکر نے محمد بن عوف سے روایت کیا کہ میں نے حضرت محمد بن حمصی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہوں، میں دن میں ایک دو مرتبہ اپنے رب کی زیارت کرتا ہوں، میں نے کہا کہ ابوعبداللہ، تم دنیا میں بھی متبع سنت تھے اور آخرت میں بھی صاحب سنت ہو تو وہ مسکرانے لگے، (ایضاً:۲۷۴)

﴿۲۷﴾ ابن عساکر نے محمد بن عوف سے روایت کیا کہ کسی شخص نے ابونواس علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو جواب دیا کہ اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا، جو میں نے گل نرگس کے بارے میں کہے تھے، اور وہ یہ ہیں، ترجمہ: اے انسان! زمین سے اگنے والے پودوں کو دیکھ اور خداوند قدوس کی کاریگری کا منظر دیکھ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چاندی کی آنکھیں سنہری پتلیوں سے دیکھ رہی ہیں، یہ آنکھیں زبرجدی شاخوں پر خدا تعالیٰ کی توحید اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے جن وانس کی

Marfat.com

طرف رسول ہونے کی شہادت دے رہی ہیں، (ایضاً ص ۲۶۷)

﴿۲۸﴾ ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد مروزی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حافظ یعقوب بن سفیان علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور فرمایا تم جس طرح دنیا میں حدیث بیان کرتے تھے، آسمان پر بھی بیان کرو، چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی اور فرشتوں نے اس کو سنہری قلموں سے لکھا، جبریل علیہ السلام بھی لکھنے والوں میں تھے، (شرح الصدور ص ۲۸۷)

﴿۲۹﴾ ابن عساکر نے عبداللہ بن صالح صوفی علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ ایک محدث کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، کیونکہ میں اپنی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کے نام کے بعد درود شریف لکھنے پر پابندی کرتا تھا، (ایضاً)

﴿۳۰﴾ حدیث مبارک ہے، قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، (رواہ الترمذی) اس حدیث کی روشنی میں ایک واقعہ پڑھیے، حضرت خواجہ احمد بن ادریس علیہ الرحمہ کا ایک مرید مکہ مکرمہ میں فوت ہوا اور اس کو جنت المعلیٰ میں دفن کر دیا گیا، ایک صاحب کشف بزرگ نے دیکھا کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی قبر میں جنتی فرش اور قندیلیں لا رہے ہیں، اس بزرگ کو رشک ہوا تو حضرت ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا یہ کونسی مشکل بات ہے، جو مومن بھی حضرت خواجہ احمد بن ادریس علیہ الرحمہ کی طرف منسوب درود پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ہی قرب عطا فرمائے گا، (جامع کرامات اولیا: ۵۷۹)

﴿۳۱﴾ علی بن عیسیٰ وزیر کا واقعہ ہے کہ میں کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا، اتفاقاً مجھے بادشاہ نے معزول کر دیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دراز گوش پر سوار ہوں

Marfat.com

اور پھر دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ جلوہ فرما ہیں، میں براہ ادب جلدی سے نیچے اتر کر پیدل ہولیا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، اے علی اپنی جگہ پر واپس چلا جا، آنکھ کھل گئی، صبح ہوئی تو بادشاہ نے بلا کر وزارت سونپ دی، اور یہ درود پاک کی برکت ہے، (سعادت الدارین: ۱۴۴) معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ اپنے غلاموں کی مصیبت سے آگاہ ہوتے ہیں اور اس کو رفع کرنے کیلئے تشریف بھی لاتے ہیں، یہ تمام امور حیات برزخی کی دلیل ہیں، چند اور واقعات بھی ملاحظہ کیجئے۔

﴿۳۲﴾ حضرت شیخ موسیٰ ضریر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بحری جہاز پر سوار ہوا کہ اچانک طوفان آگیا، اقلابیہ کی آندھی چل پڑی، وہ طوفان ایسا تھا کہ اس سے شاید ہی کوئی محفوظ رہ سکتا ہو، جہاز والے ناامید ہوگئے پھر میری آنکھ لگ گئی تو میں زیارت مصطفیٰ ﷺ سے سرفراز ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا، امتی! پریشان نہ ہو، جہاز پر سوار لوگوں سے کہہ دو کہ ایک ہزار مرتبہ درود نجاتی پڑھیں، اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی، میں نے جہاز والوں کو مژدہ سنایا، ابھی تین سو بار ہی درود پاک پڑھا تھا کہ ہوا تھم گئی اور طوفان ختم ہوگیا اور ہم سب منزل مقصود پر پہنچ گئے، (القول البدیع: ۲۱۹)

﴿۳۳﴾ حضرت ابو حفص حداد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف حاضر ہوا تو ایک وقت ایسا بھی آیا کہ کھانے کو کچھ نہ تھا، پندرہ دن یونہی گزر گئے، میں نے ایک دن نڈھال ہو کر اپنا پیٹ روضہ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ لگا دیا اور کثرت سے درود پاک پڑھا، پھر عرض کی، یارسول اللہ، اپنے مہمان کو کچھ کھلایئے، وہیں مجھ پر نیند غالب آگئی تو حضور انور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں جانب اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بائیں جانب ہیں اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ سامنے ہیں، مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اٹھو، سرکار دوجہاں تشریف لائے ہیں،

Marfat.com

میں اٹھا اور آپ کی دست بوسی کی، آپ ﷺ نے مجھے روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی کھالی تو آنکھ کھل گئی، آدھی میرے ہاتھ میں تھی، (سعادۃ الدارین:۱۳۴)

﴿۳۴﴾ حضرت داتا علی ہجویری قدس سرہٗ فرماتے ہیں، ایک دفعہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر سو رہا تھا، خواب میں دیکھا کہ مکہ معظمہ میں ہوں، حضور اقدس ﷺ باب شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑھے آدمی کو اس طرح گود میں لئے ہوئے تھے، جیسے لوگ شفقت سے بچوں کو اٹھاتے ہیں، میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی، حیران تھا کہ یہ پیرانہ سال آدمی کون ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے میرے دل کی بات سمجھ لی اور فرمایا، یہ تیرا امام اور تیرے اپنے دیار کا رہنے والا ابو حنیفہ ہے، مجھے اس خواب سے بڑی تسلی ہوئی اور اپنے شہر سے ارادت پیدا ہوگئی، (کشف المحجوب:۱۷۰)

﴿۳۵﴾ حضرت خواجہ نعمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، آپ نے فرمایا، اے ابوبکر، میرے فرزند محمد نعمان کو بتادو کہ جو شخص شیخ احمد (مجدد الف ثانی) کا مقبول ہے وہ میرا اور میرے خدا کا بھی مقبول ہے۔ اور جو شخص ان کا مردود ہے وہ میرے خدا کا بھی مردود ہے، میں نے یہ بشارت سنی تو بے حد خوش ہوا۔ الحمد للہ میں حضرت مجدد الف ثانی کا مقبول ہوں، اس لئے حق تعالیٰ کا بھی مقبول ہوں، (حضرات القدس:۲/ ۳۲۸)

﴿۳۶﴾ ابوبکر مقری سے منقول ہے کہ میں، امام طبرانی اور ابو الشیخ حرم رسول ﷺ میں حاضر تھے اور سبھی حالت فقر و فاقہ میں مبتلا تھے، جب بھوک نے اپنا اثر دکھایا اور نڈھال کر دیا تو وہ دن مشکل سے صوم وصال کی صورت میں کاٹا، عشاء کے وقت میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ الجوع الجوع" سخت بھوک ہے، سخت بھوک ہے، اتنا عرض کیا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا، مجھے ابو الشیخ نے کہا، بیٹھ جاؤ، یا رزق اور روزی

Marfat.com

ہاتھ آئے گی یا یہیں تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے، پھر میں اور ابوالشیخ سو گئے، امام طبرانی بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے، ایک علوی دروازے پر آموجود ہوا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں، جن کے ہاتھوں میں بڑی بڑی زنبیلیں ہیں اور دونوں کسی شے سے بھری ہوئی ہیں، ہم بیٹھ گئے اور کھانے لگے، گمان یہی تھا کہ جو کھانا بچ جائے گا، اسے یہ غلام لے جائیں گے مگر وہ لوٹ گئے اور باقی ہمارے پاس ہی چھوڑ گئے، جب ہم کھانا کھا چکے تو علوی نے کہا تم نے کیا بارگاہ نبوی میں بھوک کی شکایت کی تھی، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے تمہارے پاس کھانے کی چیز لانے کے متعلق ارشاد فرما رہے تھے (کتاب الوفاء:۸۳۰)

﴿۳۷﴾ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی نے خبر دی کہ ہمیں سید عبداللہ قاری نے بتایا، جب انہوں نے قاری زاہد سے جو بیابان میں رہتے تھے، قرآن پاک حفظ کیا تو ہم ایک دفعہ قرآن پاک کا دورہ کر رہے تھے کہ عرب کی ایک جماعت ہمارے پاس آئی، ان کا قائد ان کے آگے تھا، وہ لوگ قاری صاحب کی قرأت سننے لگے، پھر جماعت کے قائد نے فرمایا، "بارك الله اديت حق القرآن" بارک اللہ تم نے قرآن خوانی کا حق ادا کر دیا، پھر وہ جماعت چلی گئی، اس کے بیان کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا، کل رات مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس بیابان میں پہنچ کر قاری صاحب کا قرآن سنوں گا، میں سمجھ گیا کہ کل والی قوم کے قائد خود نبی اکرم ﷺ تھے، پھر کہنے لگے، میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا تھا، (درثمین فی مبشرات النبی الامین:۱۷)

﴿۳۸﴾ حضرت سلیمان بن سحیم علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں خواب میں سید دو عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا تو میں نے دربار رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ، جو

Marfat.com

لوگ حاضر ہوتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں، آپ ان کا سلام سمجھ لیتے ہیں، فرمایا، ہاں اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں، (سعادۃ الدارین:۱۴۱)

﴿۳۹﴾ حضرت ابراھیم بن شیبان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حج کیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ پھر جب میں نے روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو اندر سے آواز آئی وعلیك السلام یا ولدی، اے بیٹے تم پر بھی سلامتی ہو، (سعادۃ الدارین:۱۴۱)

﴿۴۰﴾ حضرت شیخ جزولی علیہ الرحمہ "صاحب دلائل الخیرات" کے وصال کے ستر سال بعد آپ کی قبر مبارک سے نکالا گیا اور سوس سے مراکش منتقل کیا گیا، آپ کا کفن بھی بوسیدہ نہیں ہوا تھا اور بالکل صحیح وسالم تھے، جیسے آج ہی لیٹے ہیں، نہ زمین نے آپ کو چھیڑا اور نہ کوئی حالت بدلی بلکہ آپ نے تازہ خط بنوایا تھا اور ستر سال کے بعد بھی ایسے تھا جیسے آج ہی بنوایا ہے، کسی نے رخسار پر انگلی رکھ کر دبایا اور انگلی اٹھائی تو اس جگہ سے خون ہٹ گیا، اب وہ جگہ سفید نظر آرہی تھی، پھر تھوڑی دیر بعد سرخ ہوگئی، جیسے زندوں کے جسم میں خون رواں ہوتا ہے، یہ ساری بہاریں درود پاک کی کثرت کی برکت سے ہیں (مطالع المسرات:۴) اس طرح کے ایمان افروز واقعات ہزاروں کی تعداد میں صالحین امت سے منقول ہیں اور حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں جن کا انکار محض ہٹ دھرمی اور سینہ زوری تو ہو سکتا، اور کچھ نہیں۔

﴿......ائمہ ملّت کا فیصلہ......﴾

اسلام میں حضرات علما کا ایک خاص مقام ہے، قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے، انما یخشی اللہ من عباد العلما یعنی بیشک علما ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، اور فرمایا، "کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"، اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تمہیں علم نہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

Marfat.com

۞......اللہ تعالیٰ جس کا بھلا چاہتا ہے، اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے، میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب العلم)

۞......دو آدمیوں کے سوا کسی پر بھی رشک جائز نہیں، ایک آدمی جسے اللہ مال دے تو اسے اچھی جگہ خرچ کرے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ علم دے اور وہ اس سے فیصلے کرے اور لوگوں کو سکھائے۔(ایضا)

۞......جو شخص بھلائی پر رہبری کرے، اسے اس پر عمل کرنے والے کی طرح ثواب ہو گا۔(مسلم، مشکوٰۃ کتاب العلم)

۞......اللہ تعالیٰ علم کو کھینچ کر نہ اٹھائے گا، بلکہ علما کی وفات سے اٹھائے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہ رہے تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے،(بخاری و مسلم)

۞......یقیناً عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور پانی کی مچھلیاں دعائے مغفرت کرتی ہیں، عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات میں چاند کی فضیلت سارے تاروں پر، علما نبیوں کے وارث ہیں، نبیوں نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہ بنایا، صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ وصول کرلیا،(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب العلم)

۞......ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے،(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰہ،)

۞......جو اس لئے علم حاصل کرے تاکہ علما کا مقابلہ کرے یا جہلا سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔(ترمذی، ابن ماجہ)

اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث نبویہ ہیں جن میں علما کی شان و عظمت بیان کی گئی ہے، اب ہم ذیل میں کثیر ائمہ امت اور علمائے ہدایت کے مبارک فیصلے نقل کرتے ہیں،

Marfat.com

تاکہ ان کی روشنی میں "حیات برزخی کے اثبات" کا عقیدہ مزید نکھر کر سامنے آجائے۔

اخلاص عمل مانگ نیا گان کہن سے

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

﴿۱﴾ حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا، باب بنی شیبہ پر ایک جوان کو مردہ دیکھا، تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا، اے ابوسعید آپ نہیں جانتے کہ اللہ والے زندہ ہیں، اگرچہ وہ فوت ہو جائیں، وہ تو بس ایک گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں، (الرسالۃ القشیریہ:۱۴۰)

﴿۲﴾ حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "النفس باقیہ بعد موت البدن عالمة باتفاق المسلمین" اس بات پر تمام علما کا اتفاق ہے کہ بدن کی موت کے بعد بھی روح باقی رہتی ہے اور علم رکھتی ہے، (شفا السقام:۲۱۰)

﴿۳﴾ حضرت امام ابو یعقوب نہر جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے ایک مرید کو غسل دینے کیلئے تختے پر دراز کیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا، میں نے کہا، "بیٹے میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں، یہ صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے، میرا ہاتھ چھوڑ دے، (الرسالۃ القشیریہ:۱۷۰)

﴿۴﴾ حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ نہ سوچنا کہ موت سے تیرا علم بھی تجھ سے جدا ہو جائے گا، کہ موت علم کے محل یعنی روح کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، موت کا معنی عدم محض نہیں ہوتا، یہاں تک کہ تو سمجھنے لگے کہ جب تو نہ رہا تو تیری صفت بھی ختم ہو گئی (التیسیر شرح جامع صغیر۲/ ۴۲۹) فرماتے ہیں۔ جس سے زندگی میں امداد مانگی جائے، اس سے موت کے بعد بھی امداد مانگی جائے۔

﴿۵﴾ حضرت امام بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، روحیں جوہر بالذات ہیں اور اس بدن

Marfat.com

کے سوا اور شے ہیں اور موت کے بعد اپنے ادراک پر قائم رہتی ہیں، یہی جمہور صحابہ کرام اور تابعین عظام کا مذہب ہے اور اسی پر آیات واحادیث بھی ناطق ہیں، (تفسیر بیضاوی ۱/ ۱۱۷)

﴿۶﴾ حضرت امام ابن الحاج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، امام احمد کا ارشاد ہے کہ مسلمان برزخ میں ہیں اور اکثر زندوں کا علم رکھتے ہیں، یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے، اور کتابوں میں اپنے مقام پر مذکور ہے (المدخل ۱/ ۲۵۳) فرماتے ہیں، قبر والوں کو زندوں کی خبر ہوتی ہے، کیونکہ حدیث رسول ﷺ ہے کہ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے، خدا کے نور کے سامنے کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، جب زندہ مومنوں کے حق میں یہ ہے تو اس کا کیا مقام ہو گا، جو آخرت کے گھر میں ہے، (ایضا)

﴿۷﴾ حضرت امام ابو عمر عبد البر علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ میت کو ان تمام امور سے اذیت ہوتی ہے جن سے زندہ لوگوں کو اذیت ہوتی ہے، اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ ان تمام امور سے لذت بھی حاصل کرے جن سے زندہ لوگوں کو لذت ملتی ہے (اشعۃ اللمعات ۱/ ۶۹۶)

﴿۸﴾ حضرت امام محمد بن حموی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ اہل قبور کو جوتوں کی آہٹ سے بھی اذیت ہوتی ہے، (مراقی الفلاح ۳۴۴) حدیث پاک میں جو قبر کیساتھ تکیہ لگانے کی نفی وارد ہے تو حضرت امام حکیم ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ روحیں جان لیتی ہے کہ اس آدمی نے ہماری عزت وحرمت کو پامال کیا ہے، (نوادر الاصول: ۲۴۴)

﴿۹﴾ حضرت امام قاضی خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، قبر سے سبز گھاس کاٹنا مکروہ ہے، وہ خشک ہو تو کوئی حرج نہیں، گھاس جب تک تر رہتی ہے، خدا کی تسبیح کرتی ہے، اور اس سے قبر والے کا دل بہلتا ہے، (فتاوی قاضی خان ۱/ ۱۹۵)

﴿۱۰﴾ حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فوت شدہ انسان کو حیات اور علم حاصل ہوتا ہے لہذا زیارت کے وقت اس کا ادب واحترام واجب ہے، خصوصاً صالحین

Marfat.com

کرام کا احترام ان کے درجوں کے اعتبار سے زیادہ ضروری ہے جیسا کہ ان کی حیات ظاہری میں ہوتا ہے، (اشعۃ اللمعات ۱/۷۶۰)

﴿۱۱﴾ حضرت امام ابو عبید اللہ بن نعمان علیہ الرحمہ سے منقول ہے، اہل بصیرت اور اہل اعتبار کے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ نیک لوگوں کی زیارت، برکت وعبرت کے لئے محبوب ہے، ان کی برکت جیسے زندگی میں جاری تھی ویسے ہی وصال کے بعد بھی جاری ہے، (المدخل ۱/۲۴۹)

﴿۱۲﴾ حضرت امام عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اولیا کرام کی کرامت ان کے انتقال کے بعد بھی باقی رہتی ہے، جو اس کی مخالفت کرے، وہ جاہل ہے یا ہٹ دھرم ہے، (الحدیقۃ الندیہ: ۱/۲۹۳)

﴿۱۳﴾ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں، حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے پاس کوئی نسبت ان کی خاص نسبتوں میں سے ایسی نہ تھی جو آپ نے ہمارے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کو عطا نہ فرمائی ہو مگر ایک نسبت عالیہ جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے عطیات میں سے باقی رہ گئی تھی، ہمارے خواجہ نے اپنے انتقال کے بعد جب کہ میں ان کے روضہ کی زیارت کو گیا تھا، مجھے مرحمت فرمائی، (حضرات القدس ۲/۱۶۳)

﴿۱۴﴾ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، ایک عظیم بزرگ کا قول ہے کہ میں نے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی حیات دنیا کی مانند تصرف فرماتے ہیں، شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ، شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ اور دو اولیا کو مزید شمار فرمایا، ان کا مقصد حصر نہیں بلکہ جو انہوں نے خود دیکھا وہی بیان کیا، (اشعۃ اللمعات ۱/۷۱۵)

﴿۱۵﴾ حضرت امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروکاروں کی شفاعت فرماتے ہیں، دنیا اور برزخ میں ہر جگہ مصیبتوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں،

Marfat.com

قیامت کے دن بھی نگاہ رکھیں گے یہاں تک وہ پل صراط کو پار کر جائیں، (المیزن الکبریٰ ۱/۹)

﴿۱۶﴾ حضرت امام تفتازانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اولیا کی قبروں میں زیارت اور پاکیزہ روحوں سے استعانت فائدہ دیتی ہے، (شرح المقاصد ۲/۴۳)

﴿۱۷﴾ حضرت سید احمد زروق علیہ الرحمہ سے حضرت شیخ ابوالعباس علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ طاقتور ہے یا وصال شدہ کی، انہوں نے فرمایا، وصال شدہ کی امداد زیادہ طاقتور ہے، اس پر شیخ نے فرمایا، ہاں اس لئے کہ وہ حق تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے، (اشعۃ اللمعات ۱/۷۱۶)

﴿۱۸﴾ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جب زائر قبر کے قریب جاتا ہے تو اس کا صاحب قبر سے اور ایسے ہی صاحب قبر کا اس سے خاص تعلق قائم ہو جاتا ہے، اس سے دونوں کے درمیان معنوی ملاقات اور مخصوص علاقہ پیدا ہو جاتا ہے، اب اگر صاحب قبر زیادہ قوی ہے تو زائر مستفیض ہوتا ہے اور زائر زیادہ قوی ہے تو صاحب قبر کو فیض حاصل ہوتا ہے، (کشف الغطا: ۸۰) فرماتے ہیں، یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ انسان موت کے بعد زندہ ہیں، اور اس طرح حضور ﷺ کا فرمان ہے، اللہ کے نبی مرتے نہیں، ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں، (تفسیر کبیر ۲۱/۴۱)

﴿۱۹﴾ حضرت امام صفار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں تلقین مناسب ہے اور جو تلقین کا تاریکی اور منکر ہے، وہ معتزلہ کے مذہب پر ہے، جو میت کو جماد کہتے ہیں اور قبر میں روح کا اعادہ تسلیم نہیں کرتے، (کشف الغطا: ۵۷)

﴿۲۰﴾ حضرت امام قونوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فوت شدگان کو ادراک وسماع حاصل ہے، اور بیشک سماعت ایسی صفت ہے جس کے لئے حیات ضروری ہے، لہذا سب زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی شہدا سے کم تر ہے اور شہدا کی زندگی سے انبیا کرام کی زندگی زیادہ

Marfat.com

کامل ہے، (جذب القلوب:۲۰۶)اور فرماتے ہیں کہ تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ علم وسماعت جیسے ادراک تمام فوت شدگان کو حاصل ہیں، (ایضاً۲۰۶)

﴿۲۱﴾ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، جب آدمی برزخ کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو تمام وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کیساتھ ہوتے ہیں، وہ ان سے الگ نہیں ہوتے، (فیوض الحرمین:۴۲)

﴿۲۲﴾ حضرت امام ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اولیا فرماتے ہیں کہ ہماری روح ہی ہمارا جسم ہے، یعنی ان کی ارواح ان کے اجسام کا کام کرتی ہیں اور کبھی اجسام از حد لطافت کی وجہ سے ارواح کے رنگ میں جلوہ ریز ہوتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں تھا، ان کی ارواح زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں، سیر کرتی ہیں، اسی وجہ سے قبر میں ان کے جسم خاکی کو مٹی نہیں کھا سکتی، بلکہ ان کا کفن بھی صحیح سلامت رہتا ہے، ابن ابی الدینا حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومنوں کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، مومنوں سے مراد کامل افراد ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی طاقت عطا فرما دیتا ہے، وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، (تذکرۃ الموتی والقبور:۷۵)

﴿۲۳﴾ حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، روحوں کا قبر کیساتھ تعلق قائم رہتا ہے، جس کے سبب زائرین اور عزیزوں، دوستوں کی آمد کا انہیں علم ہوتا ہے، اور ان سے انس حاصل ہوتا ہے، مکان کی دوری اور نزدیکی روح کے لئے اس ادراک سے مانع نہیں ہوتی، انسان کے وجود میں اس کی مثال روح بصر ہے جو ہفت آسمان کے ستارے کنویں کے اندر سے دیکھ سکتی ہے، (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰:۱۹۳)

﴿۲۴﴾ حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہٗ فرماتے ہیں، بعض کاملوں کی ارواح کا

Marfat.com

تصرف ان کے اجسام سے ترک تعلق کے بعد بھی اس دنیا میں باقی رہتا ہے، (مکتوبات مظہریہ:۲۷) فرماتے ہیں، حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کی عنایت اپنے معتقدین کے حال پر کارفرما ہے، مغل صحراؤں میں سوتے وقت اپنا سامان اور گھوڑے آپ کی حفاظت کی سپرد کرتے ہیں اور غیبی تائید ان کیساتھ ہوتی ہے، (ملفوظات مظہریہ:۸۳)

﴿۲۵﴾ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، شیخ بدر الدین بن صاحب نے اپنے رسالہ حیات الانبیا میں فرمایا کہ حدیث شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات فی القبر میں صریح ہے، کیونکہ اس میں ان کی صفت نماز بیان کی گئی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ صرف روح کی صفت نہیں ہو سکتی، بیشک یہ تو جسم کا کام ہے اور قبر کی تخصیص بھی اس پر دلیل ہے کہ اگر یہ صرف روح کے اوصاف میں سے ہوتا تو قبر کی تخصیص کے ساتھ احتجاج نہ کیا جاتا، (زہر الربی شرح سنن النسائی ۱/۲۴۳)

﴿۲۶﴾ حضرت امام محمد بن یوسف صالحی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت جمال الدین محمود بن جملہ کا فرمان ہے، حدیث شریف، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں واضح ہے، کیونکہ اس میں آپ کی نماز کا بیان ہے کہ وہ کھڑے تھے اور یہ صفت فقط روح کی نہیں، یہ روح مع الجسد کی صفت ہے، ان میں روح لوٹا دی گئی ہے، یہ آپ کی بہت بڑی عزت اور کرامت ہے، آپ کی قبر وسیع کر دی گئی ہے اور یہ عبادت کا عمل وفات کے فوراً متصل ہے اور حضور اقدس ﷺ کا آپ کو دیکھنا ظاہری آنکھوں سے ہے کیونکہ معراج اہل سنت و جماعت کے نزدیک جسد کو ہوئی تھی نہ کہ فقط روح کو، (سبل الھدیٰ والرشاد:۱۲/۲۶۷)

﴿۲۷﴾ حضرت امام محمد بن قاس جسوس فرماتے ہیں، حیاۃ الانبیا کا شاہد حضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر انور میں نماز پڑھنا ہے اور نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور ایسے ہی وہ تمام صفات جو حضور اقدس ﷺ نے معراج کی رات بیان فرمائیں، وہ سب اجساد کو چاہتی ہیں

Marfat.com

اوران کی حیات حقیقی ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں، لیکن حیات حقیقی ہونے کے باوجود ان کو طعام وغیرہ کی حاجت نہیں ہے، جہاں تک علم اور سماعت کا تعلق ہے تو وہ انبیا کرام کے لئے ثابت ہے، بلکہ عام کیلئے بھی ثابت ہے، (الفوائد الجلیلہ علی الشمائل المحمدیہ:۲۳۶)

﴿۲۸﴾ حضرت علامہ ابن قیم جوزیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بلاشبہ آپ کا جسم مبارک قبر میں تروتازہ اور نرم ہے، ایک دفعہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے بوسیدہ ہونے کے بعد آپ پر ہمارا درود کیسے پہنچے گا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کردیا ہے کہ انبیا کے اجسام کو کھائے، اگر آپ قبر میں موجود نہ ہوتے تو یہ جواب غلط ہوجاتا، (کتاب الروح:۷۳)

﴿۲۹﴾ حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے، انبیا کرام اپنی قبروں میں عام مردوں کی طرح نہیں رہتے بلکہ ان کی روح ان کی طرف لوٹائی جاتی ہے اور وہ زندہ ہوتے ہیں، (روح المعانی:۲۲/ ۳۸)

﴿۳۰﴾ حضرت امام ابوالمحاسن حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اے زائر تو حضور پرنور ﷺ کی قبر مکرم کی طرف منہ کرکے اور قبلہ شریف کی طرف پشت کرکے باادب کھڑا ہو اور آپ کی جلالت شان کو پیش نظر رکھ، کیونکہ یہ مبارک جگہ ہے، آپ کی نظر مبارک تیرے شامل حال ہے، آپ تیرا کلام سماعت فرماتے ہیں اور تیرے سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں اور تیری دعا پر آمین فرماتے ہیں، پھر یوں عرض کر "السلام علیك یا رسول اللہ، السلام علیك یا حبیب اللہ،" (غنیۃ الطالبین فی ما یحب من احکام الدین:۱۱۵)

﴿۳۱﴾ حضرت امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، زائر حاضری کے وقت ادب رسول کو ملحوظ رکھتے ہوئے لوٹے اور اس کا دل آپ کی ہیبت سے بھر جائے گویا آپ ﷺ اس کو دیکھ رہے ہیں، پھر وہ اس طرح عرض کرے السلام علیك یا رسول اللہ (کتاب الایجاز:۴۶)

Marfat.com

﴿۳۲﴾ علامہ محمد بن علی شوکانی نے رقم کیا ہے، نبی کریم ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر انور میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا کہ انبیا کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور بیہقی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے، استاذ ابو منصور بغدادی نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب میں متکلمین اور محققین کا ارشاد ہے کہ آپ وفات کے بعد زندہ ہیں، ایک اور جگہ لکھتے ہیں، علم اور سماع تو تمام اہل قبور کے لئے ثابت ہے، شہدا کے متعلق تو قرآنی نص وارد ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے، ان کی حیات جسم کے ساتھ ہے، حضرات انبیا اور مرسلین کی حیات جسم کے ساتھ کیوں نہ ہوگی، (نیل الاوطار: ۳/ ۲۴۸)

﴿۳۳﴾ حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بنانی کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی سعادت عطا کرتا ہے تو مجھے بھی عطا کرنا، کہتے ہیں کہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو وفات کے بعد دیکھا گیا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ (سیر اعلام النبلا: ۵/ ۲۲۲)

﴿۳۴﴾ حضرت امام عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرات انبیا کرام، شہدا کی طرح ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہدا اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں تو یہ بعید نہیں کہ وہ حج کریں اور نمازیں ادا کریں، (شفا السقام: ۱۸۶)

﴿۳۵﴾ حضرت امام علی بن احمد عزیزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بندہ جب دنیا سے جدا ہوگیا تو قید سے چھوٹ گیا اور فراخی و کشادگی، فرحت و سرور کی طرف منتقل ہوگیا، (السراج المنیر: ۳/ ۱۶۲) حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، برزخ میں صرف روح سے سوال نہیں جیسا کہ ابن حزم وغیرہ سے منقول ہے، اس سے برا اسکا قول ہے جو کہتا ہے کہ سوال صرف جسم بے روح سے ہوگا احادیث سے ان دونوں قولوں کی تردید ہوتی ہے، (گویا سوال جسم و روح دونوں سے ہوگا)، (شرح فقہ اکبر: ۱۵۴)

Marfat.com

﴿۳۷﴾ حضرت شیخ نور الحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جمہور کے نزدیک یہی طے شدہ عقیدہ اور قول مختار ہے کہ حضرات انبیا موت کا ذائقہ چکھنے کے حیات دنیوی کے ساتھ زندہ ہیں، (تیسیر القاری شرح بخاری: ۳/۲۶۲)

﴿۳۸﴾ حضرت علامہ قطب الدین خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، زندہ ہیں انبیا کرام قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کی وہاں حقیقی، جسمانی دنیا کی سی ہے، (مظاہر حق: ۱/ ۴۴۵)

﴿۳۹﴾ حضرت امام بدر الدین زرکشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور اقدس ﷺ کا ایک آن میں مختلف اقطار میں حاضر ہونا اور آپ کا دیدار برحق ہے، آپ اپنی قبر اقدس میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کیساتھ نماز ادا کرتے ہیں، کیونکہ آپ سورج ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراجاً منیراً فرمایا ہے، (زرقانی: ۵/ ۳۹۵)

﴿۴۰﴾ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بے شک رسالت موت کیساتھ منقطع نہیں ہوتی، اور اس طرح ولایت اور جمیع مکارم دینی بھی منقطع نہیں ہوتے، نبوت کیسے منقطع ہوسکتی ہے، جب انبیا کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، (عمدۃ الرعایہ: ۲/ ۳۰۷)

یاد رکھیں کہ اس عالم دنیا کے مقابلے میں جہانِ برزخ اتنا وسیع و عریض ہے جتنا شکم مادر کے برعکس یہ عالم دنیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کے سامنے جہان برزخ کے عجیب وغریب مناظر کھول کر رکھ دیئے ہیں تاکہ وہ اپنے مشاہدات کی روشنی میں دنیا کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں، مخلوق خدا کو عذاب سے ڈرائیں اور ثواب کی ترغیب دلائیں، اس حقیقت کا انکار ہرگز درست نہیں، ایک نابینا انسان کو سورج کی چمک دمک کا مشاہدہ نہیں، چاندنی رات کے کیف آور لمحات کا احساس نہیں، پھولوں کی رنگینی اور کلیوں کی بوقلمونی کا ادراک نہیں، لیکن ان فطری حقائق کا انکار کرتا پھرے، اور لوگوں کو

Marfat.com

بھی اس پر اکساتا رہے تو کتنا بڑا ظلم ہے۔ کیا چشم بینا اس ظلم کی تصدیق کر سکتی ہے، یہی حال اس بدنصیب کا ہے جس نے جہان غیب کے ایک ذرے کو بھی نہیں دیکھا مگر اس کے سارے نظاروں کی تردید کر رہا ہے، اسے چاہئے کہ ان دیکھنے والوں پر اعتبار کرے، جس کے کردار میں کوئی عیب نہیں اور گفتار میں کوئی ریب نہیں، گویا ؎

حادثہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینہ ادراک میں ہے

تاریخ اسلام ایسے بے شمار واقعات اور لا تعداد مشاہدات سے لبریز ہے بزرگان دین کا جیسے عالم دنیا سے رابطہ ہے، ویسے ہی جہان برزخ سے بھی تعلق ہے۔ وہ جہاں رہ کر وہاں دیکھتے ہیں اور وہاں جا کر یہاں کی خبر رکھتے ہیں۔

فصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و سلم

الی یوم القیام و الدین

Marfat.com

مسلماں کا عقیدہ

سرچشمہ ایماں ہے مسلماں کا عقیدہ
سرکار کا احساں ہے مسلماں کا عقیدہ
اللہ کے مظہر ہیں نبی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
یہ حاصل عرفاں ہے مسلماں کا عقیدہ
توحید یہ قربان دل و جاں کے خزانے
یہ جذب فراواں ہے مسلماں کا عقیدہ
کیا قبر کی رات اور کہاں حشر کی وحشت
ہر درد کا درماں ہے مسلماں کا عقیدہ
محبوب بچائیں گے شبِ غم سے یقیناً
امید سے تاباں ہے مسلماں کا عقیدہ

(علامہ غلام مصطفیٰ مجددی)

Marfat.com

Marfat.com

تحفۃ القادریہ

سر الاسرار

خزینۂ نعت

جہانِ اولیاء

انیس الطالبین

حدائقِ بخشش

تصوف و ولایت

تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر

تذکرہ مجددین اسلام

اصحابِ بدر

معجزاتِ رسولِ کریم ﷺ

فیوضِ غوثِ یزدانی

ترجمہ الفتح الربانی

سیرت و خطباتِ غوثِ اعظم

شانِ حبیب المنعم من روایات المسلم

تذکرۃ الاولیاء

مولانا نورانی کی بارہ تقریریں

ختم نبوت زندہ باد

ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج

امامِ اعظم کے عقائد

نزہۃ الخاطر الفاتر

امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ

بزرگ

مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان

جلوۂ دستِ قدرت

بارہ رسائل میلادِ مصطفیٰ ﷺ

چہرۂ علم و حکمت

سیرت غوثِ اعظم

جہانِ انبیاء

خطباتِ الٰہیہ

راہنمائے نقابت

مکاشفۃ القلوب

شانِ رسول ﷺ

خطباتِ مجددیہ

خطباتِ نورانی

نورانی حکایات

شانِ حبیب الباری

رسائل مجدد الف ثانی

غنیۃ الطالبین

تواریخ حبیب الٰہ

کیا آپ جانتے ہیں؟

فتوح الغیب

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

Marfat.com